خواجہ از حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ باز تنبیہ شدن و توبہ کردن از اعمال خود و عفو نمودن آنحضرت از تقصیرات آنجناب

خواجہ ہاشم اور ملا بدرالدین "برکات الاحمدیہ" اور حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماتم پرسی کے لئے دھلی تشریف لائے۔ تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے حسب دستور آنجناب کا استقبال کیا۔ اور آنجناب کے حلقہ اور مراقبہ میں حاضر ہوئے اور حد سے زیادہ ادب بجالائے۔ اور از سر نو آنجناب سے بیعت کی اسی اثنا میں شیطان نے بہتوں کو ورغلا کر گمراہ اور قیومیت کا منکر بنا دیا۔ اور صحبت منغض ہو گئی۔ یعنی وہ لطف جاتا رہا۔ آنجناب نے بہتیرا انہیں سمجھایا۔ وعظ و نصیحت کی لیکن بے سود۔ نہ صرف اتنے پر اکتفا کی۔ بلکہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاکر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہلاکت کے دعائیں کیں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ان کی نسبت سلب کر لیں۔ پھر بھی وہ باز نہ آئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے وطن مالوف کی طرف چلے آئے +

شیخ تاج جو ان لوگوں کے سردار تھے۔ ان کے دل میں بھی ان میں سے بعض کے ساتھ میل جول کرنے کے سبب کچھ شک سا آگیا۔ وہ بھی اپنے وطن چلا گیا۔ اثنائے ختم میں ایک صاحب کشف اہل ختم نے خواب میں دیکھا۔ کہ ہر ایک درویش نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہے۔ اچانک ایک بجلی کوندی جس سے تمام چراغ بجھ گئے۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی۔ کہ یہ چراغ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف درویشوں کی توجہات ہیں۔ اور وہ بجلی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ ہے +

جب شیخ تاج اپنے وطن پہنچا تو اپنے باطن کی طرف بہتیری توجہ کی۔ لیکن اپنے احوال کا نام و نشان تک نہ پایا۔ شیخ تاج بہت مغموم ہوا جب متوجہ ہوا۔ تو خواب میں دیکھا۔ کہ اولیائے امت کی ایک بڑی بھاری مجلس منعقد ہوئی ہے۔ شیخ تاج بھی اس مجلس کے ایک کونے میں جا بیٹھے۔ ان میں سے ایک نے شیخ تاج کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم اولیائے امت میں سے سب سے افضل کے منکر ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس عزیز کا

منکر ہونا دینی و دنیوی تباہی کا موجب ہے۔ اور اس میں ایمان کا سلب ہونا یقینی ہے اس انکار کو چھوڑ دو اور توبہ کرو۔ اس مجلس کے تمام اولیا نے فرداً فرداً شیخ تاج کو یہی عتاب کیا۔ شیخ تاج حیران تھا۔ کہ یا الٰہی وہ کونسا بزرگ ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ میں کب اس کا منکر ہوا ہوں۔ کہ تیرے غضب و قہر کا مستوجب ہو گیا ہوں۔ ناگاہ شیخ صاحب کیا دیکھتے ہیں۔ کہ اس مجلس کے صدر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور تمام اولیائے امت کا رُخ آنجناب کی طرف ہے۔ اور اس مجلس کے سردار خود آنجناب ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیائے امت نے متفق ہو کر کہا کہ یہی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ شیخ تاج نے گھبرا کر بڑی عاجزی کے ساتھ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی۔ کہ چونکہ میں آپ کے مخالفوں میں بیٹھا۔ اس لئے میرے دل میں بھی شامت نفس اور اغوائے شیطان سے شک و شبہ آگیا۔ اب میں معافی کا خواستگار ہوتا ہوں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جیسے شخص سے یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے۔ تین مرتبہ آنجناب نے شیخ کا کان پکڑ کر یہی فرمایا جب شیخ تاج نے حد سے زیادہ عجز و زاری کی۔ تو آنحضرت نے شیخ کی تقصیرات معاف فرمائیں۔

شیخ تاج یہ واقعہ مشاہدہ کر کے سخت شرمسار ہوا۔ اس خطرہ سے جو آنجناب کی نسبت اس کے دل میں تھا۔ سخت نادم ہوا اور توبہ کی۔ پھر جب اپنے احوال کی طرف توجہ کی۔ تو اپنے احوال میں کامل رشد پایا۔ بعد ازاں ایک خط اپنے ہم پیروں خصوصاً مولانا محمد تسلیح کی طرف جو حضرت خواجہ صاحب کا سالا تھا۔ اور مرزا احسام الدین کی طرف اس مضمون کا لکھا۔ کہ تم سب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عریضہ لکھو۔ اور اس عریضہ میں مجھ فقیر کا دعا و سلام بھی عرض کرو۔ کیونکہ انہوں نے خواب میں میرے قصور کو معاف فرمایا ہے۔ اب امید کرتا ہوں کہ ظاہر میں بھی میرے قصور کو معاف فرما دینگے۔ دوسرے دہلی کے یاروں کو واضح رہے کہ جس شخص نے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور اب آنجناب کا منکر ہے۔ وہ مرتد ہے۔ اور جو بن رجوع منحرف ہو گیا ہے وہ بھی مرتد ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کا منکر جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو۔ مرتد ہوتا ہے۔ یہ دو روزہ زندگی آسان ہے۔ لیکن یاد رکھو جو اسی انحراف کی حالت میں فوت ہو جائیگا۔ آخری وقت میں

اس کا ایمان ضرور بالضرور سلب ہو جائیگا۔ تم سب اپنے ہم پیروں کو اطلاع دے دو جب کچھ مدت بعد شیخ تاج دہلی میں آکر حاجی کے حجرہ میں ٹھیرے۔ اور ملا حسن۔ جعفر بیگ۔ اوز خواجہ محمد صدیق آپ کی خدمت میں آئے۔ تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آیا جناب کی طرف سے اس مضمون کا ایک خط آیا تھا۔ یا یار لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا واقعی خط میری طرف سے تھا۔ معاملہ کی حقیقت یوں ہے کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا منکر ہو گیا تھا۔ سو آنجناب کے ہاتھ سے میری گمراہی ہوئی۔ اور پھر میں معتقد بنا۔ اور دہلی کے یاروں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اُن کے باطنی احوال میں رشد و ہدایت دکھائی نہ دی۔ بہتیری میں نے توجہ کی لیکن مقصد ہاتھ نہ آیا۔ انہوں نے جو خواب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں دیکھا تھا۔ بیان کیا اتنے میں خواجہ حسام الدین نے بھی خواب میں دیکھا تھا۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی ثنا و ستائش کا خطبہ پڑھ رہے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فصیح کلمات سے حضرت مجدد الف ثانی رح کی مدح مستحسن ہے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از روے فخر فرماتے ہیں۔ کہ مجھ کو اس بات کا فخر حاصل ہے۔ کہ میری امت میں ایسا عزیز ظاہر ہوا ہے۔ جس نے میرے دین کی تجدید کی ہے۔ اور یہ عزیز تمام اولیاے امت سے افضل ہے۔ یہ سُن کر تمام یاروں نے توبہ کی۔ اور اپنے اپنے بد عقیدہ سے سخت نادم ہوئے +

شیخ تاج نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ ان لوگوں کی سفارش اور طلب معافی تقصیرات کے بارے میں لکھا۔ اس عریضہ میں یہ حکایت بھی لکھی تھی۔ کہ کوئی بزرگ کسی مسجد میں مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔ کہ اتنے میں ایک سوداگر نماز ادا کرنے کے لیے اسی مسجد میں آیا۔ اس کی کمر پر پانسو دینار کی ہمیانی تھی وہ اُسے نہ ملی۔ اس نے خیال کیا۔ کہ شائد اسی بزرگ نے اُٹھائی ہے اس نے اپنے آدمیوں کو کہا۔ جنہوں نے اس بزرگ کو بہت مار پیٹ کی آخر اس مرد عزیز نے چار و ناچار کہا کہ اچھا میں ہی ادا کر دیتا ہوں۔ بعد ازاں سوداگر کو وہ ہمیانی کسی دوسری جگہ سے ملی۔ جو تکلیف اس نے درویش کو دی تھی۔ اس کے بارے میں بڑا۔ اور اس مرد بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر طرح طرح کی عاجزی کی۔ اس مرد خدا نے فرمایا۔ بیا رے! تم اس قدر عاجزی کیوں

کرتے ہو۔ جس وقت مجھے تجھ سے تکلیف پہنچی تھی۔ اسی وقت اللہ تعالےٰ سے میں نے عہد کر لیا تھا کہ اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہونگا جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے چلونگا۔ اس عرض سے غرض یہ ہے۔ کہ اسلاف ایسا کرتے ہیں۔ امید ہے کہ آنجناب بھی ان لوگوں کے قصور سے درگذر فرمائینگے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے شیخ تاج کی سفارش سے ان لوگوں کے قصور کو معاف فرمایا۔

جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقعہ پر دہلی تشریف لائے۔ تو تمام یاروں نے آنحضرت کا استقبال کیا۔ اور تمام نے ننگے سر ہو کر پگڑیاں گردن میں ڈال لیں۔ اور اسی ہیئت کذائی سے آنحضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ تاج نے بھی حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور ان کی سفارش کی آنجنابؒ نے از راہ لطف و کرم سب کو معافی عنایت فرمائی۔ اور ان کے قصور بخش دئے۔ انہیں دنوں خواجہ حسام الدین نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جو یار حضرت مجدد الف ثانیؒ کے منکر ہیں۔ ان پر بلائے عظیم نازل ہوگی۔ جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مستعمل پانی پیئے گا وہ اس بلا سے بچ جائیگا جب خواجہ حسام الدین علیہ الرحمۃ نے یہ خواب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آنحضرتؒ نے فرمایا کہ مستعمل پانی پینا مکروہ ہے۔ فقہ کی کتابیں دیکھنے پر اتنا نکتہ ہاتھ آیا کہ اگر چوتھی مرتبہ بغیر نیت قرب اعضا دھوئے جائیں۔ تو وہ پانی مستعمل شمار نہیں ہوتا۔ اور اس کا پینا مکروہ بھی نہیں۔ اس واسطے چوتھی مرتبہ کا پانی کیا خواجہ صاحبؒ کے اصحاب اور کیا آنحضرتؒ کے یار سبھوں نے بڑے بڑے اعتقاد سے پیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کی برکت سے انہیں بلا سے نجات دی۔

ذکر و بیان

سال پنجم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ دعوت نمودن سلطان ہند علانیہ برالوہیت خود و استغاثہ کردن خلائق بحضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ

از جور سلطان و غضب نمودن آنحضرت بر سلطان و مال کار او۔ یدشدن خانجہان بلوے و سکندر خاں و دریا خاں:۔

پہلے لکھا گیا ہے کہ ہند کا بادشاہ (اکبر) دین اسلام سے مرتد ہو گیا تھا۔ اور اس نے نبوت کا دعوے بھی کیا۔ تھوڑی مدت بعد اس نے خدائی دعوے بھی شروع کر دیا۔ لوگوں کو زبردستی لا کر سجدہ کروائے تھے۔ کہ بادشاہ کو خدا مانو۔ ملعون بادشاہ فرعون کی طرح تخت نخوت پر بیٹھ کر خلقت سے سجدہ کرواتا۔ اور "انا ربکم الاعلیٰ" میں تمہارا سب سے اعلےٰ پروردگار ہوں" کا دم مارتا۔ اور نمرود مردود کی طرح رعونت کے تخت پر بیٹھ کر "ملن الملک" کس کا ہے ملک" کا نقارہ بجاتا تھا۔ اسلام اور مسلم دونو کے لئے جہان بہت تنگ ہو رہا تھا۔ اگر لوگ بادشاہ کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے تھے۔ تو قتل کئے جاتے تھے۔ بہت سے من چلے مسلم اسی طرح قتل ہو گئے۔ لیکن سجدہ نہ کیا پر نہ کیا۔ اسی طرح ہزارہا آدمی ہر روز قتل ہوتے۔ جب خلقت بہت گھبرا گئی۔ تو سب جمع ہو کر حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ عالم پناہ میں فریاد لائے۔ اور زبان حال سے عرض کیا۔ کہ ہم اس قیوم کی قیومیت کی آمد کے منتظر تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس خیر اولیا کی بعثت کی برکت سے اس بلا سے بچائیگا لیکن تعجب ہے کہ ہم سالہا سال سے اسی طرح دام بلا میں گرفتار چلے آتے ہیں۔ آنحضرت نے غیرت میں آکر بادشاہ پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور اس کے دفعیہ کے لئے توجہ کی۔ خان خاناں۔ خان اعظم سید صدر جہان اور مرتضےٰ خاں وغیرہ کے ہاتھ "جو آنجناب کے مرید اور اکبر بادشاہ کے مقرب خاص تھے" حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے بادشاہ کی طرف نصیحت آمیز کلمات کہلا بھیجے۔ کہ اگر اس دعوے سے باز آجاؤ۔ اور توبہ کرو اور مسلمانوں کو تکلیف نہ دو۔ تو بہتر ورنہ غضب الٰہی کے لئے منتظر رہو۔ انہوں نے بادشاہ کو بہتیرا سمجھایا لیکن بے سود۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ منت سے کام نہیں نکلتا۔ تو آنحضرت کا رعب اس کے دل میں بٹھایا۔ بادشاہ اس بارے میں وحشت ناک خواب دیکھ چکا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے بزرگوں اور ستارہ شناسوں کے اخبار و اقوال جو آنحضرت قیوم اول رضے کے سبب سے بادشاہ کی سلطنت میں زوال آنے کے متعلق تھے۔ بادشاہ کو سنائے۔ اور بتائے۔ آخر بہت قیل و قال کے بعد صرف اتنی بات

قرار پائی۔ کہ لوگوں کو اختیار رہے۔ خواہ دین محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رہیں خواہ بادشاہ کے اختراع کردہ بُرے طریقہ میں آجائیں۔ جو ملازم لوگوں کو زبردستی بادشاہ کے پاس سجدہ کے لئے لایا کرتے تھے۔ انہیں تاکید اً منع کیا گیا۔ کہ آئندہ کسی کو زبردستی نہ لانا۔ اس مطلب کے لئے ایک دن مقرر ہو گیا۔ جو خلقت کو دین حق اور دین باطل میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے بلایا جائے۔ جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سُنی تو فرمایا کہ کشف یوں ظاہر ہوا ہے کہ اس مقررہ دن بادشاہ پر غضب الٰہی بالضرور نازل ہو گا۔ جب وہ مقررہ دن آیا تو کافر و مرتد بادشاہ نے اپنے محل کے اوپر غرفہ میں بیٹھ کر محل کے تلے کے وسیع میدان میں دربار عام کیا۔ اس وسیع میدان میں دو بارگاہیں بنا ہیں۔ ایک تو زر دوز دیباسے آراستہ اور جواہر اور یاقوت سے جڑاؤ اس کا نام بارگاہ اکبری رکھا۔ دوسری پرانی بارگاہ جس میں بسبب پرانا ہونے کے قائم رہنے کی پختی سکت نہ تھی۔ اور اُسے جا بجا کیڑے نے کھا کر چھلنی بنا رکھا تھا اس کا نام بارگاہ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا۔ بارگاہ اکبری میں قسم قسم کے لطیف نفیس اور پر تکلف کھانے اور میوے مہیا کئے اور بارگاہ محمدی میں بالکل نامرغوب طبع بے مزہ طعام رکھا گیا۔ پھر عام اجازت دی کہ جو شخص چاہے بارگاہ اکبری میں داخل ہو اور جو چاہے بارگاہ محمدی میں آئے۔ بادشاہ کے بڑے بڑے عہدہ دار اور امیر و وزیر بارگاہ اکبری میں داخل ہوئے۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے تمام مرید مثلاً خان خانان مرتضےٰ خاں، سید صدر جہان، اور خان اعظم وغیرہ اور بہت سے غریب لوگ جن کے سر میں جنون اسلام جوشزن تھا جناب سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی طرف آئے۔ اتنے میں ایک سید مرد عہدہ دار بادشاہ کے خوف سے اکبری بارگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے ایک پٹھان مرید نے جو بارگاہ محمدی میں بیٹھا تھا اسے کہا۔ اے سید! آج تو تو اکبری بارگاہ میں جاتا ہے لیکن قیامت کے دن اپنے جد امجد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جواب دیگا۔ یہ سنکر وہ سخت شرمندہ ہوا۔ اور بارگاہ محمدی میں داخل ہوا۔ وہ دونو فریق کھانا کھانے میں مشغول تھے۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بھیجا۔ کہ بارگاہ محمدی کے گرداگرد ایک لکیر کھینچ دو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اور پھر مٹھی بھر خاک جو آنحضرت نے اُسے دی

باز رہتا۔ کئی دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں عریضے بھی لکھے۔ اور غائبانہ ہی آنجناب کا مرید ہو گیا۔ آنجناب کے تمام خلفا کی خانقاہوں کا خرچ جو اس کے ملک میں تھیں خود اپنے خزانے سے دیتا۔

اسی سال میر محمد نعمانؒ کو جو فرزندوں کے بعد پہلا خلیفہ تھا خلافت دیکر دکن بھیجا اس علاقے میں میر مذکور کے ارشاد نے یہاں تک ترقی کی۔ کہ مراقبہ کے لئے خانقاہ میں چار سو سوار اور بے شمار پیادے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور ایسا ہجوم ہو گیا کہ ہندوستان کے بادشاہ نے ڈر کر میر مذکور کو دکن سے بلوا اپنے پاس رکھا۔

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کو اسی سال اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔

ذکر و بیان

سال ہفتم از تجدید الف ثانی قیومیت حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ عرضداشت کردن عبداللہ اوذبک تا بادشاہ توران بحضرت قیوم اول برائے استمداد و توجہ بر فتح ایران جنگ عبداللہ خاں باشاہ عباس بادشاہ ایران و فتح یافتن بر ایرانیان از توجہ شریف آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ

چونکہ سلطنت ایران میں مذہب رفض (شیعہ) کا پورے طور پر رواج ہو گیا تھا اور اس ملک کے تمام شہر اور گاؤں رافضیوں سے پُر ہو گئے۔ اس فرقہ شیعہ کو یہاں تک ترقی ہوئی۔ کہ وہ سرزمین اس قوم شوم قدوم شامت لزوم سے پُر ہو گئی مسجدوں اور مصدروں میں علانیہ تین خلفا اور عائشہ صدیقہ کو گالی گلوچ بکتے تھے۔ اس خبر سے اہل سنت و جماعت نہایت آزردہ خاطر تھے۔ خاسکر ماوراء النہر کے لوگ اور وہاں کے علما جن میں مذہبی جوش بہت تھا۔ اس طرح جلتے تھے جیسے حرمل کا دانہ آگ پر جل جاتا ہے۔ ہر روز اپنے بادشاہ عبداللہ خاں اوذبک کو ایران سے جہاد کرنے کے لئے کہتے۔ چونکہ عبداللہ ایک مسلمان دیندار اور متقی پرہیزگار آدمی تھا اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ شرعی حجت بغیر کسی پر دست درازی کرے۔ اور کہتا تھا کہ میں کیونکر اہل قبلہ سے جہاد کروں۔ وہ کہتے تھے

کہ روافض سے جہاد کرنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ تین خلفا کے دشمن ہیں۔ بادشاہ نے کہا مجھے یہ ثابت نہیں ہوا۔ کہ آیا وہ فی الواقعہ تین خلفا کے دشمن ہیں۔ آخر یہ صلاح ٹھیری کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی جائے۔ اگر آنجناب ان لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیں۔ تو جہاد کرنا چاہیے۔ عبداللہ خاں نے علما کی خواہش کے مطابق آنجناب کی خدمت میں عرضی لکھی۔ کہ اگر اجازت ہو۔ تو ایرانیوں سے جہاد کیا جائے۔ آنحضرتؒ نے حقیقت معلوم کرکے ایک خط اور ایک رسالہ جس میں خلفائے راشدین اور حضرت عائشہ صدیقہ رضے اللہ تعالےٰ عنہم کے فضائل اور اُن کے حق میں وارد شدہ احادیث مندرج تھیں عبداللہ خاں کی طرف ارسال فرمایا کہ یہ رسالہ ایران میں بھیجدو۔ اگر مان جائیں تو بہتر ورنہ جہاد کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہاری مدد کریگا۔ اور فتح نصیب ہوگی عبداللہ خاں نے وہ رسالہ شاہ ایران شاہ عباس کی خدمت میں بھیجا۔ ایرانیوں نے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کو تو قبول کیا لیکن باقی تین خلفاء اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اور تمام اصحاب کی تکفیر کی۔ جب ایلچی یہ خبر لائے۔ تو یہ وحشت ناک خبر سنکر عبداللہ خاں آگ بگولا ہوگیا۔ اور اس نے قسم کھائی۔ کہ جب تک میرا گھوڑا سبزوار بازار میں روافض کے خون میں تیرے گا۔ تلوار نیام میں نہ کرونگا۔ چنانچہ ایک لشکر جرار لیکر ایران کی طرف روانہ ہوا۔ رستے میں جو گاؤں اور شہر آتا وہاں کے باشندوں کو تیغ بے دریغ سے قتل کرتا۔ جب یہ قیامت اثر خبر شاہ عباس والیٔ ایران نے سنی تو ایک بہت بڑے شکوہ لشکر کے ساتھ حرکت کی۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو عبداللہ خاں نے پہلے مذہب اہل سنت وجماعت شاہ عباس کے پیش کیا۔ اُس نے انکار کیا۔ اس واسطے مجبوراً عبداللہ خاں نے تلوار اُٹھائی۔ ایرانی بھی برسرپیکار ہوئے۔ اور سخت ہنگامہ برپا ہوا۔ آخر میں فتح تو رانیوں ہی کی ہوئی۔ شاہ عباس بھاگ نکلا۔ اور اُس کی ساری فوج قتل ہوگئی۔

ایک روایت یہ ہے کہ لڑائی سے پہلے شاہ عباس نے عبداللہ خاں کو کہلا بھیجا کہ ہم تم پہلے اکیلے جنگ کرتے ہیں۔ کیونکہ اُسے خیال تھا کہ میں قوی ہیکل اور پرزور ہوں۔ اور عبداللہ خاں لاغر اور کمزور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ پیغام عبداللہ خاں نے اپنی بہادری ظاہر کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ بہرحال دونو اس بات پر متفق ہوگئے۔ اور لشکر سے ایک طرف

الگ آپس میں کشتی لڑنے لگے آخر عبداللہ خاں نے شاہ عباس کو پچھاڑ دیا۔ شاہ عباس نے کہا کہ اب ہمیں فوج سے لڑائی کرنی چاہیئے۔ عبداللہ خاں نے یہ بھی منظور کر لی۔ اس لڑائی میں بھی خان توران ہی غالب آیا۔ عبداللہ خاں نے قتل عام کا حکم دے دیا۔ کہ جہاں کہیں کوئی ایرانی ملے اس کا سر قلم کر دو۔ چنانچہ ایران کے تمام شہروں قصبوں اور گاؤں کے آدمی قتل کئے گئے۔ اور اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ خون کے دریا بہنے لگے۔ لیکن مشہد شریف جہاں حضرت امام موسےٰ علی رضا رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا مزار مقدس ہے۔ بالکل امن چین میں رہا۔ جو رافضی تلوار سے بچ گئے وہ مشہد کے اس مزار میں پناہ گزین ہوئے عبداللہ خاں نے حضرت امام رضی اللہ عنہ کی خاطر انہیں امان دی۔ لیکن جب مزار مقدس کی زیارت کیلئے گیا۔ تو ایک شخص کو مزار کی دیوار پر بیٹھے دیکھا۔ جس کے تلووں پر تینوں خلفاء کے نام لکھے ہوئے تھے خان نے نیزہ لیکر اس ملعون رافضی کے تلووں پر مارا کیا۔ جب وہ زمین پر گرا۔ تو اس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اس کی پیٹھ سے پار ہو گیا۔ اور فی الفور واصل فے النار ہوا۔ باوجود یہ بات دیکھنے کے باقی پناہ گزینوں کو کچھ نہ کہا۔ عین فاتحہ کے وقت ایک رافضی نے جو گلہات میں بیٹھا تھا خان مذکور پر تیر پھینکا۔ جو خان سے چوک کر مزار مبارک پر لگا۔ عبداللہ خاں نے کہا ہیں نے مزار مقدس کی حرمت ملحوظ رکھی تھی۔ لیکن ان بدبختوں نے کچھ خیال نہیں کیا۔ بلکہ الٹی گستاخی کی ہے۔ اس نے غصے میں آکر حکم دیا۔ کہ کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ چنانچہ مشہد میں بھی خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ عبداللہ خاں نے شاہ ایران کو بلوا کر کہا۔ کہ میں نے یہ جنگ اور خونریزی محض اللہ تعالےٰ کی خاطر کی ہے۔ کوئی ملک لینے کی خاطر نہیں کی۔ اس واسطے تمہارا ملک تمہیں ہی واپس دیتا ہوں۔ لیکن اس شیعہ مذہب سے توبہ کرو۔ انہوں نے ڈر کے مارے کچھ نہ کہا۔ صرف منافقانہ طور پر توبہ کی۔ جب عبداللہ خاں توران میں چلا آیا۔ تو ایرانیوں نے کہا کہ اہل سنت و جماعت (عبداللہ خاں) جب علمی بحث میں مقابلہ کی تاب نہ لا سکے تو السیف اخر الحیل "تلوار آخری حیلہ ہوتا ہے" کے مطابق ہم پر تلوار اٹھائی۔ انہوں نے اپنے مذہب کی تقویت کے بارے میں ایک رسالہ لکھ کر توران میں عبداللہ خاں کے پاس بھیجا۔ عبداللہ خاں نے فتح کا شکرانہ اور رد مع رسالہ کے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجے اور درخواست کی۔ کہ ان شبہات کا رد تحریر فرما دیں۔ ماوراء النہر کے علماء نے بھی آنحضرتؒ سے اس بارے میں التجا کی آنحضرتؒ

نے ان کی درخواست پر رسالہ رد شیعہ نہایت فصاحت و بلاغت سے پُر لکھکر ماوراء النہر میں بھیجدیا عبداللہ خاں نے وہ رسالہ ایران میں شاہ عباس کے پاس بھیجدیا۔ اس رسالے کو مطالعہ کرنے کے بعد علمائے شیعہ نے کہا۔ کہ حضرت شیخ نے جواب ایسا لکھا ہے کہ اب اس پر اعتراض کی گنجائش نہیں واقعی جواب اسے کہتے ہیں۔ جس پر مخالف کیلئے اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ اس رسالہ کو مطالعہ کرکے ہزارہا شیعوں نے اپنے مذہب سے توبہ کی اور اہل سنت و جماعت میں داخل ہوئے۔ ان میں سے اکثر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آنحضرتؒ نے اس رسالہ کے مقدمہ میں حسب ذیل عبارت لکھی +

"چونکہ اس اثنا میں وہ رسالہ جو علمائے ایران نے محاصرہ مشہد کے وقت لکھ کر علمائے ماوراء النہر کو دیا" میرے پاس اس غرض سے بھیجا گیا۔ کہ اس کے جواب میں ایسا رسالہ لکھوں جس میں تکفیر شیعہ۔ رباحت قتل اور ان کے مال و اموال کو تاخت و تاراج کرنے کا ذکر ہو" اس رسالہ میں جو میرے پاس پہنچایا گیا۔ خلفائے ثلاثہ کی تکفیر ایسی دلائل سے مندرج تھی۔ جو محض بیوقوفوں کو دھوکہ دے سکتی ہیں۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی مذمت بھی لکھی ہوئی تھی ؎

ترسم ایں قوم کہ بر در دکشاں مے خندند
بر سر کار خرابات کنند ایماں را

اس لئے یہ رسالہ دیکھ کر میرے دل میں بھی خیال آیا۔ کہ ان شبہات کا حل اور فرقہ ناجیہ کے مذہب کی تحقیق کے بارے میں ایک رسالہ لکھنا چاہیئے۔ تاکہ کوئی سادہ لوح اس رسالہ کے لایعنی مقدمات سے غلطی میں پڑکر سیدھی راہ سے منحرف نہ ہو جائے۔ میں اس رسالہ کو اللہ تعالےٰ کی توفیق سے شروع کرتا ہوں۔ "واللہ المستعان وعلیہ التکلان" +

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس رسالہ کا رواج بہت ہو گیا چونکہ ہندوستان کی سلطنت کے اکثر ارکان شیعہ مذہب تھے۔ حتیٰ کہ وزیر اعظم بھی شیعہ تھا۔ اس لئے جب یہ لوگ رسالہ مذکور کو دیکھتے۔ تو آگ بگولا ہو جاتے۔ لیکن بے بس ہو کر رہ جاتے۔ آنحضرتؒ بھی اس بات کی ذرا پرواہ نہ کرتے ایک دن وزیر نے موقع پاکر بادشاہ سے آنحضرتؒ کی چغلی کھائی۔ اور جو تکلیف آنجنابؒ کو پہنچی۔ اس کا سبب یہی تھا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالےٰ حسب موقع مذکور ہوگا +

اس سال آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو ایسا مرض لاحق ہوا۔ کہ نصیب اعدا زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ اس لئے آنحضرت رضے نے اپنے صاحبزادوں خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان کو بلا کر اپنے نسبت خاصہ کا القا کیا۔ اس وقت سوائے محمد صادق کے آنحضرت رضے کے باقی فرزند بالکل بچے تھے۔ تھوڑی مدت بعد آنجناب کو پورے طور پر صحت نصیب ہوئی۔ اور اس نسبت کے وارث حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت خازن الرحمۃ رضہ ہوئے۔ اور خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا آنحضرت کی عین حیات ہی میں وصال ہوگیا +

ذکر و بیان

سال ہشتم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی خزینۃ الرحمت رضے اللہ تعالےٰ عنہ۔ بیان اذعان کردن شیخ فضل اللہ برہان پوری و شیخ حسن غوثی کہ از اکابر مشائخ وقت خود بودند بر تجدید الف و قیومیت آنحضرت رضے اللہ عنہ

جب شیخ فضل اللہ رضے جو اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتا تھا سنا کہ ایک شخص نے سرہند میں تجدید الف و قیومیت کا دعوےٰ کیا ہے۔ تو آنجناب رضے کے بعض مخالفوں نے شیخ صاحب سے آنجناب رضے کے حق میں چند بناوٹی باتیں بیان کیں۔ مثلاً یہ کہ آنجناب اپنے آپ کو انبیا سے افضل بتاتے ہیں۔ چونکہ شیخ صاحب صاحب کمال تھے اس لئے مخالفوں کی باتوں کو نہ سنا۔ بلکہ اپنے ایک بلند فطرت صاحب استعداد مرید کو آنجناب کی خدمت میں بھیجا اور اسے وصیت کی کہ تم جاکر آنحضرت رضے کے احوال اور اوضاع و اطوار کی دیکھ بھال کرو اور چند مہینے تک وہیں رہو اور رخصت ہوتے وقت یہ شبہات جو مجھے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے کلام سے پیدا ہوئے ہیں آنجناب سے پوچھنا۔ وہ شخص آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوکر خانقاہ میں رہنے لگا۔ آنحضرت رضے نے اس کے حال پر بہت بہت مہربانی اور عنایت فرمائی۔ وہ دن رات آنحضرت کے اوضاع و اطوار کا مطالعہ کرتا رہا دو تین مہینے خانقاہ میں رہا اور آنجناب کا بڑا معتقد ہوگیا۔ رخصت ہوتے وقت اپنے شیخ کی وصیت کے مطابق شبہات عرض کئے۔ ان میں سے ایک شبہ یہ تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو انبیا سے افضل بتاتے ہیں۔ اس کے جواب میں آنجناب نے فرمایا

کہ جس حالت میں ہم ایک ادب کو بھی ترک کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ تو جو چیز قرآن شریف حدیث اجماع اور قیاس کے سراسر خلاف ہو۔ اس کے کیونکر مرتکب ہو سکتے ہیں۔ اس شخص نے بھی کہا۔ کہ یہ بات بعید از عقل معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے شیخ صاحب بھی باور نہیں کرتے تھے۔ بعد ازاں باقی شبہات عرض کیے۔ آنجناب نے ہر ایک کا تسلی بخش جواب دیا جب یہ شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو جو کچھ دیکھا تھا شیخ سے عرض کر دیا۔ اسی اثناء میں ایک عالم باعمل سرہند سے شیخ فضل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا جب شیخ کو معلوم ہوا کہ یہ ابھی ابھی سرہند سے آیا ہے تو پوچھا کہ کبھی تم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ہو۔ اس نے کہا ہاں کئی دفعہ۔ پھر اس سے شیخ نے آنجناب کے اوضاع و اطوار کی بابت پوچھا۔ اس نے کہا مجھے احوال باطنی ظاہر کرنے کی تو طاقت نہیں۔ البتہ اُن کے ظاہر کو دیکھ کر میں اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ اگر امت کے سارے مشائخ بھی جمع ہوں۔ تو بھی اس کا عشر عشیر ادا کر سکتے شیخ صاحب یہ سُن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ وہ قطب الاقطاب حقیقت کے جو اسرار بیان کرتا ہے مثلاً تجدید الف قیومیت وغیرہ تمام بالکل سچے اور صحیح ہیں۔ وہ شخص نہایت خوش نصیب ہے جو آنجناب کی خدمت سے شرف اندوز ہو۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت وغیرہ کمالات کا اعتراف کیا اور دعا اور توجہ کیلئے التماس کی۔ ان دنوں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بعض دشمنان دین کے بہکانے سے بادشاہ ہند نے بلوا کر سجدہ کرنے کے لئے کہا لیکن آپ نے انکار کیا۔ اس لئے آپ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کیا گیا۔ شیخ فضل اللہ آنجناب کی رہائی کیلئے پانچوں وقت نمازوں میں دعا مانگتے۔ جو شخص سرہند سے شیخ صاحب کی خدمت میں ارادت و ارادت کے لئے آتا۔ اور شیخ صاحب کو معلوم ہو جاتا کہ یہ سرہند کی طرف سے آیا ہے۔ تو آپ اُسے ہرگز مرید نہ کرتے بلکہ فرماتے۔ کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تمہارے علاقے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سا شخص موجود ہو۔ اور پھر تم کسی اور جگہ جاؤ۔ آفتاب کو چھوڑ ستاروں کی طرف رجوع کرتے ہو۔

شیخ حسن غوثی جو ہندوستان کے اعلےٰ پائے کے شیخ تھے بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے تجدید الف اور قیومیت کی نسبت شاکی ہوگئے ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت ایک جگہ جمع ہیں۔ اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کا منکر ہوگا۔ مرتے وقت اس کا ایمان چھن جائیگا۔ شیخ صاحب یہ خواب دیکھکر بہت ڈرے۔ اور تجدید و قیومیت کی بابت جو شک و شبہ اور انکار دل میں تھا اس سے توبہ کی۔ اور آنحضرتؒ کے تمام کمالات کا اعتراف کیا۔ جو تذکرۃ اولیا کے احوال میں لکھا ہے۔ اس میں آنحضرتؒ کے احوال میں یہ عبارت لکھی ہے۔ "بالائشین مسند محبوبیت۔ صدر آرائے محفل وحدانیت خدیو مقام فردیت و قطبیت صاحب تبہ قیومیت و تجدید الف"

ایک بڑا جید عالم کسی تقریب سے ہندوستان کے بڑے امیر تربیت خاں کے گھر میں گیا۔ جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کی نسبت شاکی تھا۔ امیر نے اس عالم سے پوچھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اس عالم نے کہا کہ آنحضرت کے اوضاع و اطوار دیکھ کر گذشتہ اولیا کی نسبت میرا یقین زیادہ ہوگیا۔ کیونکہ جب میں گذشتہ اولیا کے حالات کتابوں میں پڑھتا تھا۔ تو مجھے خیال ہوتا تھا۔ کہ شائد مریدوں نے مبالغہ سے کام لیا ہے۔ لیکن جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھے۔ تو یقین ہوگیا۔ کہ انہوں نے مبالغہ تو درکنار اصل سے بھی کم لکھے ہیں۔ اتنے میں ایک اور عالم باعمل اور پرہیزگار اس مجلس میں آگیا۔ اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تصنیفات کے بارے میں کہا کہ لوگوں کی کتب و رسائل یا تصنیف ہوتے ہیں یا تالیف۔ تالیف یہ ہے کہ اپنے حاصل کردہ اسرار اور علوم کو لکھا جائے۔ مدت ہوئی جہان سے تصنیف کا سلسلہ گم تھا۔ صرف تالیف ہی تالیف رہ گئی تھی۔ گو میں آنجناب کا مرید ہوں لیکن انصاف یہ ہے کہ اس آخری زمانے میں جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکتوبات اور رسائل ہیں۔ سب تصنیفات ہیں۔ نہ کہ تالیفات۔ اس واسطے کہ میں نے بہتیری غور کی ہے۔ کہیں آپ نے کسی اور کے کلام کا حوالہ نہیں دیا۔ بلکہ اپنے حاصل کردہ علوم و اسرار بیان فرمائے ہیں۔ اور یہ علوم و اسرار گذشتہ اولیا کے علوم و اسرار سے بڑھا

بہتر ہیں اور شریعت غرا کے مطابق ہیں۔ اسی اثنا میں ایک اور عالم نے جو بہت سے اولیا کی خدمت میں سے حاضر ہو چکا تھا۔ اور جس نے اس طریقہ کی باتیں سنی ہوئی تھیں"۔ اس مجلس کی قیل و قال سُنی۔ اس وقت آنحضرتؒ کے بہت سے دشمن وہاں موجود تھے۔ جو آنحضرت کے کلام پر واہی تباہی نکتہ چینی کر رہے تھے۔ تو غیرت میں آکر اُس نے کہا۔ کہ یارو! کچھ تو انصاف کرو۔ کہ جو شخص ایک ادب کے ترک کرنے کو حرام سمجھتا ہے کیا اس کا کلام عین شریعت کی حقیقت نہیں ہو سکتا۔ ان کے کلام اور شریعت میں بال بھر فرق نہیں۔ وہ کتب فقہ اور مجتہدین کے کلام کے عین مطابق ہے۔ لیکن بات یہ ہے۔ کہ اہل زمانہ کا مزاج اس بزرگ کے حقائق سمجھنے کے لائق نہیں۔ اگر یہ عزیز زمانہ گذشتہ میں ہوتا۔ تو اس کی قدر و منزلت بدرجہ کمال ہوتی اور اس کا کلام نہایت معتبر سمجھا جاتا۔ اور متاخرین اس کے کلام کو بطور سند اور استدلال پیش کرتے اور اپنی کتابوں میں نقل کرتے۔ آجکل کے لوگوں کی سمجھوں کا انکی باتوں کو سمجھنا اس زمانہ کے مقابلہ میں یہ حال ہے۔ جیسا اس کوتہ اندیش کا دانا کے مقابلہ میں۔ یہ حکایت یوں ہے"۔ کہ ایک دفعہ کسی دانا نے بادشاہ کی مجلس میں کہا کہ میں نے ایک ایسا جانور دیکھا ہے۔ جو آگ کھاتا ہے۔ جن اہل مجلس نے اُسے نہیں دیکھا تھا۔ باور نہ کیا۔ اور نہ اُن کی سمجھ میں آیا۔ اس لئے جھگڑنے لگے۔ اور اُسے جاہل اور بے وقوف کہا۔ جب جانور بادشاہ کے روبرو لایا گیا۔ اور اُس نے انگارے کھائے۔ تو سب کو یقین ہو گیا"۔ بعد ازاں وہ امیر معہ تمام حاضرین مجلس اپنے سابقہ اعتقاد سے تائب ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ تربیت خاں کی قبر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں ہے ✤

ذکر دربیان

سال فہم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مکون و مزور آنحضرت بحضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و مرید شدن بیرک شیخ کہ اعظم مشائخ وقت خود بود

"مکون" اور "مزور" اس شخص کو کہتے ہیں کہ جب شیخ کامل چاہے کہ اپنے کمالات خاصہ

کو مرید میں القا کرے۔ تو فی الفور شیخ اپنے آپ سے غائب ہو کر مرید میں چلا جاوے اور مرید سر بسر شیخ کی رنگت اختیار کر جائے اور اس کے حقائق و دقائق سے متحقق ہو جائے۔ حتے کہ مرید کی صورت بھی شیخ کی صورت ہو جائے۔ سو حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از راہ لطف و کرم حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کو اپنا مکون و مزور بنایا ✤

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا اجر مجھے عنایت فرماتے ہیں۔ اور جو شخص نعت اور مدحیہ قصائد پڑھتا ہے وہ بھی اپنی سے منسوب پاتا ہوں۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ اپنے مکتوبات کی جلد دوسری کے مکتوبات پچپن میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ساتویں درجے میں نصیب ہوئی۔ اور تمام اولیائے امت نے صرف تین درجے سے زیادہ کا بیان نہیں کیا۔ باقی چار درجوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اپنے آپ سے منسوب کیا ہے آنحضرت رضے اللہ عنہ نے یوں مقرر فرمایا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تابع وہ ہے۔ جو تبعیت کے سات درجے طے کرے ✤

تبعیت کے ساتویں درجے کے بیان میں فرماتے ہیں۔ کہ متبوع کے تمام کمالات بطریق تبعیت تابع میں حلول کرتے ہیں۔ اور تابع تبعیت کی کمالیت کی وجہ سے متبوع ہو جاتا ہے۔ فرق صرف اتنا رہ جاتا ہے کہ وہ تابع ہو جاتا ہے۔ اور وہ متبوع۔ یہ خادم ہوتا ہے اور وہ مخدوم۔ حق تعالے کی طرف سے متبوع کو تین کمالات حاصل ہوتے ہیں۔ اور تابع کو متبوع کے طفیل صرف ایک "فنا فی الرسول" حاصل ہوتا ہے جو ابتدا میں ہر ایک سالک کو حاصل ہوتا ہے۔ تبعیت کا ساتواں درجہ یعنی "مکون و مزور" ہونا سوائے حضرات قیوم اربعہ کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ جب مکون و مزور ہو چکے۔ تو اللہ تعالے نے تاکید اً حکم کیا۔ کہ اس بات کو خلقت پر ظاہر کر دیا جائے۔ سو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حکم الٰہی کے مطابق اس کا اظہار فرمایا ✤

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے اپنا مکون و مزور ہونا ظاہر کیا۔ تو بعض کے دلوں میں شیطان نے

وسوسہ ڈال دیا۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے۔ اور تمام اہل شبہ بھی موجود تھے۔ اسی اثنا میں حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے بغلگیر ہوئے۔ دونو صاحبان کی شکل مبارک ایک ہو گئی۔ ایک گھڑی بعد حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک حضرت قیوم اول کی سی ہو گئی۔ اور حضرت قیوم اول کی صورت مبارک حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی ہو گئی۔ پھر دونو صاحبان کی شکلیں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سی ہو گئیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد اپنی اپنی شکل میں نمودار ہوئے۔ یہ دیکھکر اُن لوگوں نے توبہ کی۔ جن کے دل میں شبہ تھا اور اپنے خیال بد سے توبہ کی +

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان شبہ والوں لوگوں میں سے خواجہ محمد اشرف کابلی بھی تھے۔ لیکن جس مجلس میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب موجود نہ تھے۔ بلکہ ابھی تک مرید بھی نہ ہوئے تھے۔ صرف مرید ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بکون و مزور ہونے کی خبر سُنی۔ تو دل میں شبہ پیدا ہو گیا +

خواجہ صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی جناب میں واپس آنے کیلئے استخارہ کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک نہایت وسیع جنگل ہے جس میں لوگ ایک عزیز کی زیارت کے لئے دوڑے دوڑے جا رہے ہیں۔ میں بھی بڑے شوق سے اس طرف متوجہ ہوا۔ ایک مجمع میں جو شامل ہوا۔ تو اُن سے پوچھا۔ کہ تم کس بزرگ کی زیارت کیلئے جا رہے ہو۔ ایک نے کہا۔ او بے خبر! یہاں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ یہ فرحت اثر خبر سُنکر شوق پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا۔ میں نے بہت جلدی اپنے آپ کو اس مجمع میں پہنچایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ حلقہ کئے کھڑے ہیں۔ جب ایک حلقہ پورا ہو چکا۔ تو دوسرا شروع ہوا۔ میں بڑی کوشش سے پہلے دوسرے حلقہ میں اور بعد ازاں پہلے حلقہ میں شامل ہوا۔ اتنے میں خلقت کا ہجوم بکثرت ہو گیا۔ چنانچہ تیسرا حلقہ بھی پورا ہو گیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس نیک مرد سے تحقیق کر لینا چاہیئے۔ تاکہ اطمینان ہو جائے۔ پھر ان لوگوں سے میں نے پوچھا کہ تم کس کی زیارت کیلئے آئے ہو۔ اور یہ مرد خدا کون ہے۔ سب نے کہا کہ جناب سرور کائنات

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اب تو شوق کی کوئی حد نہ رہی۔ میں بے سبب اپنی پست قامتی کے انگوٹھوں کے بل کھڑا ہوا۔ جب میری نگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال پُرکمال پر پڑی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ میں نے لوگوں کو کہا کہ یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ تم تو کہتے تھے کہ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان سب نے متفق ہو کر کہا کہ یہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو بے اختیار رونے لگا۔ پھر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سعادت ارادت سے مشرف ہوا +

اسی سال بزرگ شیخ جو اپنے وقت کے جید علما اور بزرگ مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ شاہزادہ دارا شکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ میرے علامہ و فہامہ میرے ارشاد و استاد فرماتے ہیں۔ کہ جب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا۔ تو میرے دل میں تین خیال آئے۔ اور ٹھان لی۔ کہ اگر تینوں کا جواب شافی از خود دیں گے۔ تو مرید ہو جاؤنگا۔ اوّل یہ کہ میرے باپ اور دادا کا نام بتائیں۔ دوسرے آنحضرت کے کلام میں جو ایک مقام پر مجھے مشکل پیش آئی ہے اسے حل کریں۔ تیسرے خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ نقشبندی کے حالات بتائیں +

الغرض جب میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ اے شیخ ابن فلاں بن فلاں۔ جب میں بیٹھا تو اس مشکل مقام کا حل فرمایا جب میں اٹھا تو خیال آیا کہ تیسری بات رہ گئی۔ یہ خیال آتے ہی آنجناب نے فرمایا کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اور انہیں جذبہ موروثی حاصل ہے۔ پھر میں بڑے اعتقاد اور خلوص نیت سے آنجناب کا مرید ہو گیا۔ اور علم باطنی سے نہایت عجیب و غریب باتیں مشاہدہ کیں +

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مراقبہ کئے ہوئے تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ تمام مخلوقات کے سر پر خیمہ تنا ہوا ہے اور تمام خلقت اس خیمہ تلے ہے۔ اور کارکنان کارخانہ بھی وہیں موجود ہیں۔ اس خیمہ کے مرکز پر اور نیچے دو سوراخ ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ

اس روزن میں سے دیکھتے ہیں اور دوسرے سوراخ میں سے کارکنان کارخانہ کو اشارہ کرتے ہیں۔ جو آنجناب رح کے اشارہ کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ہر دو فریق کیلئے مختلف معاملات کے لئے ایک ہی اشارہ کفایت کرتا ہے۔ چنانچہ اس اشارے سے اصلی مطلب سمجھ کر طرح طرح کے کام سرانجام دے رہے ہیں +

ذکر دربیان

سال دہم از تجدید الف دقیومیت حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ آوردن مکتوب شیخ خلیل اللہ بدخشی علیہ الرحمۃ را خواجہ عبد الرحمٰن نجناب آنحضرت و دیگر قضایا کہ دریں سال شدہ ہست

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی ہدایت و ارشاد کا شہرہ ولایت بدخشان میں ہوا اور اس ملک کے تمام شہروں میں آنجناب رح کے خلفا پھیل گئے۔ تو ایک رات شیخ خلیل اللہ بدخشی کے بڑے خلیفہ خواجہ عبد الرحمٰن نے جن کے پاس شیخ خلیل اللہ کا وہ مکتوب موجود تھا۔ جو شیخ صاحب رح نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے نام لکھا تھا" خواب میں دیکھا۔ کہ شیخ خلیل اللہ انہیں فرماتے ہیں۔ کہ جس عزیز کی خاطر میں نے وہ مکتوب لکھا ہے۔ وہ ہند میں مبعوث ہوا ہے (اشارہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی طرف کیا) یہ مکتوب اُسے پہنچا دو +

جب بیدار ہوئے۔ تو شیخ خلیل اللہ کے ارشاد کے مطابق ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرہند شریف میں آئے۔ تو اتفاق سے ایسے شخص کے گھر میں اترے جو حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کا مخالف تھا۔ خواجہ عبد الرحمٰن نے نیت کی۔ کہ صبح غسل کر کے نیا لباس پہنکر حاضر خدمت ہونگا۔ عشا کی نماز کے بعد مالک مکان نے پوچھا کہ خواجہ صاحب کس ارادے سے وارد سرہند ہوئے ہیں۔ خواجہ صاحب رح نے اصلی ارادہ سے مطلع کیا۔ تو اس بدبخت نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی اہانت کرنا شروع کی۔ حتےٰ کہ خواجہ صاحب رح اپنے اس آنے سے سخت نادم ہوئے۔ اسی اثنا میں حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے اور اپنے عصا سے اُس شخص کا بند بند جدا کر دیا۔ اور پھر تشریف لے گئے +

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ حالت دیکھ کر مارے ڈر کے کانپ اُٹھے۔ اور جو کچھ دل میں خیال پیدا ہوا تھا۔ اس سے توبہ کی اور نہایت عاجزی سے التجا کی کہ یا شیخ الاولیاء امت! آپ کی تجدید الف و قیومیت تو مجھے اچھی طرح تحقیق ہو چکی۔ لیکن اب اس معاملہ میں مجھے ملزوم گردانا جائیگا۔ آپ سے التجا ہے کہ پھر اس شخص کو زندہ کر دیں۔ تاکہ اس بلا سے میری رہائی ہو۔ اتنے میں پھر آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ اور اُسے عصا مار کر فرمایا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ وہ فضل الٰہی سے زندہ ہو گیا۔ زندہ ہوتے ہی پھر اُس نے آنجناب کی توہین شروع کی۔ میں نے کہا۔ اے بدبخت! اسی خاطر تو آنجناب نے آکر تجھے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور جب میں نے بہت منت سماجت کی۔ تو تجھے دوبارہ زندہ کیا۔ اب بھی تو اپنے عقیدے سے باز نہیں آتا۔ اس نے کہا اس سے ایسی ایسی بہت سی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خواجہ صاحب نے اسی وقت اس مکان سے نکلکر ایک مسجد میں رات بسر کی۔ اور صبح غسل کر کے نئے کپڑے پہن حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا "ما مضی فی اللیل لم یدر کو فی النھار" رات کے واقعہ کو دن کے وقت نہ بیان کرنا +

پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ خلیل اللہ علیہ الرحمۃ کے مکتوب کو پڑھا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ "کہ مجھے آنجناب کی تجدید و قیومیت کا یقین ہے اور یہ کہ میرے حق میں دعائے خاص اور توجہ مرحمت فرمائیں" +

حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے اس مکتوب کو پڑھ کر فاتحہ طویل کے بعد پوری پوری توجہ شیخ کے حق میں کی۔ اور اس سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ شیخ خلیل امت کے بڑے مشائخ سے معلوم ہوتے ہیں +

اسی سال ایک شیخ بلخی جو اپنے زمانہ کے مشائخ اکابر سے تھے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید ہوئے +

ملا بدر الدین حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس شیخ بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید ہونے کا حسب ذیل سبب مجھے بتایا۔ اس نے کہا کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد خواجہ محمد زاھد بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ۔ خلیفہ صدر الدین کی روح پر فتوح کی طرف توجہ کی۔ (خلیفہ صدر الدین مدت تک مشیخیت کی مسند پر سلسلہ کبرویہ میں طالبوں کی راہبری

کرتے رہے۔ اور میرے والد بزرگوار نے بچپن میں مجھے اُن کی خدمت میں لیجا کر مرید بنا دیا) اور عرض کی" خلیفہ صاحب! آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ اور میرا کام تا حال سرانجام نہیں ہوا۔ لوگ مجھے شیخ سمجھ کر مرید ہونے کیلئے آتے ہیں۔ اب آپ کسی ایسے بزرگ کا پتا دیں۔ جو اس زمانے میں سب سے فائق ہو" اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ خلیفہ صاحب کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے تجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ کیونکہ وہ اولیائے امت میں سب سے افضل ہیں۔ صبح میں بڑے شوق سے قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مجھے آنجناب نے قبول فرمایا +

شیخ بلخی کے قصہ سے ملتا جلتا یہ قصہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے تبع نام ایک بادشاہ عدالت اور صلاحیت میں بے نظیر تھا بنی اسرائیل کے چار سو علما اس کی مجلس میں حاضر رہتے۔ اتفاقاً بادشاہ مدینہ کے نخلستان سے گذرا۔ جو علما اس کے ساتھ تھے۔ انہوں نے بادشاہ کو کہا کہ ہم اس نخلستان میں ٹھیرتے ہیں اس نے ٹھیرنے کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ آسمانی کتابوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اسی نخلستان سے ہوگی۔ یہ سنکر وہ نہایت خوش و خرم ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پر از نیازمندی ایک خط لکھ کر اُن علماء کے سردار شامول کو دیا۔ کہ جس طرح مناسب سمجھو یہ خط اس آفتاب رسالت کو پہنچا دینا۔ شامول نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔ کہ یہ خط حفاظت سے رکھو جب وہ آفتاب نبوت طلوع کرے۔ تو یہ اُسے پہنچا دینا۔ چنانچہ وہ خط ابو ایوب انصاری کے ہاتھ لگا۔ انہوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خط پڑھ کر اُس کے حق میں بہت بہت دعائیں دیں۔ اور فرمایا کہ تبع یا نبی تھا یا اپنے وقت کے اولیا میں سے سب سے صالح تھا +

ذکر دربیان

سال یازدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ بیان مباہلہ و طلب نمودن آنحضرت داعیان سلاسل را و تصرف خود بر آنہا نمودن و بیان

شق شدن ستارہ قطب و برآمدن ازاں ستارہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و مذعن تجدید الف و قیومیت آنحضرت شدن و بشارت دادن حضرت قیوم اول حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ را بہ قطب الاقطاب

جب لوگوں نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے تازہ کمالات مثلاً تجدید الف، قیومیت، طینت، اور اصالت وغیرہ سنے۔ تو جن کی عقل رسا اور طبیعت ذکی تھی انہوں نے تو ان کمالات کو قبول کیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید بنگئے۔ لیکن جو لوگ عقل معاد سے بہرہ ور نہ تھے۔ وہ نہ صرف منکر ہوئے بلکہ آنجناب کی اہانت اور خفت کے درپے ہوئے۔ اور کہا کہ اگر وہ فی الواقع قیوم اور مجدد الف ہیں۔ تو ہمیں ایسی علامت دکھائیں جو پہلے زمانے میں پیغمبر دکھاتے آئے ہیں۔ جب ان لوگوں کی واہیات باتیں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے سنیں۔ تو فرمایا کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں۔ انہیں کہدو کہ اگر تمہارے دل یہی چاہتے ہیں۔ تو آؤ مباہلہ کرلو۔ اگر ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ تو اس شہر پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔ "مباہلہ" اسے کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے یہ دستور تھا۔ کہ جب کوئی نبی نبوت کا دعوےٰ کرتا اور لوگ اس کی نبوت کے منکر ہوتے۔ تو وہ نبی اُن سے کسی مقررہ مقام پر اپنے اپنے اہل وعیال سمیت آکر طہارت کرکے بارگاہ الٰہی میں ایک دوسرے کیلئے دعائے غضب کرتے۔ اگر نبی اپنے دعوے میں سچا ہوتا۔ تو ان لوگوں پر عذاب الٰہی نازل ہوتا۔ اس طرح اکٹھے ہوکر دعائے غضب مانگنے کو مباہلہ کہتے ہیں"۔ جب اُن لوگوں نے آنجناب کی طرف سے سُنا۔ کہ آنجناب مباہلہ کیلئے تیار ہیں۔ تو اپنا مجمع بنایا اور اتفاق رائے سے یہ قرار پایا۔ کہ مباہلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ گمان غالب ہے۔ کہ اس مرد اور اس کے فرزندوں کی دعا حق تعالےٰ رد نہیں کریگا۔ بالضرور اس شہر پر بلائے عظیم کیا بلکہ اعظم نازل ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ کسی ایسی علامت کی درخواست کریں۔ جو محال ہو۔ چنانچہ ان میں سے ایک معتبر شخص نے آنجناب سے درخواست کی کہ اگر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ زندہ ہوکر آئیں۔ اور آپکی تجدید الف

اور قیومیت کا اقرار کریں۔ تو ہم آپ کی تجدید الف اور قیومیت پر ایمان لائینگے جب اس قسم کی درخواست حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہوئی۔ تو فرمایا کہ جس بات کو وہ لوگ محال سمجھتے ہیں اللہ تعالےٰ قادر ہے۔ آسان کردے گا +

اسی اثنا میں ایک شخص جان محمد نامی رحمۃ اللہ علیہ شہر جانھ سے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ میں مرید ہوا تھا۔ اور صبح شام آنجناب کی خدمت میں اس طرح حاضر رہتا تھا۔ کہ ایک گھڑی بھر بھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آنجناب محل کے اندر تشریف فرما ہوتے۔ تو وہ باہر دست بستہ کھڑا رہتا +

مُلا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں جان محمد مذکور کی زبانی نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک روز میں شام سے پہلے کھڑا ہوا تھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ میں ایک کام بتاتا ہوں۔ کیا کرسکو گے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میرے والدین آپ پر قربان جائیں۔ کیوں نہ کرسکوں گا۔ آنجناب نے مجھے ایک اخروٹ دیکر فرمایا۔ کہ حافظ حمیت کے باغ میں چند ایک درویش ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اُن کے پاس جاؤ۔ ان میں ایک درویش جن کے چہرے پر چیچک کے داغ ہیں۔ اُسے ہمارا سلام کہنا اور یہ اخروٹ دیکر بلا لانا۔ میں حسب الارشاد باغ میں گیا۔ تو دیکھا کہ چند قلندر بیٹھے ہیں۔ اُن سے تھوڑے فاصلے پر ایک درویش بیٹھا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا کیا تمہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے میرے پاس بھیجا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر اخروٹ میں نے اُسے دیا۔ اور آنجناب کا سلام عرض کیا۔ اس نے کہا مجھے آنجناب نے بلایا ہے۔ اٹھ کر میرے ساتھ ہولیا۔ آنحضرت محراب میں بیٹھے تھے وہ آکر دوسری طرف بیٹھ گیا۔ اتنے میں آنحضرت نے مجھے فرمایا کہ قہوہ لاؤ۔ میں دوڑ کر وہاں گیا جہاں قہوہ پکا رہے تھے۔ پیالہ لیکر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے فرمایا کہ اُن کے پاس لے جاؤ۔ جب میں اُدھر گیا۔ تو دیکھا کہ وہ شخص بھی آنجناب کی صوت کا ہو گیا ہے۔ اُس نے کہا حضرت مجدد الف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں لیجاؤ۔ جب ادھر نگاہ کی تو دیکھا۔ کہ ادھر بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیٹھے ہیں۔ اُس درویش نے پہلے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے میرا حال پوچھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے۔ اس درویش نے کہا اس کا باپ

میرا آشنا تھا۔ اسے آپ نے کس سلسلہ میں مرید کیا ہے۔ آنجناب نے فرمایا سلسلہ قادریہ میں۔ اُس نے کہا میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں۔ کہ حضرت غوث الاعظم سے اس کی ملاقات کراؤ۔ علاوہ ازیں یہ بات منکروں کے لئے دلیل ہو جائے گی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے) اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اٹھ کر وضو کیا اور چند ڈھیلے مجھ سے طلب فرمائے۔ اور بیت الخلا جا کر وہاں سے فارغ ہو مجھے فرمایا۔ کہ جان محمد! کیا قطب تارے کو پہچانتے ہو۔ کیا یہی ہے (اشارہ قطب کی طرف) پھر فرمایا کہ غور سے دیکھو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ستارہ آہستہ آہستہ سُرخ ہونے لگا۔ اور بڑھنے لگا۔ اور حرکت کر رہا ہے۔ بعد ازاں وہ ستارہ پھٹا۔ چنانچہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اُن کے بیچ میں سے ایک شخص زندہ سیاہ پوش نکلا۔ اور فی الفور ایک لمحہ کے اندر یہاں آپہنچا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان کی ملازمت کرو۔ یہی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ میں نے حسب الارشاد حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ملازمت کی۔ اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ستر مخالف حاضر تھے۔ یہ دیکھ کر سب کے سب حیران رہ گئے۔ بعد ازاں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بآواز بلند فرمایا۔ کہ جو کچھ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اُسے قبول کرنا چاہئے۔ کیونکہ دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے۔ اور یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اولیائے امت سے افضل ہیں۔ ان کا منکر ہونا ایمان کے چھن جانے کا موجب ہے۔ جو شخص اپنے ایمان کی سلامتی کا خواہاں ہے۔ وہ آنجناب کے تمام کمالات کو تہ دل سے قبول کرے۔ تمام اہل مجلس نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اس نصیحت کو اپنے کانوں سے سنا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے جمال مبارک کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ یہ نصیحت کر کے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے رخصت ہو کر قطب ستارے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور پھر اس میں غائب ہو گئے۔ اور قطب ستارہ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ میں نے اس روایت کو بارہا حضرت خلیفۃ اللہ قیوم ثانی سلطان الاولیاء کی زبان گوہر فشان سے سنا۔ انہوں نے حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث سے اور انہوں نے حضرت قیوم ثانی معصوم ثانی رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بذات خود اس مجلس میں

موجود تھے۔ شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے۔ سب نے توبہ کی۔ اور آنجناب کی خدمت میں آکر مرید ہو گئے ✤

حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جس عزیز کو جان محمد علیہ الرحمۃ باغ سے لایا تھا۔ وہ سلسلہ قادریہ کا دعوے دار تھا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنا تصرف کیا۔ بعد ازاں حضرت شیخ کو بلا کر اپنی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کرا دیا۔ باقی فقرا جو اس باغ میں بیٹھے تھے۔ سب کے سب مشائخ امت کے سلسلوں کے مدعی تھے۔ بعد ازاں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان سب کو بلا کر ہر ایک پر اپنا تصرف کیا صبح کے قریب اس ہنگامے سے فارغ ہوئے۔ اور یہ معاملہ سنہ ۱۰۲۱ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی رات کو طے ہوا ✤

اسی سال حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قطبیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اُس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔ کہ جب میری عمر چودہ سال کی تھی۔ تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں" کہ میرے بدن سے ایک نور نکلا ہے۔ جس سے تمام جہان منور ہو گیا ہے! اور وہ نور تمام جہان کے ہر ایک ذرے میں متصل گیا ہے! اور وہ نور آفتاب کی طرح ہے۔ اگر وہ نور جاتا رہے تو جہان میں اندھیرا پھیل جائے" ✤

جب یہ خواب میں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت اشرف میں عرض کیا۔ تو فرمایا۔ کہ تم اپنے وقت کے قطب ہو گے۔ میری اس بات کو یاد رکھنا

چنیں گفت آں احمد نامدار — کہ اے ثانیٔ من دریں روزگار
تو آخر چو من قطب دوراں شوی — زمن ایں حکایت بیاد آوری
دریں لوح یکحرف نگذاشتی — ہر آنچہ نہادم تو برداشتی

ذکر دربیان

سال دوازدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ بشارت دادن حضرت قیوم اول

تمام سلسلۂ خود را تا قیامت مغفرت عام و مرید شدن مولوی
عبدالحکیم صاحبؒ سیالکوٹی و شیخ حمید بنگالی صاحبؒ و بیان
سفر آنحضرت باکبرآباد و وفات میر یوسف۔ و مرید شدن
سلطان جنیان

اس سال حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی۔ کہ آپ کا تمام سلسلہ قیامت تک جتنا ہوگا۔ سب کا سب بخشا جائیگا۔ اور پھر اس کے اظہار کیلئے بھی آنجناب مامور ہوئے +

چنانچہ رسالہ "مبداء و معاد" میں تحریر فرماتے ہیں "وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" اپنے پروردگار کی عنایت کردہ نعمتوں کا اوروں سے بھی بیان کرو +

ایک روز یہ فقیر (حضرت مجدد الف ثانی رح) اپنے یاروں کے مجمع میں بیٹھا تھا اور اپنی خرابیوں پر اس قدر نگراں تھا۔ اور یہ دید اس قدر غالب آئی۔ کہ اس وضع موجودہ سے اپنے آپ کو بالکل بے مناسب پایا۔ اسی اثنا میں من تواضع للّٰہ و رفعۃ اللہ جس نے اللہ تعالےٰ کی خاطر تواضع کی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا۔ کے مطابق اس درافتادہ کو خاک مذمت سے اُٹھایا۔ اور یہ آواز دی۔ غفرت لک و لمن توسل بک الی بوسط او بوسط بغیر الی یوم القیمۃ "ہم نے قیامت تک تمہیں اور نیز ہر اس شخص کو جس نے تمہیں وسیلہ بنایا خواہ واسطے سے خواہ واسطے کے بغیر بخش دیا۔ اور بار بار یہی فرمایا۔ حتےٰ کہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ پھر حکم دیا کہ اس واقع کو لوگوں پر ظاہر بھی کر دو ؎

اگر بادشاہ بر سر پیرہ زن بیاید تو اے خواجہ سہلت مکن

ان ربک واسع المغفرت "بے شک تیرے پروردگار کی بخشش بہت وسیع ہے" +

اسی سال مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی جو علمائے وقت کے بادشاہ اور تصانیف عالیہ کے مالک تھے۔ اور جنہوں نے ہر علم میں کوئی نہ کوئی کتاب ضرور تصنیف کی ہے جسے طالب تحصیل علم کے آخری درجہ میں پڑھتے ہیں۔ اور جنہوں نے ہر ایک کتاب پر حاشیہ لکھا اور شرح کی جس سے طلبا فوائد کثیرہ حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح اور حواشی بغیر وہ کتاب حل نہیں ہو سکتی۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے +

آپ کے مرید ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ مولوی صاحب کا ایک شاگرد تمام شاگردوں سے لائق اور ذکی اور ذہین تھا۔ اس کی طبیعت ایسی رساتھی۔ کہ مولوی صاحب کا کوئی شاگرد اس سے لگا نہیں کھاتا تھا۔ مولوی صاحب کو اس سے بڑا ہی پیار تھا۔ اتفاقاً وہ چند روز سبق کے لئے نہ آیا۔ مولوی صاحب نے کسی کے ہاتھ بلوا بھیجا۔ جب حاضر خدمت ہوا اور مولوی صاحب نے نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ تو عرض کیا۔ کہ چند ورق میرے ہاتھ لگے ہیں ان کے مطالعہ میں مستغرق ہوں۔ کہ انہیں چھوڑ کر کسی اور کتاب کے مطالعہ کو جی نہیں چاہتا۔ پھر وہ ورق بغل سے نکال کر مولوی صاحب کو دئے۔ جب آپ نے ان ورقوں کا مطالعہ کیا۔ تو ایسا کلام پایا جس کے علوم و معارف بالکل نئے تر و تازہ زیبا اور شریعت غرا کے عین مطابق تھے۔ یہ دیکھ کر مولوی صاحب حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس بزرگ کا کلام ہے۔ ایک شخص نے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام مبارک سے مشرف ہو چکا تھا۔ اور اس وقت اس مجلس میں موجود تھا۔ کہا کہ یہ کلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ مولوی صاحب حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے علوم و معارف کے مطالعہ سے آنحضرت کے بڑے معتقد ہو گئے +

اسی اثنا میں ایک رات مولوی صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو مولوی صاحب کو فرماتے ہیں۔ قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون "تو اللہ کہہ اور چھوڑ دے انہیں اپنی خوض میں کھیلنے دے" +

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرماتے ہی مولوی صاحب کا سینہ منور ہو گیا اور دل ذکر کرنے لگا۔ بلکہ ذکر الٰہی نے سارے بدن میں اثر کیا۔ مولوی صاحب پر عجب حالت طاری ہوئی۔ جب بیدار ہوئے۔ تو اپنے دل کو ذاکر پایا۔ اور حالت مذکور کا اپنے آپ میں مشاہدہ کیا۔ اسی وقت نیازمندی اور دعا و توجہ کی التماس کے لئے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی۔ اور لوگوں کو کہنے لگے۔ کہ میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اویسی ہوں۔ بعد ازاں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ نے تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ مسمی بہ "دلائل التجدید" لکھا ہے واقعی اس میں نہایت ہی قوی دلائل و براہین بیان کی ہیں +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت

قیوم اول کی مجلس میں تمام مرید حاضر تھے۔ وہاں ذکر چھڑا۔ کہ آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت ہم لوگوں پر تو اظہر من الشمس ہے۔ لیکن اگر کوئی عالم جو علم میں اپنے وقت کا سردار ہو۔ اور جن کا قول خلقت کیلئے سند ہو۔ تجدید الف اور قیومیت کا مقر ہو۔ تو مخالفوں کیلئے قوی دلیل ہو جائے گی۔ یہ ذکر ہوئے ابھی ایک گھڑی گذری تھی۔ کہ تمام اہل مجلس آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو اس وقت آنحضرت خواب استراحت سے اٹھکر وضو کرنا چاہتے تھے۔ لیکن نور قیومیت سے وہ ذکر معلوم کر کے ان لوگوں سے پوچھا کہ مولوی عبدالحکیم اس وقت کیسے ہیں۔ سب نے عرض کی کہ آج کل معقول و منقول میں یکتائے زمانہ ہیں۔ بعد ازاں آنجناب نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب نے میری طرف ایک خط لکھا ہے اسے دیکھو۔ آنجناب کے فرماتے ہی قاصد نے ایک خط آنجناب کو دیا۔ حاضرین نے عرض کی۔ یہ مولوی صاحب کا خط ہے۔ جب کھولکر پڑھا۔ تو اس میں آنحضرت کے بارے میں بہت سے مدحیہ فقرے لکھے تھے۔ ان میں ایک یہ ہے "امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی" رضی اللہ عنہ۔ بعد ازاں اس میں اپنا خواب اور اپنی حالت سب کچھ عرض کیا۔ یہ مولوی عبدالحکیم صاحب کا پہلا خط تھا۔ جو آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نور قیومیت سے معلوم کیا۔ کہ اکبر آباد میں ایک شخص کمالات الٰہی کے لئے کامل صاحب استعداد شیخ حمید نام رہتا ہے۔ جن کے طفیل سے ہزارہا لوگ گمراہی کے بھنور سے نکلکر ساحل ہدایت پر لگینگے۔ اس واسطے آنجناب بعین موسم گرما میں اکبر آباد تشریف لے گئے۔ شیخ حمید کی آمد و رفت آنجناب کے مرید مخصوص ملا عبدالرحمن مفتی سے تھی۔ لیکن آنجناب کے بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے آنحضرت کی طرف سے شیخ حمید کے دل میں انکار پیدا ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ وہ انکار سخت دشمنی سے تبدیل ہو گیا۔ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے ملا عبدالرحمن سے شیخ حمید کے حالات دریافت فرمائے۔ تو ملا نے عرض کیا۔ کہ وہ تو آنجناب کا سخت مخالف ہے۔ اتفاقاً آنجناب کا گذر اس مکان سے ہوا۔ جہاں شیخ حمید رہتا تھا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے شیخ حمید کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا۔ بعد ازاں شیخ کو بلایا۔ آواز دیتے ہی شیخ کی عداوت اعتقاد سے بدل گئی۔ بڑے ادب سے اٹھ کر آداب قیومیت

بجالایا۔ اور آنجناب کے روبرو دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ اس کے کھڑا ہوتے ہی آنجناب دولت خانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ جب آپ گھر میں داخل ہوئے۔ تو لوگوں کو سخت تاکید کی۔ کہ شیخ حمید کو اندر نہ آنے دینا۔ شیخ صاحب تین دن رات دروازے پر سرنگوں پڑے رہے۔ انہیں اپنے آپ کی سُدھ بُدھ نہ تھی۔ جب دوسرے یاروں نے آنجناب سے اس کی سفارش کی۔ تو فرمایا کہ ابھی اس کے نفس کی رعونت ٹوٹ لینے دو۔ تین روز بعد آنجناب نے شیخ صاحب کو بلا کر ان کے حال پر مہربانی فرمائی۔ اور اُسے اپنا مرید بنایا۔ تھوڑی مدت اپنے پاس رکھ کر خلافت مطلق سے سرفراز فرما کر بنگالے کی طرف جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ رخصت فرماتے وقت آنجناب نے اپنی نعلین مبارک شیخ صاحب کو عنایت فرمائیں۔ شیخ صاحب نے انہیں اپنے دانتوں سے اٹھایا۔ اور جب تک طاقت رہی دانتوں سے اٹھاتے رہے بعد ازاں سر پر باندھی۔ جب آنجناب سے رخصت ہوئے۔ تو اُلٹے پاؤں واپس گئے۔ بلکہ اس شہر سے بھی اُلٹے پاؤں گئے۔ تاکہ پیٹھ کرنے سے بے ادبی نہ ہو۔

شیخ حمید کو بنگالے میں شہرت عامہ نصیب ہوئی۔ آج تک شیخ حمید کا طریقہ اس ملک میں رائج ہے۔ اور آنحضرت کے نعلین مبارک آج تک وہاں ہیں۔ وہاں کے اکثر مریض ان نعلین کو پانی میں دھو کر پیتے ہیں۔ جس سے شفائے کلی اُن کو نصیب ہوتی ہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد شیخ حمید نے حضرت قیوم ثانی امام معصوم ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تعزیت کے بارے میں ایک خط لکھا۔ اس میں آنجناب کی بہت سی تعریف کے بعد یہ کلمہ لکھا فمثلہ الشیخین ھو احمد بین المحمدین" وہ دو محمدوں کے مابین ایک احمد ہے" یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مابین۔

اسی سال میر یوسف سمرقندی علیہ الرحمۃ فوت ہوئے۔ جب حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ تو ان میں سے ایک میر یوسف بھی تھے۔ رخصت ہوتے وقت خواجہ صاحب نے خاص طور پر میر کی سفارش کی۔ کہ اس کا کام ضرور سرانجام کرنا۔ آنجناب نے سفارش کو قبول فرمایا۔ لیکن میر یوسف فقط مرید ہی تھے۔ سلوک سے انہیں کچھ بھی حصہ نہ تھا

آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں رہکر بھی سلوک میں ترقی نہ کی۔ کیونکہ انہیں دنوں کسی کام کے واسطے ماوراء النہر میں چلے گئے تھے۔ اسی سال سفر سے واپس آئے۔ اور آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنجناب نے انہیں ذکر قلبی سکھلایا۔ انہیں دنوں وہ بیمار ہو گئے۔ حتی کہ قریب المرگ ہو گئے آنحضرت کی خدمت میں اطلاع دی گئی۔ کہ میر یوسف نزع کی حالت میں ہے۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ فی الفور تشریف لائے۔ اور حسب وعدہ توجہ خاص اور اپنی باطنی نسبت القا کی۔ توجہ کرتے ہی میر یوسف کے باطنی پردے کھل گئے۔ آنجناب نے باطنی حالت پوچھی۔ جب میر یوسف نے عرض کی۔ تو فرمایا۔ ابھی یہ ابتدائی حالات ہیں۔ پھر توجہ کی۔ توجہ کے بعد اس نے باطنی حالات بیان کئے۔ تو آنجناب نے فرمایا۔ اوسط درجہ کے حالات ہیں۔ پھر توجہ مبذول فرمائی۔ اور میر یوسف نے باطنی حالات تیسری مرتبہ عرض کئے۔ تو فرمایا۔ کہ یہ باطنی انتہائی حالات ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ مجھ سے وعدہ پورا ہوا۔ جو میں نے حضرت خواجہ صاحب سے کیا تھا بعد ازاں حضرت قیوم اول اٹھے۔ آپ کے اٹھتے ہی میر یوسف جہاں بحق تسلیم ہوئے +

اسی سال حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے جنوں کو اپنی خانقاہ سے جہاں وہ چار ہزار سال سے سکونت پذیر تھے نکال دیا۔ اُن کے نکالنے کا باعث یہ ہوا کہ ایک رات حضرت محمد سعید خازن الرحمت رضی اللہ عنہ چھت پر کے حجرے میں سوئے ہوئے تھے۔ کہ جنوں نے آکر صحن میں کھیلنا شروع کیا۔ اُن کے شور و غوغا سے حضرت خازن الرحمت بیدار ہوئے۔ کیونکہ وہ دروازے کو کھٹکھٹاتے تھے اور چاہتے تھے کہ اندر آکر انہیں تکلیف پہنچائیں۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ بھی بیدار ہوئے۔ اور متبسم فرمایا۔ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ فرمانا تھا۔ کہ جن آپس میں کہنے لگے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ جاگ اٹھے ہیں۔ سب کو ہلاک کر دینگے۔ آؤ بھاگ چلیں۔ اتنے میں آنحضرت نے آواز دی کہ محمد سعید! دروازہ نہ کھولنا۔ تمام جن یک بارگی بھاگ گئے۔ بعد ازاں حضرت قیوم اول نے جنوں کے بادشاہ کو بلایا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا۔ تو بہت بہت معافی مانگی۔ اور جو جن حضرت خازن الرحمت کو تکلیف دینے کیلئے آئے تھے اُن کو

جان سے مار ڈالا اور کئی ہزار جن جو مکان اور خانقاہ کے گرد و نواح میں رہتے تھے انہیں نکال دیا۔ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ جب قوم جن کو ہم نے گھر سے نکالا تو سب وہاں سے روتے ہوئے نکلے۔ کیونکہ وہ چار ہزار سال سے وہاں رہتے تھے۔ اور جو نکلتے تھے اپنا ساز و سامان ساتھ لیکر نکلتے تھے۔ بعد ازاں جنوں کے بادشاہ نے عرض کیا۔ کہ ہم مدت سے آنجناب رضے کے قدوم میمنت لزوم کے منتظر تھے۔ سو اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہم آنجناب رضے کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اب ہم امیدوار ہیں کہ آپ کے مرید ہوں۔ اس بارے میں بہت منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت رضے اللہ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو معہ اُس کے لشکر کے مرید کیا۔ جنوں کے بادشاہ نے اپنے ایک امیر کو کئی ہزار جنوں سمیت آنجناب کی خدمت میں بطور وکیل بھیجا اور ایک ہفتے بعد جمعہ کے روز خود بھی آنجناب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ یہ وہی جنوں کا بادشاہ ہے جس نے مولانا عبدالرحمٰن کو آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی بعثت کی خوشخبری دی تھی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے) اکثر جن حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے باطنی سلوک حاصل کرتے رہے۔ جن جنوں کو جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں چھوڑا تھا سب کے سب آنحضرت رضے کے مرید ہوگئے۔ آنحضرت رضے نے انہیں خانقاہ اور گھر کے ارد گرد جگہ دی۔ آجکل جو جن حضرات سرہند کے محلہ میں ہیں۔ وہ انہیں جنوں کی اولاد ہیں جنہیں جنوں کے بادشاہ نے آنحضرت کی خدمت میں چھوڑا تھا۔ وہ سب کے سب اُس محلہ کے پاسبان ہیں۔ محلہ میں نہ خود کسی پر دست درازی کرتے ہیں۔ نہ کسی اور جن کو کرنے دیتے ہیں +

ایک روز میرے (مصنف رح) والد بزرگوار نے فرمایا کہ میرے (مصنف کے) دادا بزرگوار میرے چچا کی شادی کے موقع پر چھت پر چڑھ گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سی عورتیں ملکر گا رہی ہیں۔ اور خوشیاں منا رہی ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ جن عورتیں ہیں۔ پوچھا تم گاتی کیوں ہو۔ عرض کی مخدوم زادہ کی شادی ہے اس واسطے ہم خوشی منا رہی ہیں۔ اس محلہ کے اکثر جن لوگوں کو دکھلائی دیتے ہیں۔ لیکن کسی کو آج تک تکلیف نہیں دی۔ بہت سے صاحب حال اشخاص نے معلوم کیا ہے۔ کہ یہ جن سب کے سب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے مرید ہیں۔ حضرت قیوم اول اور حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہما کے روضوں کے

گرد و نواح بہت سے نیک جن رہتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے عبادت کی سعادت حاصل کرنے کی خاطر یہ جگہ اختیار کر رکھی ہے۔ بسا اوقات لوگوں نے انہیں عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ "مبدأ و معاد" کے آخیر میں لکھتے ہیں کہ ایک روز اللہ تعالےٰ نے جنوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا۔ معلوم ہوا کہ تمام روئے زمین پر باشت بھر زمین ایسی نہیں جو جنوں سے خالی ہو۔ لیکن ہر ایک جن کے سر پر ایک فرشتہ گرز لئے متعین ہے۔ اگر ذرا سر ہلائے تو فوراً اس کی سرکوبی کرتا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کسی کو تکلیف دینی چاہتا ہے۔ تو جن پر سے فرشتے کو ہٹا لیتا ہے۔ اور وہ جن شورش میں آکر لوگوں کو تکلیف دیتا ہے +

ذکر دربیان

سال سیزدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بشارت دادن آنحضرت قبرستان سرہند را تا قیامت ہر کہ دریں قبرستان مدفون شود مغفور ہست و مرید شدن شیخ بلخی و سجادہ نشین چشتی و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اپنے چھوٹے دادا سرہند کے بانی حضرت امام فتح الدین قدس سرہٗ کی زیارت کیلئے تشریف لیگئے۔ فاتحہ کے بعد امام صاحب کے مزار پر قبرستان کی مغفرت کیلئے جناب الٰہی میں عاجزی و التجا کی۔ الہام ہوا ہم نے ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھا لیا۔ پھر التماس کی کہ اے میرے پروردگار! تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں۔ مغفرت اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے۔ اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا ہے۔ آنحضرت نے پھر التماس کی تو الہام ہوا کہ اچھا ایک سال کے لئے اس قبرستان پر سے ہم نے عذاب اٹھا لیا۔ پھر التجا کی تو جناب باری سے بفضل و کرم حکم ہوا کہ ہم نے اپنے فضل سے تمہاری خاطر سرہ قبرستان سے قیامت تک عذاب اٹھا لیا +

اسی سال ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبد الاحد قدس سرہٗ

کے مزار پر زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت آنجناب کے دل میں حدیث شریف کے مضمون کا خیال آیا۔ یعنی یہ کہ جب کسی عالم کا گذر قبر پر سے ہوتا ہے۔ تو چالیس روز تک صاحب قبر کو عذاب نہیں ہوتا۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے اس قبرستان سے قیامت تک عذاب اٹھا لیا۔ آئندہ بھی جو شخص اس قبرستان میں دفن کیا جائیگا۔ ہم اپنے فضل و کرم سے بخش دینگے۔ شہر سرہند کا تمام قبرستان اسی مقام پر ہے۔ جس کی بابت آنحضرت کو خوشخبری ملی تھی۔ اس قبرستان کے مرکز میں آنحضرت کے والد بزرگوار کا مزار مبارک ہے +

اسی سال ایک شیخ بلخ سے آکر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوا۔ ملا بدر الدین حضرات القدس میں لکھتے ہیں۔ کہ اس شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک باعظمت و جلالت جنازہ لایا گیا ہے۔ جس کے ساتھ بڑا ہجوم ہے بلکہ تمام گذشتہ و آئندہ اولیا بھی موجود ہیں۔ خصوصاً ماوراء النہر کے مشائخ مثلاً خواجہ عبید اللہ احرار اور اور بزرگ اس جنازے پر موجود کھڑے ہیں۔ اتنے میں میں نے ایک بزرگ سے پوچھا۔ کہ یہ کس بزرگ کا جنازہ ہے اور یہ لوگ کس کے منتظر ہیں۔ اس نے کہا یہ اس ملک کے قطب کا جنازہ ہے۔ اور یہ سب قطب الاقطاب کے منتظر ہیں۔ جو اولیائے امت سے افضل ہے۔ جب وہ تشریف لاوینگے تب نماز جنازہ ادا کی جائیگی۔ کیونکہ وہ امام بینگے اور ہم سب مقتدی ہونگے۔ اتنے میں ایک سرو قد۔ گندم گون مائل بسفیدی۔ کشادہ چشم فراخ پیشانی۔ بلند بینی مربع ریش بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حسین اور حسن محمدی کی طرح ملیح تشریف لائے۔ جن کی پیشانی پر سے ولایت کے انوار درخشاں تھے۔ اور شکل و ہیئت بڑی بارعب تھی۔ تمام اولیانے تواضع کی اور سب کے سب دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے آگے بڑھکر امامت کی۔ اور بعد ازاں جنازہ اٹھایا گیا۔ میں نے ایک سے پوچھا۔ کہ اس امام کا نام و مقام کیا ہے۔ اس نے کہا ان کا اسم مبارک حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کا وطن مالوف سرہند شریف ہے +

جب میں جاگا۔ تو اس بزرگوار کے دیدار فائض الانوار کی طلب میں بے قرار ہو گیا۔

صبح بلخ کو چھوڑ قطب الاقطاب کی طرف روانہ ہوا جب سرہند پہنچا اور آنجناب کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو جو حلیہ مبارک میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ بعینہٖ وہی تھا میں نے اس درگاہ عرش اشتباہ پر روئے نیاز ملا۔ اور خانقاہ ملائک پناہ کے گرد چند مرتبہ پھرا اور دیکھا جو دیکھا +

حضرات القدس میں لکھا ہے کہ ایک سیدزادہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا مخلص مرید تھا۔ اس نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک روز آنجناب کے ایک منکر نے مجھے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا یہ دعوے ہے۔ کہ اگر خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ اس وقت زندہ ہوتے۔ تو میری خدمت کرتے۔ مجھے یہ سنکر تعجب ہوا۔ میں نے کہا یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا طریقہ نہیں۔ کہ اس قسم کی باتیں زبان پر لائیں۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا۔ ایک رات شدت مرض میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے کے لئے آسمان سے اترا ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ آموجود ہوئے ہیں۔ اور فرشتے کو فرماتے ہیں۔ کہ سیدزادہ کو زندگی بخشی گئی ہے تم واپس چلے جاؤ۔ فرشتہ نے پوچھا کہ سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ مرجاتا تو تین آدمی کافر ہو جاتے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یہ بات جو اس منکر نے بیان کی ہے۔ نہیں فرمائی۔ لیکن ان کی شان اس سے اعلےٰ و ارفع ہے۔ اسی سال سلسلہ چشتیہ کا ایک سجادہ نشین شیخ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مرید ہوا۔ اس نے مرید ہونے کے بعد خود بیان کیا۔ کہ ایک رات میں نے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ گویا لڑائی لڑنے کیلئے جا رہے ہیں اور آپ کے آگے آگے فوج جا رہی ہے۔ اور شاہانہ جھنڈے اٹھائے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ تیرے آباؤ اجداد تو سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے۔ تم کیوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ میں نے کہا کتے کو جہاں کچھ ملتا ہے وہیں جاتا ہے۔ اس نے کہا تو نے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں کیا فرق دیکھا۔ کہ تو ان کے پاس گیا۔ میں نے کہا جو حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو فرق ہے وہی خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ نے اس

شخص کو فرمایا۔ کہ اسے کچھ نہ کہو۔ کیونکہ وہ (حضرت مجدد الف ثانی رضؓ) بھی اولیائے امت سے افضل ہے۔ متشرع ہے۔ اور استقامت بدرجہ غایت اُسے حاصل ہے +

ذکر در بیان

سال چہار دہم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ۔ اکابر اولیا خواجہ محمد صدیق و خواجہ محمد فرخ و محمد عیسےٰ و ام کلثوم وغیرہ ارتحال فرزندان آنحضرت وغیرہ از دواج کلثوم با یحییٰ پیغمبر علیہ السلام و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال شہر سرہند میں وبائے طاعون کچھ ایسی طرح پھوٹ پڑی کہ ہر روز ہزارہا آدمی صفحہ حیات سے تختہ ممات پر پڑنے لگے۔ جب خلقت بہت تنگ آگئی۔ تو لوگ متفق ہو کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ میں آئے۔ اور آنحضرتؓ کے آستانہ مبارک پر جبین نیاز گھسائی۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ کی۔ اور بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی۔ دعا سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ حق تعالےٰ اس بلا کا جزیہ ہم سے مانگتا ہے ہم نے ان لوگوں کے عوض اپنا بیٹا دیا ہے چنانچہ اسی روز آنجناب کے فرزند رشید شیخ محمد عیسیٰ جن کی عمر گیارہ سال تھی۔ مرض طاعون سے فوت ہو گئے۔ آنجنابؓ نے غسل دیکر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے مزار میں دفن کیا۔ لیکن وبا میں ذرہ بھر بھی تخفیف نہ ہوئی۔ مخدوم زادہ کی فوتیدگی کے تیسرے دن لوگ پھر حاضر خدمت ہوئے۔ اور وبا کی شکایت کی۔ حضرت قیوم اول نے پھر بارگاہ الٰہی میں خلاصی خلق کے لئے توجہ کی۔ الہام ہوا۔ کہ اپنے دوسرے فرزند کو خلقت کے واسطے فدا کرو حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا۔ کہ ہم نے دوسرا فرزند بھی خلقت کے واسطے فدا کیا چنانچہ شیخ محمد فرخ جن کی عمر اس وقت دس سال تھی۔ مرض طاعون سے فوت ہو گئے۔ انہیں بھی حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا لیکن وبا بدستور رہی پھر لوگوں نے آکر بڑی منت و سماجت اور آہ و زاری کی۔ اس مرتبہ آنجناب نے اپنی دختر فرخندہ اختر ام کلثوم اور حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی ہمشیرہ کو خلقت کیلئے

فدیہ دیا۔ حضرت ام کلثوم نزع کی حالت میں تھی۔ کہ فرشتوں نے آکر آنجناب کو مبارکباد دی آنجناب حیران رہ گئے۔ کہ یہ مبارکباد اور خوشخبری کیسی ہے۔ بعد ازاں الہام ہوا۔ کہ ہم نے تمہاری بیٹی ام کلثوم کو اپنے رسول یحییٰ علیہ السلام سے جو حصور تھا دی۔ حصور اُسی کہتے ہیں۔ جس نے عورت کو چھوا تک نہ ہو۔ چنانچہ حق تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ "سَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ" اور یہ انبیاء اور فرشتے اس واسطے آئے ہیں۔ کہ ام کلثوم کا نکاح یحییٰ علیہ السلام سے کریں حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ نکاح پڑھا۔ اور باقی تمام انبیاء اور فرشتے گواہ بنے۔ نکاح سے فارغ ہوتے ہی ام کلثوم اس دنیا سے سدھاریں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو ماتم اور غم سے منع فرمایا۔ اور خوشی منانے کے لئے حکم دیا۔ جب غسل دے کر جنازہ اٹھایا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تمام انبیاء اور فرشتوں سمیت اس جنازے کے ہمراہ اس طرح ہیں۔ جیسے کوئی بیاہ کے بعد دلہن کو لیجاتا ہے۔ ام کلثوم کو حضرت مخدوم کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ جب جنازہ قبر میں رکھا گیا۔ تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی روح نے آکر پکڑ لیا۔ نیز فرمایا کہ ام کلثوم کی قبر کے انوار و برکات ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ کسی ایک اولیا کے بھی ہونگے۔ کیونکہ اس قبر پر نور نبوت کا ظہور ہے۔ ان دو پردہ نشینوں کے وصال کے بعد بھی وبا نہ تھمی۔ لوگ بکثرت مر رہے تھے اسی اثنا میں آنجناب کے سب سے بڑے فرزند اکبر اولیا خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ وبا کوئی تر لقمہ لیا چاہتی ہے۔ سو اس کا تر لقمہ میں ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رض کو جو الہام ہوا کہ اپنا بیٹا دو۔ اس بیٹے سے مراد میں ہی تھا۔ لیکن آنجناب نے بسبب شفقت پدرانہ جو انہیں مجھ پر تھی۔ مجھے محفوظ رکھکر دوسرے فرزندوں کو نثار فرمایا۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ فرزند میں تھا۔ سو میں اپنے آپ کو خلقت کے واسطے فدا کرتا ہوں یہ فرماتے ہی مرض کے آثار نمایاں ہوئے۔ اور دمبدم مرض غالب آتا گیا۔ حتی کہ تین روز میں آپکا وصال ہوگیا۔ نزع کے وقت آپنے لوگوں کو خوشخبری دی۔ کہ اب اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر سے مصیبت وبا دور کر دی ہے۔ اگر میرے فوت ہونے کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا ہو۔ تو میرا نام لکھ کر اس کے گلے میں لٹکا دینا۔ اور ایک چھدام میرے نام راہ خدا میں دے دینا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفائے کلی عنایت فرمائیگا۔ واقعی آپکے وصال کے بعد کوئی

ف ۱ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں ہوا۔ پس ۱۲

شخص اس مرض سے مرا۔ اگر کوئی شخص اس مرض سے بیمار بھی ہو جاتا۔ تو آپ کا اسم مبارک (خواجہ محمد صادق) لکھ کر جب اس کے گلے میں لٹکاتے تو فوراً صحتیاب ہو جاتا۔ حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا اسم مبارک وبا کیلئے مجرب ہے۔

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا خلیفۃ اللہ کے وقت میں ایک دفعہ طاعون کا بڑا زور ہوا۔ تو آپ نے حضرت خواجہ محمد صادق کا اسم مبارک لکھ کر لوگوں کو دینا شروع کیا۔ جس کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے مریضوں کو شفائے کلی عنایت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد صادق کا اسم مبارک وبا کے لئے بہت مجرب ہے۔

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیکر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس مکان میں دفن کیا۔ جو مسجد کے شمال کی طرف واقع ہے۔ اور اس سے پیشتر اس زمین کی بابت حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی تھی۔ کہ یہ زمین جنتی ہے اور اپنے مدفن کے لئے آنجناب نے نے یہی جگہ تجویز فرمائی تھی۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مدفن پر ایک عالیشان گنبد بنوایا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ ابھی حضرت خواجہ محمد صادق کے جنازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک شخص تھال میں روٹیاں رکھ کر لایا۔ اور عرض کی کہ یہ نیاز پیغمبر ہے۔ چونکہ آنجناب کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ اس لئے طعام میں سے لقمہ اٹھایا۔

ذکر دربیان روضہ متبرکہ مبشرہ حضرت قیوم اول کہ آں روضہ را بشارت زمین جنت داده اند و خبر داده اند ازاں تحال خویش ازیں جہاں برپیش و بیان نمودن مقابر انبیاء در سرزمین ہند

جو زمین آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی مسجد کے شمال کی طرف ہے اس کے حق میں حضرت قیوم اول نے زمین جنت ہونے کی خوشخبری دی ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زمین جنتی زمین ہے۔ چنانچہ اس بارے میں حدیث بھی ہے "بین القبری والمنبری روضۃ من ریاض الجنۃ" سو ہمارے روضہ کی زمین بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے

فضل و کرم سے بسبب اتباع پیغمبر جنتی بنائی ہے۔ اگر ہمارے مقبرے کی مٹھی بھر خاک کسی قبر میں ڈالی جائے۔ تو بہت کچھ امیدیں ہو سکتی ہیں۔ جو شخص اس جگہ دفن ہو اس کی تو بات ہی جدا ہے۔ جب سلطان اورنگ زیب نے اس خوشخبری کو سنا۔ تو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک کا ایک گھڑا بھر کر اپنے پاس شاہی خزانے میں رکھا جب اعظم شاہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ تو اس بدبخت نے شقاوت ازلی کی وجہ سے اپنی بدبختی کے سر پر وہ خاک ڈالی اور کہا کہ یہ خاک ہمارے کس کام کی ہے۔ یہ بادشاہوں کے خزانے کے لائق نہیں۔ جب سلطنت کے بارے میں دونو بھائیوں میں جنگ ہوئی۔ تو معظم کی طرف سے ایسا گرد و غبار اٹھا۔ کہ اعظم شاہ کے لشکر کو شکست دی۔ اس وقت غیب سے آواز آئی۔ کہ یہ وہی خاک ہے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک سے لی گئی تھی اور تو نے پھینک دی تھی۔ اور یہی اعظم کی سلطنت کے زوال کا باعث ہوئی۔ جس زمین کی بابت جنتی ہونے کی خوشخبری دی گئی اس کا طول چالیس گز اور عرض تیس گز ہے۔ طول میں روضہ منورہ کے دروازہ سے شروع ہو کر گنبد کے شمال کی طرف چھ گز تک ہے۔ اور عرض میں آنجناب کے در دولت سے شروع ہو کر اس کنوئیں تک ہے جو مغرب میں ہے وہ کنواں بھی اسی جنتی زمین میں داخل ہے۔ آنجناب نے اس کنوئیں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو شخص تین دفعہ اس کنوئیں کا پانی پئے گا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو گی۔ اور بالضرور جنت میں داخل ہو گا +

جب آنجناب کے فرزند اکبر اولیا خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا۔ تو اسی زمین مبشر میں مدفون ہوئے۔ چنانچہ آنحضرت ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے شہر سرہند کو جو میری جائے پیدائش ہے میری خاطر ایک گہرے تاریک کنوئیں کو پر کر کے بلند صفہ بنایا۔ اور بہت سے شہروں اور زمینوں سے اسے بلند کیا ہے۔ اور یہ کہ اس زمین میں وہ نور ودیعت کیا ہے۔ جو بے صفتی۔ بے رنگی۔ اور بے کیفی کے نور سے لیا گیا ہے۔ اور اس کی رنگت اس نور کی سی ہے۔ جو بیت اللہ شریف کی سرزمین سے چمکتا ہے +

میرے بڑے بیٹے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے چند مہینے پیشتر یہ نور مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ یہ بھی بتلایا گیا۔ کہ اس کے ایک کونے میں فقرا ہیں۔ لیکن جو نور ان سے چمکا

اس کا علم کسی کو نہ تھا۔ وہ کیفیات سے منزہ و مبرا تھا۔ یہ نور دیکھکر مجھے خواہش ہوئی۔ کہ مجھے اس زمین میں دفن کیا جائے۔ اور وہ نور میری قبر پر چمکے۔ یہ بات میں نے اپنے بڑے بیٹے (محمد صادق ؒ) کو جو صاحب سر تھا بتائی۔ اور یہ بھی بتایا کہ میری یہ خواہش ہے خدا کی قدرت سے میرے اس فرزند ارجمند کو یہ دولت مجھ سے پہلے نصیب ہوئی۔ اور خاک کے پردے میں اس دریائے نور میں مستغرق ہو گیا۔ صاحب نعمت کو نعمت مل ہی جاتی ہے یہ شہر اس واسطے بھی بزرگ ہے۔ کہ بڑا بیٹا جو بڑے اولیاء اللہ میں سے تھا۔ اس میں آرام کئے ہوئے ہے۔ موت بعد ظاہر ہوا۔ کہ وہ نور جو بطور ودیعت رکھا گیا ہے وہ میرے ہی قلبی نور کا لمعہ ہے۔ جو میرے دل سے لیکر وہاں اس طرح روشن ہو گیا ہے۔ جیسے مشعل سے چراغ۔ کہدے کہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے"۔ اور یہ کہ اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے +

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ مجھے بڑے بیٹے کے محاذی مغرب کی طرف دفن کرنا۔ کیونکہ یہ زمین بھی جنت میں ایک روضہ ہے۔ یعنی روضہ قدیم کا صحن جو آنجناب کے وقت میں تھا۔ کیونکہ آج کل روضہ مبارک کا صحن بہت وسیع ہے۔ جس زمین کی بابت جنتی روضہ ہونے کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اس کی حد مقرر کر دی گئی۔ اور اسے باقی زمین کی نسبت اونچا کر دیا گیا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کے مرقد پر عالیشان گنبد بنایا گیا +

جب حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آنجناب ؒ کی وصیت کے مطابق حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ اور خازن الرحمت ؒ آنجناب کے جنازہ کو گنبد میں لائے۔ اور دفن کرنا چاہا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کا مرقد گنبد میں مغرب کی طرف زیادہ مائل تھا۔ جب کدال زمین پر ماری۔ تو آپ کا مرقد از روئے ادب ایک گز مشرق کی طرف ہٹ گیا۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کو اسی قبر میں دفن کیا گیا +

جب حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے حکم دیا کہ انہیں بھی اسی گنبد میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اب یہاں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنجناب ؒ نے فرمایا کہ بالضرور یہیں دفن کرو۔ لوگوں نے مجبوراً کدال زمین پر مارا۔ تو روضہ مبارک کی چاروں دیواریں پرے ہٹ گئیں۔ اور روضہ مبارک میں جو

فرش بنایا گیا تھا۔ وہ غائب ہوگیا۔ اب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے روضہ مبارک میں بموجب سنت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین مرقد ہیں۔ اور جو احاطہ روضہ مبارک کے گرداگرد ہے اس پر تین گنبد ہیں۔ ایک حضرت شیخ محمد یحییٰ علیہ الرحمۃ کا جو آنحضرتؒ کے چھوٹے فرزند تھے۔ دوسرے حضرت خازن الرحمۃ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولوی فرخ شاہؒ کا تیسرا آنجناب رضی اللہ عنہ کا +

حضرت خواجہ محمد صادق رضے اللہ تعالے عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ بہت غمگین ہوئے۔ کیونکہ ایسے فرزند کے لئے جو مستثنائے امت ہو ضرور غم ہوا کرتا ہے۔ انشاء اللہ تعالے اُن کے علم و فضل اور بزرگی کا مفصل حال حسب موقع لکھا جائیگا۔ ایک روز ماتم پرسی کے دنوں میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالے کی طرف سے الہام ہوا ہے۔ کہ میری عمر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی۔ اور میرے لئے اللہ تعالے کی قضاے مبرم مقرر ہو چکی ہے اللہ تعالے کا شکر ہے۔ کہ یہ سنت بھی مجھ سے فوت نہیں ہوئی۔ اب میری عمر کے دس سال اور باقی ہیں۔ میرے دوسرے فرزندوں کی عمریں بڑی دراز ہونگی +

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ جنگل کی سیر کے واسطے باہر نکلے۔ شہر کے باہر جنوب مشرقی کونے میں۔ ایک بلند ٹیلہ تھا۔ اُسے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ ظہر کی نماز وہیں ادا کی۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں کو فرمایا کہ نظر کشفی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹیلے پر انبیا کے مقبرے ہیں۔ بلکہ ان بزرگوں نے مجھ سے ملاقات بھی کی ہے۔ اور مجھے کہا ہے کہ ہم اس مقام میں آرام کئے ہوئے ہیں +

چنانچہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ نے پہلی جلد کا دو سو چھبیسواں مکتوب جو حضرت خازن الرحمۃ کے نام لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ جو انبیا علیہم السلام ہند میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اور اسی جگہ میں آرام کئے ہوئے ہیں۔ مجھ پر ظاہر ہوئے میں دیکھتا ہوں کہ ان کی قبروں سے نور کے شعلے آسمان تک جا رہے ہیں۔ ہندوستان کے نبیوں کی پیروی کسی نے نہیں کی۔ بلکہ ایک شخص نے بعض کی دو نے بعض کی تین نے پیروی کی۔ نظر کشفی سے معلوم ہوا۔ کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کی پیروی چار شخصوں نے کی ہو۔ اگر میں چاہوں تو اُن کے نام اور قبروں کے نشان بتا سکتا ہوں۔ جو انبیا اس مقام پر آرام

کئے ہوئے ہیں اُن کے شمار کی نسبت مختلف رائے ہیں۔ سب سے صحیح روایت یہ ہے کہ تین پیغمبر مرسل یہاں پر مدفون ہیں ایک روایت کے مطابق پچیس غیر مرسل نبی اور بھی مدفون ہیں +

میرے (مصنف) کے والد بزرگوار نے فرمایا کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اس مقام کی زیارت کے لئے گئے۔ جہاں پیغمبر مدفون ہیں فاتحہ سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا۔ کہ اس مقام پر چالیس پیغمبر لیٹے ہوئے ہیں۔ لیکن اُن میں سے بعض طوفان نوح سے بھی پہلے کے مبعوث شدہ ہیں۔ اس مبارک ٹیلہ کی پانتی کی طرف "براس" نام ایک گاؤں ہے جو انبیا کی ہجرت گاہ ہے۔ اور یہ ٹیلہ بھی ان انبیا کے وقت میں آباد تھا۔ چونکہ لوگ ان انبیا کے گرویدہ نہ ہوئے اس لئے حق تعالےٰ نے اسے تہ و بالا کر دیا۔ شہر سرہند سے چھ کوس کے فاصلہ پر ایک گاؤں سنگھوتل نام ہے۔ یہاں بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔ لیکن وہاں کے لوگ اُن پر ایمان نہ لائے۔ حق تعالےٰ نے اپنا غضب وہاں نازل فرمایا۔ چنانچہ پتھر آسمان پر سے ان لوگوں پر برسائے گئے اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ پیغمبر وہاں سے ہجرت کر کے براس میں آئے اور یہیں وفات پائی +

واضح رہے۔ کہ اس قدر انبیا جو یہاں مبعوث ہوئے ہیں۔ یہ ایک ہی وقت میں نہیں ہوئے۔ بلکہ ایک ایک یا دو دو مختلف وقتوں میں ہوتے آئے ہیں۔ اور خلقت کو خدا کی طرف بلاتے آئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سوائے کوئی اس بات قائل نہیں ہوا۔ کہ ہند میں بھی پیغمبر اور نبی مبعوث ہوئے ہیں۔ بلکہ اس کا انکار ہی کرتے آئے ہیں +

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی مکتوب میں جس میں ہند میں انبیا کے مبعوث ہونے کا ثبوت بیان فرمایا ہے"۔ لکھتے ہیں۔ کہ یا اللہ تعالےٰ کی تقدیسات اور تنزیہات جو اہل ہنود بیان کرتے ہیں۔ وہ انہیں انبیا کے علوم سے چوری کی ہوئی ہیں۔ نہیں تو ان نامعقول اقوال الوہیت پر کیونکر دال ہو سکتے تھے۔ نبی۔ رسول اور پیغمبر یہ سب الفاظ عربی فارسی ہیں۔ نہیں معلوم قدیم[1] ہندی زبان میں ان کے لئے کیا لفظ تھے +

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد ختم ہوئی۔ اور اس کی نقلیں ایران، توران اور بدخشان وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں۔ پہلی جلد میں تین سو تیرہ مکتوب ہیں۔ جو انبیائے مرسل۔ اصحاب بدر اور اصحاب طالوت کے عدد کے موافق ہیں۔ اس جلد کے

[1] قدیم ہندی زبان میں سنسکرت کہتے تھے ۱۲

اخیر میں حضرت خواجہ محمد صادقؒ کی عرض داشتیں حسب الامر آنجناب داخل کی گئی ہیں اس جلد کے جامع شیخ یار محمد بدخشی طالقانی علیہ الرحمۃ ہیں۔ جو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلیفہ تھے۔

ذکر در بیان خلوت کردن حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

عروۃ الوثقیٰ معصوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اظہار کردن مقطعات قرآنی

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرآنی حروف مقطعات کے اسرار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر ظاہر کئے۔ جو سوائے انبیاء کے کسی پر ظاہر نہیں ہوئے۔ یا صحابہ کرام رضؓ بطفیل صحبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور یہ اسرار منصب قیومیت کا خاصہ ہیں۔ البتہ قیوم پر یہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے اکثر اصحاب اور خلفا نے آنجناب سے التجا کی۔ کہ ان اسرار سے ازراہ عنایت ہمیں بھی آگاہ کیا جائے۔ لیکن آنجنابؒ نے فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے بعد سے لیکر آج تک یہ کسی پر ظاہر نہیں ہوئے۔ دوسرے تو درکنار میں اپنے رشتہ داروں میں سے صرف ایک شخص کو اس بات کے قابل پاتا ہوں۔ آنجناب کا اشارہ حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو بلا کر انہیں اسرار حروف مقطعات قرآنی کا القا فرمایا۔

خواجہ ہاشم کشمیؒ اور ملا بدر الدینؒ اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسرار مقطعات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ پر القا فرمائے۔ تو کسی غیر کو اس سے مطلع کرنا جائز نہ سمجھا۔ بلکہ خلوت میں بلا کر القا فرمائے۔ ہم نے خلوت میں حضرت قیوم ثانیؒ سے نہایت منت و سماجت سے عرض کی۔ کہ جو اسرار حروف مقطعات کے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو القا فرمائے ہیں ہمیں بھی ان سے سرفراز فرمایا جائے لیکن آپ نے فرمایا۔ کہ اس سے پیشتر میں نے خود کئی مرتبہ حضرت قیوم اولؓ سے اس بارے میں التجا کی۔ تو آپ یہی فرماتے رہے کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں حق تعالیٰ نے یہ اسرار سوائے انبیا علیہم السلام کے کسی پر ظاہر نہیں کئے۔ سو وہ بھی انہیں چھپاتے آئے ہیں البتہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مخصوص اصحاب کو ان اسرار سے محروم فرمایا

شیطان بڑا زبردست دشمن ہے۔ کہیں چوری چوری سُنتا نہ ہو۔ مَیں نے پھر عرض کی کہ آنجناب کو یہ قدرت حاصل ہے۔ کہ شیطان کو دفع کریں۔ تاکہ چوری نہ سُن سکے۔ جب مَیں نے بہت ہی منت وسماجت کی۔ تو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس بارے میں استخارہ کیا اور بارگاہ الٰہی سے اجازت طلب کی۔ جب ان اسرار کے اظہار کے لئے مامور ہوئے۔ تو جہان بھر کے جنوں اور شیطانوں کو دریائے شور میں قید کر دیا۔ اور مجھے کعبہ معظمہ کے مکان میں لیجا کر بٹھایا۔ اور گرد و نواح فرشتوں کی صفیں کھڑی کر دیں۔ حتی کہ فرشتوں نے ایک دوسرے پر کھڑے ہو کر آسمان تک حلقہ بنا لیا۔ پھر آنجناب نے ان اسرار کا القا فرمانا شروع کیا تین دن تک ایک ہی ضو میں ایک ہی جلسہ میں رہے۔ صرف نماز فرض، اور سنت موکدہ وقت پر ادا کرتے۔ اس کے سوائے کسی اور شغل میں مشغول نہ ہوتے۔ جب آنجناب ان اسرار کا اظہار فرماتے تھے۔ تو مَیں بیہوش ہو جاتا تھا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ محمد معصوم سمجھ گئے؟ تمہیں بڑا شوق تھا۔ کہ قرآنی حروف مقطعات کے اسرار معلوم کرو۔ مَیں ہوش میں آ کر عرض کرتا۔ کہ جناب سمجھا ہوں تین روز تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ بدھ کے روز صبح کی نماز کے بعد یہ معاملہ شروع ہوا۔ اور ماہ مذکور کی یونیں تاریخ جمعہ کے روز غروب آفتاب کے وقت ختم ہوا۔ اس وقت آنجناب رضی اللہ عنہ نے ان کے اظہار سے تاکید اً منع فرمایا۔ کہ اگر ذرہ بھر بھی بھید ظاہر ہوا۔ تو گلا کاٹ جائیگا۔ اس کے واسطے قلم توڑے گئے کاغذ جلا دئے گئے۔ نزدیک دو میل دور ہو گئے طالب مجبور ہو گئے۔ ہاں جس شخص میں منصب قیومیت کی استعداد ہو۔ وہ ان اسرار کو برداشت کر سکتا ہے۔ تین روز تک صرف ایک حرف قاف کے اسرار بیان فرماتے رہے۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر تمام حروف مقطعات کے اسرار منکشف ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے انہیں اسرار کو بطریق توجہ باطنی حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو القا کیا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض علوم و معارف حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کئے تو آنجناب نے فرمایا کہ مقطعات قرآنی کے اسرار یہی ہیں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے ان اسرار کو ہر نماز عشا کے بعد بالتمام حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو القا فرمایا۔ ہر رات عشا اور تہجد کی نماز کے وقت حضرت قیوم رابع حجت اللہ پر ان اسرار کا ظہور ہوتا تھا۔

حضرت قیوم سراپا خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نہایت مہربانی سے مجھ فقیر حقیر محمد احسانؔ مؤلف کتاب کو حروف مقطعات قرآنی سے سرفراز فرمایا۔ جسے اللہ تعالےٰ چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ میں نے یہ علوم و اسرار "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں شرح و بسط کے ساتھ لکھ دئے ہیں بلکہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث بھی یہی علوم و اسرار ہوئے ہیں +

جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ تو فرمایا۔ کہ اس کتاب کے علوم و معارف بہت ہی عجیب ہیں۔ جو آج تک کسی نے نہیں لکھے اللہ تعالےٰ نے تم پر ظاہر کئے ہیں ان کا لکھنا تمہیں پر موقوف تھا۔ اس نعمت کا شکریہ بجالاؤ۔ کہ پروردگار عالم نے تمہیں اپنے ابنائے جنس سے ممتاز فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ چونکہ اس کتاب میں مقامات قیومیت کے حقائق و معارف ہیں اس واسطے ہم اس کا نام "کشف الحقائق مقامات قیومیت" رکھتے ہیں۔ حروف مقطعات کی تاویلات اور متشابہات بعض علمائے صوفیہ نے بیان کی ہیں۔ چنانچہ وجہ سے مراد ذات اور پدید (ظاہر ہونا) سے مراد قدرت لی ہے الف لام میم سے مراد الم یعنی درد ولی ہے۔ جو محبت کیلئے لازم ہے۔ اسی قسم کے بہت سے بیان تحریر کئے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہ تاویلیں اسرار مقطعات کی شان کے لائق نہیں۔ وہ بیچارے بھی کیا کریں معذور ہیں انہیں خبر ہی نہیں۔ کہ ان اسرار سے واقف سوائے قیوم اربعہ کے کوئی نہیں۔ یا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام تھے +

میں (مصنف کتاب) نے جو اسرار مقطعات لکھے ہیں۔ اگر کوئی انصاف کی نگاہ سے انہیں دیکھے۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کیا نزاکت و لطافت بیان کی ہے اور اسماء و صفات شیونات۔ اور اعتبارات ذات کے تمام علوم و معارف انہیں اسرار سے نکالکر لکھ دئے ہیں +

فرستادن حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلفائے خود باطراف

اکناف عالم و قضایا کہ آنہا را دران ولایت روئے داد اللہ

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اللہ تعالےٰ کے حکم کے موجب اپنے خلفا کو خلقت کی ہدایت کے واسطے اطراف و جوانب میں بھیجا۔ چنانچہ اپنے مخصوص یاروں میں سے ستر آدمی ترکستان اور دشت قبچاق کی طرف روانہ فرمائے اور ان کا سردار مولانا محمد قاسم

طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر فرمایا۔ اور چالیس آدمی عرب یمن۔ شام اور روم کی طرف بسر کردگی مولانا فرخ حسینؒ روانہ فرمائے۔ اور اپنے دس مقتبہ یار مولانا صادق کابلی کی تحت میں کاشغر کی جانب روانہ فرمائے۔ اور تیس بڑے خلیفوں کو توران بدخشان اور خراسان کی طرف رخصت کیا اور اُن کا سردار شیخ احمد بر کی رحمۃ اللہ علیہ مقرر فرمایا۔ جب یہ بزرگوار مذکورہ بالا ولائتوں میں پہنچے۔ تو لوگوں نے ان کی بڑی عزت کی۔ اور بہت سے مرید ہو گئے۔ ان ممالک میں ان بزرگوں سے بیشمار کرامات اور خوارق عادات ظہور میں آئے۔ اس واسطے وہاں کے اکثر لوگ ان کی طرف رجوع ہوئے۔ حتی کہ ان ملکوں کے بادشاہ بھی مرید بن گئے۔

کہتے ہیں کہ جب آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے خلفا ترکستان گئے۔ تو وہاں کے اکثر لوگ وحشی سیرت ہوتے ہیں۔ اس واسطے بعض نے رجوع کیا۔ اور بعض نہ صرف منکر ہوئے بلکہ سخت مخالف بن گئے۔ ایک روز یہ بزرگ جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بہت سے اور منکر بھی موجود تھے۔ اس وقت وہاں کا بادشاہ بھی اُن کی زیارت کیلئے آیا ہوا تھا۔ اُن کی زبان سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ بعض آدمی ہمارے منکر ہیں۔ حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ ہمارا منکر ہونا معرفت ایمان کا موجب ہے۔ بعد ازاں آدمیوں کے گھوڑوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اس بات کی گواہی دو۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور تمہیں لوگوں کی راہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے اُن گھوڑوں نے فصیح زبان سے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور انہوں نے تمہیں ان لوگوں کی راہنمائی کے لئے بھیجا ہے اگر یہ لوگ ان بزرگوں کی اطاعت کرینگے۔ تو دنیا و آخرت کی بہتری حاصل کرینگے۔ اور اگر منکر رہینگے تو اُن کی دنیا و آخرت دونو تباہ ہو جائینگی۔ اسی اثنا میں جو پرندے اُڑ رہے تھے انہوں نے بھی صاف الفاظ میں یہی مضمون ادا کیا۔ ترک لوگ اس قسم کا تصرف دیکھ کر حیران رہگئے۔ اور سب کے سب مرید ہو گئے۔ وہاں کے بادشاہ بھی اُن کے مرید ہو گئے۔ ان بزرگوں سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ اسی طرح باقی ولایتوں میں جو خلفا گئے اُن سے بھی بڑی بڑی اور بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں۔ اگر انہیں مفصل لکھا جاوے تو الگ ایک دفتر درکار ہے۔

غرضیکہ ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے امیر وزیر اور بادشاہ تک آنحضرت رضے کے خلفا کی خدمت میں مرید ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی عرضیاں معہ ہدیوں اور تحفوں اور ارادت کے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجیں۔

اور بہت سے کڑی منزلیں طے کر کے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے ہر ایک کو اس کی قدر کے موافق عنایت اور مہربانی فرمائی۔ اور اپنے مریدوں میں داخل فرمایا +

ذکر و بیان

سال پانزدہم[۱۵] از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ و بیان کثرت ارشاد و سلطنت آنحضرت و رجوع کردن تمام جہان و جہانیان و سلاطین ہفت اقلیم و مشائخ زمان و علمائے جہان وغیرہ اصاغر و اکابر خلق بجناب حضرت قیوم اول و خلافت دادن شیخ بدیع الدین را و فرستادن بہ لشکر سلطان ہند و قضایا کہ شیخ را آنجا دست دادہ اند و انحراف مزاج سلطان ہند از حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی بزرگی شہرہ اور ارشاد کا غلغلہ جہان اور اہل جہان تک پہنچ گیا۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کی تجدید کی نوبت ساتوں ولایتوں میں بجنے لگی۔ اور قیومیت کی شہرت و خوشبو تمام جہان میں پھیل گئی۔ اور ان قبلہ ولایت کی ہدایت کا نقارہ آسمانوں پر بجنے لگا۔ اور جن و انس کے مرشد کا نور فیضان عرش و کرسی تک چمکنے لگا ؎

زارشاد او گشت روشن جہاں بسجدہ در آمد زمین و زماں

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ "جب اللہ تعالے کی فتح و نصرت آتی ہے تو لوگ گروہا گروہ دین الٰہی میں داخل ہونے لگتے ہیں"۔ کے مطابق مشرق مغرب اور شمال اور جنوب کے مختلف ملکوں اور شہروں کے لوگوں کو آنجناب کے شمائل مبارک بذریعہ خواب اشاروں اور واقعات کی معلوم ہوئے۔ اور نیز انبیا اور اولیا نے بھی انہیں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دی تو خلقت ٹڈی دل کی طرح آنجناب کی خدمت میں دوڑی آتی تھی۔ اور جوق در جوق مشائخ زمانہ اپنی مشیخیت ترک کر کے صاحب قیومیت کی خدمت بابرکت و سعادت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور اس زمانہ کے بڑے بڑے جید علما درس و تدریس ترک کر کے جناب

قطب الاقطاب کی ملازمت کو فخر سمجھتے تھے۔ ساتوں ولایتوں کے بادشاہوں نے آنجناب کی غلامی کا غاشیہ اپنے کندھوں پر لیا۔ اور ارادت کا بالا کان میں پہنا ؎

از جلوۂ او ہفت اقلیم جنید ہمہ از تخت و دیہیم

زمانہ بھر کے بڑے بڑے اولیا حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت کو پروردگار کے پورے پورے قرب کا موجب سمجھتے تھے۔ اور تمام جہان کے چھوٹے بڑے وضیع شریف بادشاہ و غلام۔ چاروں طرف سے اس طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے جیسے پروانے شمع پر مائل ہوتے ہیں۔ کیونکہ آنجناب امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام گذشتہ و آئندہ اولیا میں سے افضل تھے۔ اور تمام اہل جہان مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک رزق۔ روزی۔ عمر۔ شفا۔ سالکوں کی باطنی ترقی۔ ہدایت و فیضان ولایت۔ ایمان اللہ تعالے کی طرح طرح کی نعمتیں فیض و ہدایت وغیرہ وغیرہ سب کا حاصل کرنا آنجناب ہی کے طفیل اور وسیلے سے وابستہ ہے۔ آنجناب کا افاضہ آپ کی توجہ کا منتظر نہیں۔ اور افادہ کے لئے آنجناب کے ارادہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سورج اور چاند کی روشنی کی طرح خود بخود تفضل کے طور پر موجودات کی ہر ایک چیز پر چمکتے ہے۔ جناب کے طفیل ہزار در ہزار خلقت دریائے غفلت سے نکلکر دائمی حضور کے ساحل پر پہنچی اور آنجناب کی توجہ سے گمراہی کے جنگل کے بے شمار سرگشتہ و آوارہ شاہراہ ہدایت پر آئے۔ ہر روز ہزارہا آدمی توبہ و انابت کر کے آنجناب کے مرید ہوتے تھے۔ اور آنجناب کی ایک ہی توجہ باطنی سے تقلید کا لباس اتار کر پایۂ تحقیق سے مشرف ہوتے۔ اور ولایت کی فنائے اتم اور بقائے اکمل حاصل کرتے تھے۔ اور پروردگار کے انتہائی قرب سے جس سے اوپر وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ اور جسے آیندہ اور گذشتہ اولیا میں سے کسی نے حاصل نہیں کیا۔ مشرف ہوتے تھے۔ جب ان لوگوں نے آنحضرت کا اس قدر تصرف اپنے آپ میں مشاہدہ کیا تو آنجناب کے صورت و معنی کے عاشق بن گئے۔ آنحضرت کے حضور میں گویا اُن کی کچھ ہستی ہی نہ تھی۔ فروتنی اور ادب و انکسار سے نقش دیوار کی طرح دور کھڑے رہتے جب تک ان محبوب رب العلمین کا خطاب نہ ہوتا۔ کسی کو ہمزبانی کی مجال نہ ہوتی تھی۔ آنجناب کی مجلس کی عظمت اور دبدبے کے یہ نشان تھے کہ کسی میر و وزیر بادشاہ۔ قیصر خاقان و خان وغیرہ کو بات کرنے کی مجال نہ تھی۔ بلکہ ایک دوسرے سے بات چیت

کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ جب آنجناب اُن کی طرف توجہ فرماتے۔ تو یہ ایسے سٹ پٹا جاتے کہ اُن سے جواب تک نہ دیا جاتا۔ اگر بیٹھے ہوتے۔ تو فی الفور کھڑے ہو جاتے۔ اور آنجناب کے حضور میں رکوع نماز کی طرح جھکتے۔ اور جب تک آنجناب پھر بیٹھنے کیلئے نہ فرماتے۔ یہ تو جھکے رہتے۔ اور جب حسب الحکم بیٹھتے تو آداب بجالا کر ان قبلہ اولیا کی مجلس میں بغیر اجازت کسی کو بیٹھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اور آنحضرت عالم پناہ رضی اللہ عنہ نگاہ جس طرف کرتے لوگ سلام کرتے۔ اگر حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے جاہ و جلال اور حشمت کو لکھا جائے۔ تو کئی دفتر چاہئیں۔ صرف اسی پر اکتفا کی جاتی ہے "القلیل یدل علی کثیر" +

غرضیکہ کامل اولیا۔ طالبان مولا۔ دوستان خدا۔ اور حق پرستوں کا ایسا مجمع جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے لیکر نہ آج تک جہان میں ہوا اور نہ آئندہ قیامت تک ہوگا۔ جو طالبان حق حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں تھے۔ جو شخص انہیں دیکھتا۔ بے اختیار "ان ھذا الا ملک کریم" پکار اُٹھتا۔ آنحضرت رضؓ نے اپنے ہر ایک مرید کی تربیت کر کے خلافت دیکر دور و نزدیک کے شہروں اور ملکوں میں بھیجا حتی کہ غرب عجم۔ ماوراء النہر۔ بدخشان اور ہندوستان میں سے کوئی ایسا قطع نہ تھا جو آنجناب کے خلفا سے خالی ہو۔ اور توران اور ہند کی ولایتوں میں سے کوئی جگہ ایسی نہ تھی۔ جہاں آنجناب نے اپنے مخصوص یار اور مرید کو خلافت دیکر مقرر نہ فرمایا ہو۔ آنجناب کے ہر ایک خلیفہ نے مکان ٹھیک ٹھاک کر کے بڑے استغنا سے مربع بیٹھ کر حق کی تسبیح و تہلیل کا غلغلہ اور اوراد کا طنطنہ بلند کر کے دین متین کا ہنگامہ گرم کیا ہوا تھا۔ چنانچہ بلخ اور بدخشان کے تخت نشین اور ایران و توران کے حاکم وغیرہ جہان بھر کے بادشاہ ولایت اور شہروں کو ہدایت فرما خلفا کی ملائک نشان آستان کی خاک پر سجدہ کرتے ہوئے۔ نہایت آرزو اور بدرجہ غایت تمنا سے پیشانی گھسکر دو نو جہان کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ اپنی نیازمندی اور ارادت کے بارے میں عرضیاں معہ تحفوں اور ہدیوں کے حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کرتے۔ اور آنحضرت کی عنایت و مہربانی کے مورد بنتے +

اسی سال شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جو آنجناب کے مخصوص خلفا میں سے تھے سلطان ہند کے لشکر کی خلافت دیکر آنجناب رضؓ نے بھیجا۔ آپ کے بھیجے جانے کی وجہ یہ تھی۔ کہ جب سلطان جلال الدین داخل فنا رہوا۔ تو ارکان سلطنت نے اس کے بیٹے جہانگیر کو تخت پر بٹھایا۔

اُس نے بھی باپ کی طرح اپنے آپ کو خلقت سے سجدہ کرایا۔ اور اپنے باپ کی دوسری رسوم باطل کو رواج دیا۔ اس کا وزیر اعظم اور وکیل مطلق بھی دین متین کا بڑا بھاری دشمن تھا۔ سلطان کے مزاج میں سوداوی غلط غالب تھی۔ اس واسطے جو کچھ چاہتے تھے۔ اسی پر اُسے مائل کر دیتے۔ اکبر بادشاہ کے مرنے پر مسلمان رعایا خوشیاں مناتی تھی۔ کہ شکر ہے اللہ تعالےٰ نے ہمیں غلبہ کفر کی رہائی دلوائی۔ لیکن جب دیکھا کہ حالت بدستور ہے۔ تو بہت گھبرائے اور حضرت قیوم اوّل کی خدمت میں آکر آہ وزاری کی۔ اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے لئے توجہ بلیغ کی درخواست کی۔ آنحضرتؒ نے فرمایا کہ جب ہم اپنے نفس پر تکلیف گوارا نہ کرینگے۔ خلق خدا اس بلا سے خلاصی نہیں پائے گی۔ بعد ازاں شیخ بدیع الدینؒ کو خلافت عنایت کر کے جہانگیر کے لشکر میں بھیجا۔ رخصت کے وقت شیخ صاحب کو فرمایا۔ کہ تمہیں بادشاہی فوج میں قبولیت عامہ نصیب ہوگی اگر کسی باعث سے تمہیں تکلیف بھی پہنچے۔ تو مستقل مزاج رہنا۔ اور ہماری اجازت بغیر وہاں سے حرکت نہ کرنا۔ اگر مستقل مزاج نہ رہو گے۔ تو خود بھی تکلیف اٹھاؤ گے۔ اور ہمیں بھی تکلیف ہوگی۔ فی الواقعہ بادشاہ کے لشکر میں شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اکثر ارکان سلطنت نے شیخ سے رجوع کیا۔ اور لشکر کے ہزارہا آدمی مرید ہو گئے۔ اور ہر روز اس قدر ہجوم ہوتا۔ کہ بڑے بڑے امیروں کو بڑی مشکل سے شیخ صاحب کی زیارت نصیب ہوتی۔ آنجناب کے مخالف حسرت اور حسد کی آگ میں اس طرح جلتے تھے۔ جیسے حرمل کا دانہ آگ پر۔ اسی اثنا میں شیخ صاحب نے کسی محتاج کیلئے آصف جاہ وزیر کے باپ اعتماد الدولہ کی طرف سفارش کی۔ لیکن القاب کچھ ہلکے میل کا تھا۔ جیسے کوئی ادنےٰ دوست کی طرف لکھتا ہے۔ لیکن اس نے شیخ صاحب کے لحاظ سے اس محتاج کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ اتفاق سے اسی وقت آصف جاہ آنکلا۔ اُس نے شیخ صاحب کا رقعہ اٹھا کر پڑھا۔ تو پوچھا یہ کون ہے۔ جو ہمیں اس طرح سے معمولی القاب لکھتا ہے حاضرین میں سے ایک نے بتایا۔ کہ شیخ صاحب نے لکھا ہے۔ پھر پوچھا یہ کسی کا مرید ہے؟ اُس نے کہا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مرید ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک سن کر سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگا۔ اور اُس کے دماغ سے آگ کا دھواں نکلا۔ اس سے پیشتر بھی اُسے آنحضرتؒ سے پوری دشمنی تھی۔ کیونکہ وہ خود دین متین کا دشمن تھا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے روز بروز دین متین کو زیب و زینت حاصل ہوتی تھی۔ اس لئے موقعہ پا کر اس نے بادشاہ کو کہا کہ آج کل شہر سرہند

میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لاکھ جرار زرہ پوش جنگی سوار موجود ہیں۔ اور ایران توران اور بدخشان وغیرہ کے بادشاہ ان کے بہت نیازمند اور مرید ہیں۔ چنانچہ ان کا ایک خلیفہ اس لشکر میں بھی آیا ہے۔ آپ کے تمام اراکین سلطنت اس کے مرید ہیں۔ شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی رض) کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے اگر آج لشکر جمع کرنا چاہے۔ تو اس قدر آدمی اکٹھے کر سکتے ہیں۔ کہ ماضی و حال کے کسی بادشاہ نے نہ اکٹھا کیا ہو۔ اسی طرح شاہ اسمٰعیل پہلے فقیر تھا۔ اس نے بھی مریدوں کو ہی جمع کر کے بارہ ہزار اسوار کا مقابلہ کر کے سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب شیخ صاحب اس قدر جمع کر لینگے۔ کہ تمہیں اس کے مقابلے کی تاب نہ رہیگی۔ تو پھر کیا علاج کیا جائیگا۔ بہتر ہے کہ اس کا انسداد پہلے ہی سے کر لیا جائے۔ اس کے لئے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شیخ صاحب کے جو خلیفہ آپ کے لشکر میں ہیں۔ ان کے پاس جو لوگ جاتے ہیں انہیں قطعاً منع کیا جائے۔ کہ وہ شیخ بدیع الدین سے آمد و رفت نہ رکھیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی رض) کو بلا کر مطیع کرنا چاہئے۔ اگر فرمانبرداری سے سر پھیرے تو قید کر دینا چاہئے۔ بے وقوف بادشاہ وزیر کی ابلہ فریب باتیں سنکر ڈرا اور حکم دیا۔ کہ آئندہ کوئی شخص شیخ بدیع الدین سے آمد و رفت نہ کرے۔ یہ حکم سن کر بعض ضعیف الاعتقاد آمد و رفت سے باز آئے۔ بعض خفیہ طور پر آتے جاتے رہے۔ اور بعض راسخ الاعتقاد علانیہ بلا تکلف شیخ صاحب کی خدمت میں آتے رہے۔ اب دن رات بادشاہ کے پاس حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ذکر ہوتا رہتا۔ تمام گلی کوچوں۔ بازاروں۔ گاؤں۔ شہروں بلکہ تمام ممالک محروسہ ہند میں بھی چرچا ہو گیا۔ بادشاہ نے جاسوس مقرر کئے۔ جو ہر وقت آنحضرت اور آپ کے خلفا کی خبر پہنچاتے رہتے۔ آنحضرت رض کے بعض نازک معارف جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے۔ شیخ صاحب ان معارف کو بیان فرماتے۔ دین متین کے بعض دشمنوں نے ان معارف کو بادشاہ سے اس طرح بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی رض) اپنے آپ کو یا وہ بتاتا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رض کے برابر کہتا ہے۔ اس واسطے ہر کمینہ اور دشمن دین آنجناب رض کے بارے میں واہی تباہی باتیں کرتا تھا۔ لشکر میں سے جو شخص شیخ بدیع الدین کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ مورد غضب شاہی ہوتا۔ شیخ صاحب لوگوں کو بارہا منع فرماتے کہ میرے پاس آؤ

میرے پاس آنے سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ شیخ صاحب نے حیران و پریشان ہو کر ایک عرضی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ جس میں سارا ماجرا عرض کرنے کے بعد التماس کی کہ مجھ سے کرامات صادر ہوں۔ اس کے جواب میں آنحضرت نے شیخ صاحب کو بہت تسلی اور دلاسا دیا اور مستقل مزاج رہنے کی سخت تاکید فرمائی۔ کہ میرے حکم بغیر شاہی لشکر سے نہ ملنا۔ خواہ کسی قسم کی تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی دکھ نہ ہوگا۔ اور جو کرامات کی بابت لکھا ہے۔ سو کرامات کے لئے منتظر رہو۔ انشاء اللہ ہونگی۔ واقعی اس کے بعد شیخ صاحب سے بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز کوئی امیر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شیخ صاحب نے اُسے فرمایا کہ اس فتنہ و فساد کو کسی طرح فرو کرو۔ اس سیہ بخت برگشتہ روزگار نے کہا مجھ سے یہ امید نہ رکھو۔ جو نا قابل بیان بات ہوگی میں چغلی کے طور پر ابھی جا کر بادشاہ سے کہونگا شیخ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اگر ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ الٰہی میں ایسا قرب حاصل ہے۔ جیسا کہ ہم خیال کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے بُری بات کرنے کی مہلت ہی نہ دے۔ قریب ہے کہ تو بلا و مصیبت میں گرفتار ہووے۔ جس سے تجھے رہائی ناممکن ہو۔ وہ نالائق جب بادشاہ کے پاس گیا۔ تو سجدہ کرنے کے بعد اُس نے بدگوئی کے لئے ابھی حضرت قیوم اول کا اسم مبارک لیا ہی تھا۔ کہ اس کے پیٹ میں ایسا درد پیدا ہوا۔ کہ اس کی رنگت بدل گئی۔ زبان بند ہو گئی۔ اور تخت کے آگے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اور دونوں ہاتھوں سے سر پیٹتا تھا۔ اسی طرح تڑپ تڑپ اور سر پیٹ پیٹ کر ایک گھڑی بعد واصل فی النار ہوا +

جب مخالفان دین نے یہ حال دیکھا تو شیخ صاحب کو جادوگر بنایا۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب سے بہت بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ جن کا یہاں لکھنا موجب طوالت کلام ہے +

بے تدبیر شیطان نظیر وزیر مخالفان دین اور منافقان بے یقین سے ملکر پوشیدہ ہی پوشیدہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بارے میں صلاح و مشورے کیا کرتا تھا۔ کہ ان سے کیسا سلوک کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا نظر بند کرنا چاہئے۔ وزیر کے متعلقین میں سے ایک شخص جو دل و جان سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا معتقد تھا۔ اس نے اس امر کی اطلاع شیخ بدیع الدین کو دی۔ شیخ صاحب نے آنجناب کی خدمت میں اس منصوبہ کے بارے میں عرضداشت بھیجنی چاہی۔ لیکن چونکہ سخت ممانعت ہو چکی تھی۔ کہ کوئی شخص لشکر سے سرہند میں کسی قسم

کی چٹھی نہ لے جائے۔ اس واسطے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو اطلاع دینے کی خاطر خود شیخ صاحب نے آنجناب کی زیارت کا ارادہ کیا۔ جب سرہند پہنچے۔ تو آنجناب شیخ صاحب پر سخت ناراض ہوئے۔ کہ میں نے تجھے تاکید منع کیا تھا۔ کہ وہاں سے میری اجازت بغیر نہ آنا۔ یہ خطا جو تجھ سے سرزد ہوئی ہے۔ اچھا جو ہوا بہتر ہوا اب تو واپس نہیں جائیگا۔ شیخ صاحب نے سمجھا کہ آنجناب نے بسبب غصہ واپس جانے سے منع فرمایا ہے مصلحت یہی ہے کہ میں واپس جاؤں چنانچہ آنجناب کی اجازت بغیر پھر شاہی لشکر میں چلے گئے۔ لوگوں نے شیخ صاحب کے آنے جانے کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ مخالفوں نے بادشاہ کو یہ پٹی پڑھائی۔ کہ شیخ صاحب جو سرہند آئے گئے ہیں۔ وہ اس واسطے کہ لشکر کے اکثر ارکان سلطنت نے شیخ صاحب سے عہد و پیمان کیا ہوا ہے۔ ان کا پیغام لیکر شیخ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو پہنچایا ہے اور اس (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ) کا پیغام ارکین سلطنت کو دیا ہے۔ اب جو تدبیر کرنی چاہیئے جلدی کرنی چاہیئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے شیخ صاحب کو بری طرح جھڑکا کہ تم کسی طرح بھی لشکر شاہی کی خلافت کے لائق نہیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب کی حرکت کی طفیل جو کچھ آنحضرت پر کے سر پر بیتی سو بیتی +

انہیں دنوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقے رضی اللہ تعالے عنہ کی دختر فرخندہ اختر کی شادی میر صفی احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی +

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ عید فطر کے روز شہر سامانہ کے خطیب نے خطبہ میں خلفائے راشدین رضی کے اسم گرامی نہیں لئے۔ اور یہ کہ دکن کے کسی شہر میں ایک شاعر ہے۔ جس نے اپنا تخلص کفری کیا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ نے ازراہ عنایت سامانہ کے رؤسا کو لکھا کہ تم نے خطبہ میں سے خلفائے راشدین کے اسم گرامی کیوں نکال دئے۔ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اگرچہ خلفائے راشدین کے اسمائے مبارک خطبہ میں داخل نہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت مخالفان دین بکثرت ہیں۔ اور باطل مذہب بھی بہت پھیل چکا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے اسمائے مبارک مع وصف تمام خطبہ میں پڑھے جائیں۔ اس شاعر کی طرف تنبیہاً لکھا۔ کہ یہ تخلص چھوڑ کر اس کی بجائے اسلامی تخلص کرو۔ اس ضلع کے حاکم کو بھی لکھا کہ اس شاعر کو بلا کر اس سے تخلص چھڑوا دو +

—+—

ذکر و بیان

سال شانزدہم از تجدید الف قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانیؒ وطلبیدن آنحضرت را سلطان ہند و تکلیف کردن سجدہ و ابا نمودن آنجناب از سجدہ سلطان و حبس کردن والئے ہند حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ را

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو الہام ہوا۔ کہ جب تک اپنے نفس پر تکلیف گوارا نہ کروگے۔ دین متین کی تجدید نہ ہوگی۔ اور کفر کی تاریکی سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی سے مبدل نہ ہوگی۔ اور نہ ہی دین کو فروغ اور زینت حاصل ہوگی۔ اور خلقت ہدایت سے محروم رہجائیگی۔ اگر یہ باتیں ملحوظ ہوں تو تکلیف برداشت کرلو۔ جیسا کہ گذشتہ انبیا کفار سے تکلیفیں اٹھاتے آئے ہیں۔ تو اُن کے دین کو رواج ہوا ہے۔ انبیا اولوالعزم سے لازمی تھا کہ وہ کافروں سے جہاد کریں۔ اور اُن کی اذیتوں کو برداشت کریں۔ تمہیں معلوم ہے کہ خاصکر حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار سے کیسی کیسی صعوبتیں اٹھائیں۔ علاوہ ازیں حق تعالےٰ کی عظمت وجلالت کے بعض اسمأ ایسے ہیں۔ کہ اُن کی سیر بغیر تکلیف اٹھائے ہو نہیں سکتی۔ تمہارے لئے ضروری ہے۔ کہ پیغمبری سنت کا استعمال اپنے حق میں کرو +

حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ اس الہام کے بعد قضاے پروردگار پر راضی ہوئے۔ اور مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے پورے طور پر مستعد ہوئے۔ صبر کو اپنا شعار بنا لیا۔ اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو اس امر کی اطلاع دے دی۔ اور سب کو صبر وتحمل کے واسطے تاکید کی +

القصہ جب وزیر کے بہکانے سے جہانگیر حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی طرف سے سخت بدظن ہوگیا۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے۔ اور وزیر بے تدبیر معہ مخالفان دین متین دن رات اسی فکر میں تھا۔ کہ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو کس قسم کی تکلیف پہنچائی جائے ایک روز تمام مخالفوں نے قلعہ میں بادشاہ کے روبرو یہ تجویز پیش کی۔ کہ ایک لشکر جرار بھیجکر اچانک شیخ صاحب کو معہ مریدوں کے قتل کروا دینا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ یہ

بودی تدبیر ہے۔ کیونکہ لشکر اور فوج کے بہت سے اراکین شیخ صاحب کے مرید ہیں۔ اور ہر روز ہماری خبروں کی جستجو کرتے رہتے ہیں۔ اور فوج شاہی کا اکثر حصہ ان کے حکم میں ہے اگر ہم شیخ صاحب کے لئے لشکر مقرر بھی کریں۔ تو انہیں اس امر کی اطلاع ہو گی۔ وہ ضرور شورہ پشت ہو جائینگے اور فساد برپا کرینگے۔ جس سے تمام ممالک محروسہ میں خلل اور فساد برپا ہو جائیگا اندیشہ ہے۔ بعض کی یہ رائے ہوئی۔ کہ انہیں ہندوستان سے نکالدینا چاہیئے۔ وزیر نے کہا یہ تدبیر بھی درست نہیں۔ کیونکہ شیخ صاحب میں خوش بیانی اور روانی اس قدر ہے۔ کہ جہاں کہیں جاتے ہیں۔ لوگ ان کے شیفتہ و فریفتہ ہو جاتے ہیں اور جہان کے اکثر بادشاہ اُن کے مرید ہیں۔ اور اُن کے خلفا تمام جہان میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہزارہا ان کے طریقہ میں داخل ہیں۔ جب وہ دیکھینگے کہ ہم نے اُن کے پیشوا کو ملک بدر کیا ہے۔ تو ضرور ہم سے بدلہ لینے کے لئے کمربستہ ہو جائینگے۔ اور تورا ان خراسان کے بادشاہ جو اُن کے مرید ہیں۔ وہ اپنے شیخ کے ننگ و ناموس کے لئے ضرور بالضرور اُٹھ کھڑے ہونگے۔ اور ہندوستان کے امیر بھی باغی ہو کر اُن سے ملجائینگے۔ اور تمام جہان ہماری دشمنی پر کمربستہ ہو جائیگا۔ اس وقت بڑی مشکل ہو گی اور ہندوستان والوں کیلئے بڑا نازک موقعہ آجائیگا۔ اور اس مصیبت کا دور کرنا احاطہ امکان سے خارج ہو گا۔ بادشاہ نے پوچھا تو پھر کیا کرنا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ اس کا علاج اس کے سوائے اور کوئی نہیں۔ کہ پہلے ان ارکان سلطنت اور لشکریوں کو جو شیخ صاحب کے مرید ہیں دور دراز علاقے میں بھیجدینا چاہیئے۔ اور بعد ازاں شیخ صاحب کو معہ خلفا بلا کر شاہ اکبر کی موضوعہ رسم و آئین کی اطاعت کے لئے کہنا چاہیئے۔ اگر مان جائیں تو بہتر (یعنی سجدہ کریں اور اطاعت کریں) لشکر میں رکھو۔ اور اگر سجدہ نہ کیا اور اطاعت نہ کی۔ اور رسوم آئین بجانہ لایا۔ تو بڑی احتیاط سے اسے قید کر دینا چاہیئے۔ تاکہ اس کے مخلص اور مرید اس تک پہنچ نہ سکیں۔ اور بڑی سختی سے قید کرنا چاہیئے۔ جب سختی پہنچیگی۔ خود بخود اطاعت کریگا اور رسم و آئین کی بابت جو کچھ ہم کہینگے۔ ضرور مان لیگا۔ ایسا کرنے سے اگر ہند کے امرا اور اس کے مرید شور کریں گے۔ کہ ہمارا شیخ قتل نہ کیا جائے۔ اگر بالفرض شورش کریں بھی۔ تو پہلے شیخ کو معہ خلفا کے قتل کریں گے اور بعد میں باغیوں سے سمجھ لیں گے جب اُن کا پیشوا قتل ہو جائیگا۔ تو پھر ان میں مقابلے کی طاقت نہ رہیگی۔ اور نہ ہی پھر اُن کے

خلفا ہونگے۔ جو اُن کے جانشین ہوسکیں۔ مجبور اُستر بستر ہو جائینگے۔ اور شیخ کی ماتم پرسی پر بیٹھ جائینگے۔ اتنے میں جب دوسرے ملکوں کے خلفا آئینگے۔ ہم بھی ان کے ساتھ ماتم پرسی میں شریک ہو جائینگے۔ اور عذر و حیلہ کرینگے۔ اور کہینگے کہ شیخ صاحب کو دوسرے مخالفوں نے شہید کر دیا ہے۔ ہم اس میں بالکل بے گناہ ہیں۔ ہم چند ایک واجب القتل اشخاص کو لاکر شیخ صاحب کے عوض میں قتل کر دینگے۔ اور شیخ صاحب کا مزار پر تکلف بنوا دینگے۔ اور ان کی موت پر اظہار رنج و الم کرینگے۔ اور شیخ صاحب کے دوسرے مریدوں کو بہت سا روپیہ اور جاگیر دینگے۔ اور جو خلفا دوسرے ملکوں میں ہیں۔ اُن کو معہ اُن ولایتوں کے تحفے تحائف بھیجدینگے۔ اور ساتھ ہی تعزیت نامہ شیخ صاحب کی بابت ارسال کرینگے۔ اور اس تعزیت نامے میں حیلے عذر اور افسوس کا اظہار کرینگے۔ جب وہاں کے لوگ شیخ صاحب کے فاتحہ کیلئے آئینگے۔ تو جونہی ہماری حد میں داخل ہونگے۔ ہم بڑی آؤ بھگت کرینگے۔ اور ہر منزل پر سامان ضیافت و مہمان نوازی مہیا کرینگے۔ جب یہاں پہنچینگے۔ تو ہر ایک کے مرتبے کے موافق اس سے نیک سلوک کرینگے۔ جب وہ ہماری طرف سے اس قدر سلوک دیکھینگے۔ تو ضرور عداوت کو دل سے دور کرینگے۔ اور اس طرح کرنے سے اُن کے دل میں محبت کا پودا لگ جائیگا۔ اور بے اختیار خلاص سے پیش آئینگے۔ اور فساد مٹ جائیگا تمام حاضرین مجلس اور بادشاہ نے اس تدبیر کو پسند کیا۔ اور وزیر کی بہت تحسین و آفرین کی دوسرے دن بادشاہ نے ان تمام ارکان سلطنت کو جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ ارکین سلطنت حسب ذیل تھے۔ خانخانان خان اعظم۔ خان جہان لودہی۔ سکندر خاں لودہی۔ تربیت خاں۔ سید صدر جہان۔ اسلام خاں قاسم خاں۔ جہاری خاں۔ مہابت خاں۔ دریا خاں اور مرتضےٰ خاں وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک کے نام ممالک محروسہ کی سرداری کا پروانہ جاری ہوا۔ کہ تم مقرر کردہ اپنے اپنے علاقے میں چلے جاؤ۔ چنانچہ خانخانان کو دکن۔ سید صدر جہان کو مشرقی ممالک خانجہان لودہی کو ملک مالوہ۔ خان اعظم کو گجرات اور مہابت خاں کو کابل کا حاکم مقرر کرکے بھیجدیا غرضیکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی علاقے کا سردار کرکے روانہ کر دیا۔ جب یہ اپنے اپنے علاقوں میں پہنچ گئے۔ تو بادشاہ نے حضرت قیوم اول کی خدمت میں ایک عرضی لکھی کہ ہمیں جناب اور جناب کے خلفا کی زیارت کا اشتیاق ہے۔ امید ہے کہ جناب قدم رنجہ فرما کر ممنون

احسان اور اپنے دیدار فرحت آثار سے مشکور فرمائینگے۔ اور ساتھ ہی حکم سرہند کے حاکم کے نام لکھا کہ جس طرح ہو سکے شیخ صاحب کو یہاں بھجوادو +

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ خط پہنچتے ہی سفر کے اسباب کی تیاری کرنے لگے اور اپنے فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو پوشیدہ طور پر پہاڑ میں بھیجدیا۔ کیونکہ بادشاہی آدمیوں نے تاکید کی تھی۔ کہ آپ اپنے متعلقین میں سے کوئی شخص بھی شہر میں نہ چھوڑ جائیں۔ سب سمیت لشکر میں تشریف لے چلیں۔ بادشاہ نے بھی یہی تاکید کر رکھی تھی۔ لیکن آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرزندوں کو ساتھ لیجانے میں مصلحت نہ سمجھی۔ رخصت کے وقت اہل و عیال اور دوسرے آدمیوں نے گھبراہٹ اور بے چینی ظاہر کی۔ لیکن آنجناب نے سب کو تسلی دی۔ اور وصیت کی کہ صبر و تحمل سے کام لینا۔ اور فرمایا کہ صرف ایک سال یہ تکلیف مجھ پر رہے گی۔ بعد ازاں یہ مشقت آرام سے بدل جائیگی۔ تم لوگ خاطر جمع رکھو۔ پھر اہل و عیال کو رخصت فرما کر اپنے صرف پانچ مریدوں کو "حالانکہ آنجناب کے خلفا ایک ہزار چھ سو تھے" لیکر روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سنی۔ تو اپنے تمام امرا کو آنجناب کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور اپنے خاص خیمہ کے پاس آنجناب کی خاطر خیمہ نصب کروایا۔ اور خلفا اور مریدوں کے لئے بھی الگ الگ خیمے لگوائے۔ وزیر بد ضمیر نے بادشاہ اور آنجناب کی ملاقات کا وہ وقت مقرر کیا جب کہ بادشاہ خمار میں تھا۔ اور کچھ ناراض بھی تھا۔ بادشاہ کے دو وقت ہوا کرتے تھے۔ ایک خوشی کا جس وقت شراب پیتا۔ اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا۔ دوسرا خمار کا جس وقت ناراض ہوتا تھا۔ اس وقت خلق خدا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتا۔ جب آنجناب تشریف فرما ہوئے اس وقت بادشاہ انانیت کے تخت پر بیٹھا انا ربکم الاعلےٰ کا دم مار رہا تھا۔ اس وقت جو اُسے دیکھتا سجدہ کرتا۔ لیکن حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کسی قسم کا ادب بجا نہ لائے۔ حتیٰ کہ سلام علیک بھی نہ کیا۔ وزیر کو امید تھی۔ کہ اب بادشاہ ضرور آنجناب کے قتل کا حکم دیگا۔ کیونکہ اُس کی عادت تھی۔ جو شخص ادب میں سرِ مُو فرق کرتا۔ اسی وقت اُسے قتل کروا دیتا۔ آنجناب کے خلفا اور مریدوں نے ٹھانی ہوئی تھی کہ اگر خدانخواستہ آنجناب کو تکلیف پہنچی۔ تو جس طرح بھی بن پڑیگا۔ ہم بادشاہ اور وزیر کا تو ضرور صفایا کر دینگے۔ لیکن بادشاہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے احوال کا ذرا بھی معترض نہ

ہوا۔ یہ دیکھکر وزیر حیران رہگیا۔ پھر اور فتنہ برپا کرنا چاہا۔ چنانچہ بادشاہ کو کہا۔ کہ یہ وہ شخص ہے کہ جو اپنے آپ کو تمام انبیا سے افضل بتاتا ہے۔ اس کے جواب میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ جو چوتھے خلیفہ ہیں ان کے پیرو یعنی رافضی لوگ انہیں حضرت صدیق اکبر رضے اللہ عنہ جو انبیا کے بعد تمام نبی نوع انسان سے افضل ہیں فضیلت دیتے ہیں۔ ہزار سال سے ہم ان بدبختوں کے منہ پر نجاست بھری جوتیاں مار رہے ہیں۔ دراصل یہ گالی آنجناب نے وزیر کو دی۔ کیونکہ وہ بھی شیعہ تھا اور وہ آنجناب کے مصنفہ رسالہ رد شیعہ کا مطالعہ کر چکا تھا۔ دراصل وزیر کو جو آنجناب سے دشمنی ہوئی۔ اس کا باعث وہی رسالہ تھا۔ بعد ازاں آنجناب نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو ایک ادب کا ترک کرنا گناہ کبیرہ کی طرح ہے۔ پس میں ایسی بات کیونکر کر سکتا ہوں جو صریحاً کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ یعنی میں کس طرح اپنے آپ کو انبیا کے برابر یا ان سے بہتر کہہ سکتا ہوں اللہ تعالےٰ کی اکثر نعمتیں جو میرے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ انہیں میں نے حسب الامر الٰہی ظاہر کیا ہے جو میرے لئے ابنائے جنس سے ممتاز ہونے کا ذریعہ ہے۔ سو انبیا ہمارے ابنائے جنس ہیں۔ یہ بات عقل سلیم والا تو کوئی نہیں باور کریگا۔ بادشاہ نے کہا واقعی ہمارا خیال بھی ایسا ہی تھا۔ کہ آپ ایسے ہی بزرگ صالح اور متقی ہیں۔ آپ سے کیوں اہل حق کی مخالفت ظاہر ہوگی۔ جب وزیر لعین نے دیکھا کہ یہ داؤ بھی نہ چلا۔ تو بادشاہ کو کہا کہ شیخ صاحب نے آداب سلطنت بجا نہیں لائے۔ اس پر بادشاہ نے حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو کہا کہ آپ کوئی آداب بجا نہیں لائے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب تک میں سوائے خدا اور رسول کے کسی کا آداب بجا نہیں لایا۔ ہمارے دین اسلام کا طریق ہے کہ جب ہم لوگ آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو سلام علیک کہتے ہیں۔ سو اس کی نسبت مجھے معلوم تھا۔ کہ تم اس کا جواب نہیں دوگے۔ اس واسطے میں نے سلام علیک بھی نہ کی۔ بادشاہ نے کہا مجھے سجدہ کرو۔ آنحضرت نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ میں نے سوائے خدا کے نہ کسی کو سجدہ کیا اور نہ کرونگا۔ ایسی بری بات مجھے نہ کہو۔ بادشاہ نے کہا مجھے سجدہ کرواؤ میں کرالونگا۔ آنحضرت نے فرمایا تم ہرگز ہرگز مجھ سے سجدہ نہیں کروا سکتے ملا عبدالرحمٰن مفتی نے جو آنحضرت کا قدیمی مخلص و مرید تھا۔ عرض کیا۔ کہ چونکہ جان بچانا فرض ہے۔ اس لئے میں فتوےٰ دیتا ہوں کہ اس وقت آپ کے لئے سجدہ کرنا ضروری ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا ملایہ فتوے تیرے لئے ہے۔ میرے لئے نہیں۔ ہزارہا انبیا اور ان کے صحابہ نے راہ خدا میں اپنی جانیں قربان کردیں۔ سو میں بھی ان کی سنت کو حاصل کرنے کے لئے راہ خدا میں جان دونگا۔ لیکن سجدہ نہیں کرونگا پر نہیں کرونگا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوگیا۔ کہ وہ کسی طرح مجھے سجدہ نہیں کرینگے۔ تو کہا ان کا سجدہ صرف اتنا ہے کہ ذری سر کو خم کردیں۔ باقی کے آداب میں نے معاف کردئے۔ کیونکہ مجھے اُن سے شرم آتی ہے۔ چونکہ یہ میری زبان سے نکل گیا ہے۔ اس واسطے۔ کیونکہ ابھی تک میرا کوئی حکم ٹلا نہیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کیلئے کبھی سر نہیں جھکاؤنگا۔ بادشاہ نے اپنے چند خاص مقربوں کو کہا کہ شیخ صاحب کے سر کو پکڑ کر ذرا جھکادو۔ اور پھر انہیں تحفے اور زر دیکر رخصت کردو۔ کیونکہ مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ بڑے بڑے قوی ہیکل دس میر اُٹھے۔ اور انہوں نے آنحضرتؐ کے سر مبارک کو خم کرنا چاہا۔ بہتیرا زور مارا کہ قدرے خم کریں۔ لیکن میسر نہ ہوا۔ حالانکہ آنحضرت بہت نازک اندام تھے۔ اور جناب کی گردن مبارک بہت باریک تھی۔ امرا نے اس قدر زور کیا کہ آنجناب کی ناک سے خون بہ نکلا لیکن آنجناب کی نگاہ جو آسمان کی طرف لگی ہوئی تھی اُسے نہ پھیر سکے۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا کہ شیخ صاحب کو اس چھوٹی سے دروازے جو بادشاہ کے روبرو تھا۔ لاؤ۔ اس سے گذرتے وقت تو ضرور سر جھکائینگے۔ کیونکہ یہ دروازہ قد آدم سے چھوٹا تھا۔ آنحضرتؐ نے اس دروازہ سے گذرنے کیلئے پہلے اپنا قدم مبارک اندر رکھا۔ اور پھر سر کو پچھلی طرف جھکا کر اندر داخل ہوئے۔ جب وزیر نے یہ حالت دیکھی۔ تو بادشاہ کو کہا۔ کہ دیکھئے شیخ صاحب کیا اشارہ کرتے ہیں۔ اس اشارے کا یہ مطلب ہے۔ کہ تمہیں معہ تاج و تخت اور سلطنت اپنے پاؤں سے پائمال کرونگا جب آپ کے حضور میں اس قدر تکبر کرتے ہیں۔ تو اندازہ کرسکتے ہیں کہ باہر نکلکر کس قسم کی شورش کا موجب ہونگے۔ امید ہے کہ جہان میں ہزارہا فتنے برپا ہونگے۔ اسی صورت میں علاج محال ہوجائیگا۔ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آئیگا۔ ابھی شیخ صاحب کو قید کرلینا چاہیئے ورنہ بڑی ندامت اٹھانی پڑیگی۔ اور بعد میں پچتانا کچھ مفید نہیں پڑیگا۔ بادشاہ بھی وزیر کے کہنے پر مجبور ہوکر آنحضرتؐ کے محبوس کرنے پر راضی ہوا۔

ہندوستان کا ایک بڑا راجا جو بت پرست تھا۔ اس مجلس میں حاضر تھا جب اُس نے

آنحضرت کی استقامت اور استقلال کا مشاہدہ کیا۔ تو اس کے سینے میں کفر کی تاریکی نورِ اسلام سے بدل گئی۔ اُس نے وزیر کو کہا۔ کہ شیخ کو میرے پاس قید کر دو۔ وزیر نے جانا کہ چونکہ وہ مخالفِ دین ہے ضرور ہے کہ وہ شیخ صاحب سے قید میں بُرا سلوک کرے۔ اس لئے اسی کے حوالے کیا۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے۔ تو نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس رکھا۔ اور خود معہ متعلقین کے مرید ہو گیا۔ اور صبح شام حلقہ۔ مراقبہ اور دوسرے سالکوں کو توجہ دینا بدستور اوقات مقررہ پر ہونے لگا۔ اور گرد و نواح کے لوگ آکر مرید ہونے لگے۔ اور ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا۔ جب اس امر کی اطلاع وزیر شیطان نظیر کو ہوئی۔ تو بادشاہ کو کہا قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو۔ شیخ کو کسی ایسے قلعے میں نظر بند کرنا چاہئے جو حصانت و متانت میں بے نظیر ہو۔ بادشاہ بھی یہ بات مان گیا۔ اور قلعہ گوالیار جو چھاؤنی سے چوبیس میل کے فاصلے پر ایک نہایت اونچی پہاڑی پر واقع تھا۔ اور ہندوستان کے تمام قلعوں سے مضبوط تھا۔ وہاں راتوں رات آنحضرتؒ کو معہ خلفا و مریدوں کے پہنچا دیا۔ اور وہاں کے نگہبانوں اور پاسبانوں کو تاکید کر دی۔ کہ کسی کو قلعہ کے اندر جانے کی اجازت نہ دینا۔ اور جہاں تک ممکن سے ممکن ہو شیخ اور اس کے خلفا کو سختی سے رکھو۔ بلکہ وزیر لعین نے اس بات کیلئے اپنے ایک رشتہ دار کو جو نہایت بدخلق اور شقی القلب تھا بھیجا۔

ذکر در بیان واقعات و حادثات کہ در ایام حبس حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ در قلعہ گوالیار واقع شدہ اند

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ قلعہ گوالیار میں پہنچے۔ تو حاکم قلعہ اور پاسبان وزیر اور بادشاہ کے حکم کے مطابق بڑی سختی سے پیش آئے۔ اسی اثنا میں جو خلفا آنجناب کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے سخت ناراض ہو کر پاسبانوں کو کہا کہ تمہاری ایسی تیسی تم خیال کرتے ہو گے۔ کہ بادشاہ نے ہمیں قید کر کے بھیجا ہے۔ یاد رکھو ہم حکم الٰہی سے یہاں آئے ہیں۔ اور ہمارے مدنظر اور کام ہیں۔ یہ کہکر اچھلے اور قلعہ کی دیوار پر جا بیٹھے اور کہنے لگے۔ کہ دیکھو ہم ابھی دیوار پھاند جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض خلفا نے اور کرامتوں کا اظہار کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑک کر فرمایا کہ کیا مجھ میں اظہار کرامت کی قدرت نہیں۔ جو تم کرنے لگے ہو۔ بات یہ ہے کہ ہم اس جفا کو برداشت کرنے کے لئے مامور ہیں

جب پاسبانوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو سب سٹ پٹائے اور توبہ کی۔ اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور عرض کی۔ کہ ہمیں اس معاملہ کی اطلاع نہ تھی۔ بعد ازاں وہ سب کے سب مرید ہو گئے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ ایام حبس میں اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرتے اور فرماتے۔ کہ یہ مصیبت ہماری شامت نفس کا نتیجہ ہے۔ اس سے بہت کچھ ہماری باطنی ترقی اور عروج ہو گا۔ قلعہ والوں میں سے ایک نے قید کی وجہ دریافت کی۔ تو آنجناب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ہماری شامت اعمال۔ اور یہ آیت پڑھی۔ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ۔ جو کچھ تمہارے ہاتھوں نے کمایا اسی کی وجہ سے تم پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہ قصور عمل کی دید آنجناب پر پورے طور پر غالب تھی۔ اور یاروں کو بھی فرماتے تھے۔ کہ نیک عمل کو خود پسندی اس طرح ملیا میٹ کر دیتی ہے۔ جیسے لکڑی کو آگ۔ جن دنوں آنجناب نظر بند تھے۔ آنحضرت اور آپ کے دو فرزندوں کے سوا تمام سالکوں اور اولیاء اللہ کی باطنی ترقی مسدود ہو گئی۔ آنجناب کے مخالف آپ کے نظر بند ہونے پر بغلیں بجاتے۔ اور آنجناب رضی اللہ عنہ کے حق میں طعن و ملامت کرتے تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں آنجناب رضی اللہ عنہ کے ایک مصاحب نے آپ کی خدمت میں ایک عرض داشت ارسال کی جس میں قبض حال باطنی اور ملامت خلق کی شکایت درج تھی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں یہ لکھا:۔

الحمد للہ وسلام علےٰ عبادہ الصٰلحین۔ صحیفہ شریفہ جو آپ نے خلقت کی ملامت اور جفا کے بارے میں لکھا تھا۔ پہنچا۔ یہ ان لوگوں کا محض خیال ہی خیال ہے۔ اور ان کے زنگار کیلئے بمنزلہ مصقلہ ہے۔ یہ قبض و کدورت کا باعث کیوں ہونا چاہیئے مجھے اس قلعہ میں بھیجا گیا۔ تو شروع شروع میں ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ شہروں اور گاؤں کے لوگوں کی ملامت کو نورانی لفافوں میں لپیٹ کر پے در پے مجھے بھیجتے ہیں۔ اور کام پستی سے بلندی کو پہنچ رہا ہے۔ میں نے کئی سال جمالی تربیت میں بسر کئے اور کئی منزلیں طے کیں۔ اب جلالی تربیت کی نوبت آئی۔ کہ میں اس سے منزلیں طے کروں۔ تو میرے لئے ضروری ہوا کہ صبر کیا بلکہ رضا کو اختیار کروں۔ اور جمال و جلال دونوں کو یکساں خیال کروں آپ نے جو لکھا ہے کہ جب سے نظر بندی وقوع میں آئی ہے۔ نہ ذوق رہا نہ حال۔ ضروری تو یہ تھا۔ کہ ذوق اور حال پہلے کی نسبت دگنا ہوتا۔ کیونکہ محبوب کی جفا اس کی وفا کی نسبت زیادہ لذت بخش ہوتی ہے۔ آپ نے تو عوام کے رنگ میں بات کی ہے۔ اور محبت ذاتیہ سے دور جا پڑے ہو

جلال کی قدر بہ نسبت جمال کے زیادہ ہوتی ہے۔ اور تکلیف کو راحت سے زیادہ تصور کرتے ہیں کیونکہ جمال اور انعام میں محبوب کی مراد کے ساتھ اپنی مراد بھی ملی ہوئی ہے۔ اور جلال اور تکلیف میں خالص محبوب کی مراد ہوتی ہے۔ جو محب کی مراد کے خلاف ہوتی ہے۔ یہاں پر جو وقت اور حال وارد ہے۔ وہ سابقہ وقت اور حال سے مختلف ہے۔ ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے ٭

انہیں دنوں ایک مکتوب آنجناب نے میر محمد نعمانؒ کی طرف ارسال فرمایا وہ یہ ہے:-

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰے مخفی نہ رہے۔ کہ جب تک میں عنایت الٰہی سے کہ وہ عنایت اللہ تعالےٰ کے غضب اور جلال کی صورت میں متجلی ہوئی قید خانے میں نظر بند ہوتا۔ تو ایمان شہودی کے تنگ کوچے سے کبھی نہ گذرتا۔ ظلال خیال و مثال کے کوچوں سے نہ نکلتا۔ ایمان بالغیب کی شاہراہ میں مطلق العنان نہ ہوتا حضور سے غیب میں۔ عین سے علم میں۔ اور پورے طور پر استدلال کو نہ پہنچتا۔ دوسروں کے عیبوں کو ہنر اور ہنروں کو عیب بڑے کامل ذوق اور وجدان سے حاصل نہ کرتا۔ بے ننگی و بے ناموسی کے خوشگوار شربت اور خواری و رسوائی کے مزے دار مربے نہ چکھتا۔ خلقت کی ملامت و طعن کے جمال کا حظ نہ اٹھاتا۔ لوگوں کی جفا و بلا کی حس سے محظوظ نہ ہوتا۔ اور مردے کی طرح غسال کے ہاتھ میں پڑ کر بالکل ترک ارادہ و اختیار نہ کرتا۔ اور آفاق و انفس کے سر رشتہ اور تضرع۔ التجا۔ انابت۔ استغفار۔ ذل اور انکسار کی حقیقت کو حاصل نہ کر سکتا۔ اور اللہ تعالےٰ کی بے پرواہی کے بلند مرتبہ قنطاس کو جو عظمت اور کبریائی کے پردوں میں محفوظ ہے۔ نہ دیکھ سکتا۔ اور اپنے آپ کو ایک خوار و ذلیل۔ بے اعتبار بے ہنر۔ بے اقتدار۔ محتاج۔ اور مفتقر معلوم نہ کر سکتا۔ "وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ" اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو۔ جی تو سکھاتا ہے برائی۔ مگر جو رحم کیا میرے رب نے بیشک میرا رب ہے بخشنے والا مہربان ٭ اگر اس مصیبت کے گھر (محبس) میں اللہ تعالےٰ کا فضل محض متواتر فیوض واردات اور پے در پے عطیات و انعامات اس مسکین شکستہ بال کے شامل حال نہ ہوتے۔ تو قریب تھا کہ میں ناامید ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ جس نے مجھے اس مصیبت کے وقت آرام میں رکھا جفا کی وقت

مجھے عزت سے رکھا۔ قضا کی حالت میں مجھ سے نیکی کی۔ اور خوشی غم۔ رنج اور تکلیف کے وقت شکر کی توفیق دی۔ اور مجھے انبیا کی متابعت پر رکھا۔ اور مجھے اولیا و صلحا کے آثار اور ان کی محبت پر قائم رکھا۔ اللہ تعالےٰ کا درود اور سلام انبیا علیہم السلام پر ہو +

انہیں دنوں آنجناب کے خلفا اور مرید اور اہل و عیال بہت گھبرائے۔ کہ اس نظر بندی سے آنجناب کی کب رہائی ہوگی۔ جب اُن کی گھبراہٹ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اُن کی تسلی و تشفی کی۔ کہ خاطر جمع رکھو کہ جس کام کے لئے میں نے اس قید کو اختیار کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُسے سرانجام کر دیا ہے۔ اب عنقریب ہی اس قید سے رہائی ہوگی۔ لوگوں نے یہ خوشخبریاں سُنکر بہت خوشیاں منائیں +

اسی سال آنجناب کے بڑے خلیفہ شیخ احمد برکی کا وصال ہوگیا۔ جب اس کی اطلاع آنجناب کو ہوئی۔ تو بہت افسوس کیا۔ اور فاتحہ پڑھا +

میر سید احمد علیہ الرحمۃ جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مقبول تھے۔ فرماتے ہیں کہ جن دنوں بادشاہ نے آنجناب کو تکلیف دی۔ مَیں دکن میں تھا۔ مجھے اس معاملے کی کوئی خبر نہ تھی۔ کہ مَیں نے اچانک سُنا کہ بادشاہ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو زبردستی بلا کر شہید کر دیا۔ اس وحشت اثر خبر کو سنکر میں بہت گھبرایا۔ اور حیران و پریشان رہ گیا۔ بازار میں آیا کہ معلوم کروں۔ یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ۔ دیکھا۔ کہ بازار کے ایک کونے میں چند سوداگر اترے ہوئے ہیں۔ مَیں اُن کے پاس گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اُن میں سے ایک نے میرا چہرہ غمگین دیکھ کر وجہ پوچھی۔ مَیں نے وہ وحشت ناک خبر سُنائی۔ اُس نے پردرد دل سے آہ سرد بھری۔ اور اُس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں مجھے کہا۔ کہ خاطر جمع رکھو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ زندہ ہیں۔ لیکن ہیں قید۔ مجھے اس کے مراقبہ کرنے اور غیب کی خبر دینے سے حیرت ہوئی۔ مَیں نے پوچھا کیا تم نے آنحضرت رضے اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اُس نے کہا مَیں آنجناب فیض مآب کا ادنےٰ مرید ہوں۔ یہ سنکر میں اُسے بڑی منت و سماجت سے گھر لیگیا۔ اور اس کی ہمنشینی سے اپنے دل کو تسلی دی۔ میں نے پوچھا کہ تم کتنا عرصہ آنجناب کی خدمت میں رہے۔ اور کیا کچھ حاصل کیا۔ اور تم کیونکر مرید ہوئے۔ اس نے کہا۔ مَیں پنجاب کا رہنے والا ایک سوداگر ہوں

میرے دل میں حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی محبت بکثرت تھی چنانچہ ہر روز نماز کے بعد ان کی روح پرفتوح کے لئے فاتحہ پڑھا کرتا۔ اور بڑی عاجزی سے اپنی ضرورتیں اُن سے عرض کیا کرتا تھا۔ اور سلسلہ قادریہ کے وظائف و اذکار کیا کرتا تھا +

ایک رات حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو نیند اور بیداری کی بیچ حالت میں دیکھا۔ مَیں نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں بھی کوئی پیر ہونا ضروری ہے۔ مَیں نے عرض کیا مشائخ زمانہ میں سے جو سب سے کامل ہو جناب فرمائیں۔ مَیں اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاؤنگا۔ آنجناب رضے نے فرمایا کہ سرہند میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ جو ظاہری و باطنی علوم کے جامع اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں +

میں نے حسب الارشاد علے الصباح سرہند کی راہ لی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حقیقت واقع عرض کی۔ آنجناب رضے نے میرے حال پر عنایت فرمائی۔ اور جذبہ و سلوک سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اور تھوڑی مدت میں میرا کام سنوار دیا +

جن دنوں حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ نظر بند تھے۔ آنجناب رضے کے ایک مخلص نے بتایا۔ کہ رات مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہ لوگ ہر طرف سے گروہا گروہ دوڑے چلے آرہے ہیں۔ مَیں نے پوچھا خیر ہے کیوں دوڑتے ہو؟ انہوں نے کہا حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اس سنگین قلعہ میں نظر بند ہیں۔ اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ اصحاب آنجناب رضے کی خبر پرسی کیلئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اس لئے لوگ اُن کی زیارت کو دوڑے چلے آرہے ہیں۔ میں بھی ان میں شامل ہو گیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوق دیدار مجھ پر غالب آیا۔ جب میں اس قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچا۔ تو لوگوں کا شور و غل تھما۔ اور خلقت صفیں باندھ کر کھڑی ہو گئی۔ ایک گھڑی بعد شہر میں شور مچ گیا۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو حبس سے رہا فرما دیا۔ اور جس کام کیلئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس قید کو اختیار کیا تھا۔ وہ کام اللہ تعالےٰ نے سرانجام کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں میری نگاہ ایک سوار پر پڑی۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ سوار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما

ہیں۔ اور اُن کے پیچھے پیچھے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آ رہے ہیں۔ میں نے حضرت عثمان رضے اللہ عنہ کے زانوئے مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیا۔ اور مارے شوق کے میں رونے لگا۔ حضرت عثمان رضے اللہ عنہ نے مجھے فرمایا۔ کہ جب مجھے یاد کروگے میں حاضر ہو جاؤنگا جب میں جاگا تو دیکھا۔ کہ میری آنکھوں سے چشمہ کی طرح آنسو جاری ہیں +

ذکر دربیان

سال ہفتصد و ہیجدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ بغی کردن امرایان ہند بر سلطان خود و نگونسار افگندن آنحضرت سلطان را از تخت و خلاص شدن آنجناب از حبس و مرید شدن سلطان ہند بخدمت حضرت قیوم اول و منع شدن سجدہ سلطان را و بنا مساجد و مدارس و ترویج یافتن دین اسلام از توجہ شریف آنجناب رضے اللہ تعالیٰ عنہ

جب ہند کے امرا مثلاً خانخانان، خان اعظم۔ سید حمید جہان۔ اسلام خاں مہابتخاں مرتضےٰ خاں۔ قاسم خاں۔ تربیت خاں۔ خاں جہان لودہی۔ سکندر لودہی۔ حیات خاں اور دریا خاں وغیرہ جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب کے حبس کی وحشت اثر خبر سُنکر بہت غمگین ہوئے اور جنگ کی تیاریوں کے لئے باہمی خط و کتابت کی۔ آخر سب کی یہ صلاح ٹھیری کہ کابل کے حاکم مہابتخاں کو اپنا سردار مقرر کیا جائے اور باقی کے امرا جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ فوج اور خزانے سے اس کی مدد کریں۔ علاوہ ازیں بدخشان خراسان اور توران کے بادشاہوں سے جو کہ آنحضرت کے مرید ہیں۔ مدد طلب کرنی چاہیے مذکورہ بالا امرا نے پوشیدہ طور پر خزانے اور فوجیں کابل بھیجدیں۔ مہابت خاں نے بھی اس بڑی مہم کو اپنے ذمے لیا۔ اور ہمہ تن اس میں مشغول ہو گیا۔ دوسری ولایتوں کے بادشاہ بھی آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے محبس میں پڑے ہونے کی خبر سُنکر نہایت غمگین ہوئے۔ حتی المقدور سب نے مہابت خاں کی مدد کی۔ چنانچہ ہزارہا سپاہی ہر روز ان کی طرف سے کابل میں داخل ہوتے تھے۔ کابل اور پشاور کے گردونواح کے مغل اور پٹھان جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مرید تھے وہ بھی مہابت خاں سے آملے۔ جب مہابت خاں کے پاس کافی فوج ہو گئی۔ تو بادشاہ

کی اطاعت سے سر پھیرا۔ تو خطبہ اور سکے میں سے بادشاہ کا نام نکال دیا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر بہت گھبرایا۔ اور وزیر ابلیس نظیر و بدتدبیر اور دوسرے امرا سے صلاح و مشورہ کیا۔ بعض نے رائے دی۔ کہ پہلے شیخ صاحب کو معہ خلفا قتل کرو۔ اور پھر باغیوں کی بیخ کنی کرو۔ وزیر نے کہا یہ مصلحت وقت نہیں۔ کیونکہ یہیں تحقیق ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے سارے لشکر اس بات پر آمادہ ہیں۔ اور خراسان۔ بدخشان اور توران کے بادشاہ بھی اُن کی مدد پر تلے ہوئے ہیں۔ بلکہ ہروزان کی طرف سے انہیں مدد پہنچ رہی ہے۔ اور بہت سے مغل پٹھان بھی اُن سے آملے ہیں۔ اگر موقع آن پڑے اور دشمن بھی بسبب کثرت غالب آجائے تو ہمارے لشکر میں جتنے شیخ صاحب کے مرید ہیں۔ سب اُن سے ملجائینگے اور ہمارے دشمن بنجائینگے۔ اور شیخ صاحب کے بیٹوں کو جو ہماری قید میں نہیں۔ انہیں شیخ صاحب کا جانشین مقرر کرلیں تو یہ معاملہ لاعلاج ہوجائیگا۔ اس سے اچھی تدبیر اور کوئی نہیں کہ پہلے ہم اُن مخالفوں کو پیغام بھیجیں۔ اگر تم نے فساد برپا کیا۔ تو یاد رکھو کہ تمہارے شیخ صاحب کو قتل کردیا جائیگا۔ اگر اس طور سے سب شورش سے باز آجائیں تو بہتر ورنہ اپنے معتبر آدمیوں کو قلعہ گوالیار میں مقرر کردینا چاہئے۔ اور جو میرا بھائی وہاں پہلے سے موجود ہے۔ اُسے سخت تاکید کی جائے۔ کہ شیخ صاحب کو بڑی احتیاط سے رکھے۔ اور کسی کو نہ قلعہ کے اندر جانے دے۔ اور نہ قلعہ سے باہر نکلنے دے۔ اور ہم مخالفوں سے جنگ میں مشغول ہوجائیں۔ اور اپنا کارآزمودہ لشکر منتخب کرکے لڑائی کے لئے بھیجدیں۔ اور ان کی مدد کے لئے خود بادشاہ کو بھیجیں۔ اگر فتح ہمیں ہوئی۔ تو پھر نہ ہندوستان میں اور نہ کسی اور ولایت میں مقابلہ کی جرأت ہوگی۔ اگر ہمیں شکست ہوئی۔ تو ہم میں بھی مقابلہ کی طاقت نہ رہیگی۔ اس صورت میں ہم شیخ صاحب کو جس سے نکال اُن سے خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن شریف کی قسم لینگے۔ کہ ہمارے برخلاف لوگوں کو نہ اکسائیں۔ اور شیخ صاحب کے وسیلے سے ہم مخالفوں سے صلح کرلیں گے۔ اور شیخ صاحب کو ہمیشہ عزت کیساتھ اپنے لشکر میں رکھینگے۔ تاکہ فساد کا اندیشہ ہی نہ رہے۔ بادشاہ اور دوسرے امرا نے اس تجویز کو پسند کیا۔ وزیر نے اپنے ایک ہزار معتبر آدمی قلعہ پر مقرر کئے۔ اُن میں سے اکثر اس کے رشتہ دار تھے۔ انہیں بھی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی محافظت کی سخت تاکید کی۔ سو مقلب القلوب نے ان کے دلوں کے قفل بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی توجہ سے کھول دئے۔ چنانچہ

وزیر کا بھائی معہ اپنے متعلقین کے آنحضرت رضے اللہ عنہ کا مرید بن گیا۔ لیکن اپنے مرید ہونے کو شاہی لشکر پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ بلکہ بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ آپ خاطر جمع رکھیں کہ میں احتیاط میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگا۔ بادشاہ نے باغی سرداروں کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر تم نے شورش کی۔ تو ہم شیخ صاحب کو قتل کر دینگے۔ انہیں آنحضرتؒ کے فرمان کے مطابق یقیناً معلوم تھا۔ کہ بادشاہ اور کسی قسم کی تکلیف آنحضرت رضی اللہ عنہ کو نہیں پہنچا سکتا۔ علاوہ ازیں قلعہ بھی آنحضرت کے قبضہ میں تھا۔ اور قلعدار سب کے سب آنجناب کے مرید ہو چکے تھے۔ اگر بادشاہ سالہا سال بھی کوشش کرتا۔ تو بھی قلعہ ہاتھ نہ آتا۔ اس واسطے انہوں نے بادشاہ کے کہنے کی ذرا پرواہ نہ کی۔ بادشاہ ایک جرار لشکر لے کر لڑائی کے ارادے سے کابل کی طرف بڑھا۔ مہابت خاں کا بھی بے شمار لشکر مقابلے کے لئے تیار ہوا جس وقت بادشاہ روانہ ہوا۔ تو جو امیر ہندوستان میں تھے۔ سب باغی ہو گئے۔ اور بادشاہی آدمیوں کو اپنے اپنے علاقوں سے نکال دیا۔ اور حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں۔ کہ آنحضرت قلعہ سے نکلکر تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ تم جو اس قدر شورش کرتے ہو۔ مجھے سلطنت کی خواہش نہیں۔ مجھے اور ہی کام ملحوظ تھا۔ جس کے واسطے میں نے برضا و رغبت یہ نظر بند ہونا منظور کیا۔ جب وہ کام ہو چکے گا تمہاری کوشش کے بغیر ہی اس قید سے رہا ہو جاؤنگا۔ بہتر یہ ہے۔ کہ اس شورش سے باز آجاؤ۔ اور اپنے بادشاہ کے فرمانبردار بنے رہو۔ خاطر جمع رکھو میں بھی انشاء اللہ عنقریب رہا ہو جاؤنگا +

یہ فرحت اثر خبر سنکر تمام امیر بغاوت سے باز آگئے۔ جب بادشاہ منزلیں طے کرکے دریائے جہلم پر پہنچا۔ تو ادھر سے مہابت خاں نے بھی دریائے مذکور کے دوسرے کنارے پر آکر خیمے نصب کر دئے۔ مہابت خاں نے اپنے لشکر کو تتر بتر کر دیا۔ اور ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ لشکر اب اس کے بس میں نہیں رہا۔ صرف تھوڑے سے سوار اس کے پاس رہ گئے۔ بادشاہ کے لشکر میں جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مرید تھے انہوں نے مہابت خاں کے اشارے سے مہابت خاں پر حملہ کیا۔ مہابت خاں بھاگ اٹھا بادشاہ نے اس کا پیچھا کیا۔ تو مہابت خاں نے سارا لشکر یکبارگی اکٹھا کرکے بادشاہ کو گھیر کر پکڑ لیا۔ وزیر بدتدبیر باقی لشکر سمیت اور بندوبست میں مشغول تھا۔ بادشاہ کے گرفتار

ہو جانے کی خبر سُنکر بہت حیران ہوا۔ بہتیرا گھبرایا۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ آخر جاکر مہابتخاں سے معافی مانگی۔ مہابت خاں وزیر پر سخت ناراض ہوا۔ اور گوُہ کا توبرا اُس کے منہ پر چڑھا دیا۔ اور کہا یہ ساری شرارت تیری ہے۔ کہ تو نے آنحضرت رضے اللہ عنہ کو قید کرایا۔ اور اب معافی مانگتا ہے۔ اس نے توبہ کی۔ اور بادشاہ نے بھی معافی مانگی۔ اور کہا کہ مَیں نے آنحضرت رضے اللہ عنہ کی قدر نہ کی۔ جہالت کے سبب مجھ سے یہ گستاخی سرزد ہوئی۔ اب مَیں اپنے کئے سے سخت نادم و پشیمان ہوں +

اسی اثنا میں مہابت خاں کو خانخاناں وغیرہ امرا کی طرف سے خط پہنچا جس میں لکھا تھا۔ کہ فتنہ و فساد کو فرو کر دو اور بادشاہ کی اطاعت کرو۔ کیونکہ آنحضرت نے ایسا فرمایا ہے"۔ مہابت خاں نے بادشاہ سے آنجناب کی رہائی کے لئے عہد و پیمان لیا۔ اور اس کی جان بخشی کی بادشاہ نے تردل سے اس بات کو منظور کیا۔ مہابت خاں نے بادشاہ کو چھوڑ دیا۔ اور تخت سلطنت پر بٹھاکر خود دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور سوائے سجدہ کے باقی تمام آداب سلطنت بجالایا۔ اور اپنے قصوروں کی معافی مانگی۔ اور بادشاہ کو بتایا۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے آپ کی اطاعت کیلئے حکم بھیجا ہے۔ بادشاہ نے اس کے قصور معاف کر کے شاہانہ مہربانیوں سے سرفراز فرمایا +

بادشاہ تین دن اور بقول بعض سات دن تک مہابت خاں کے پاس نظر بند رہا بعض کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ عرصہ رہا۔ بعض مؤرخوں نے جنہوں نے بادشاہوں کے حالات لکھے ہیں۔ بادشاہ کا دریا سے عبور کرنا اور مہابت خاں کے ہاتھ میں گرفتار ہونا۔ اور طرح سے بیان کیا ہے لیکن یہ اقوال معتبر آدمیوں سے سنکر یہاں لکھے گئے ہیں +

بعدازاں بادشاہ نے کشمیر کا رخ کیا۔ بادشاہ ہر روز حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی رہائی کے لئے حکم کرتا۔ لیکن وزیر ابلیس نظیر اپنے خبث باطنی کی وجہ سے اس حکم کے بجالانے میں دیر کر دیتا۔ شاہزادہ شاہجہان اور بادشاہ کی بیگم نور جہان دونوں نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی رہائی کے لئے بڑی کوشش کی۔ بلکہ شاہزادہ نے تو بارہا باپ کو کہا۔ کہ مَیں دیکھتا ہوں۔ عنقریب ہی اس سلطنت پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے۔ کیونکہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو جو تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ قید کر رکھا ہے۔ یہ وزیر بڑا منحوس ہے شیخ صاحب کے بارے میں اس کی

بات پر یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سیر عظمت و جلالت کے اسماء و صفات سے ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ اور علاوہ ازیں بعض امور جو دین اسلام کو رواج دینے کے متعلق تھے۔ انکی خاطر آنجناب نے اپنے واسطے قید اختیار کی چونکہ یہ باتیں حاصل نہ ہو چکی تھیں۔ اس لئے شاہزادہ کی کوشش کارگر نہ ہوتی تھی۔ شاہزادہ شاہجہان کو محض اسی کوشش کے واسطے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں داخل کیا اور اُسے ظاہری سلطنت بھی عنایت فرمائی۔ چنانچہ آج تک یہ سلطنت اس کی اولاد میں قائم ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم شاہجہان کے حقوق ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے تمام سلسلہ علیہ پر اس کا حق ہے +

القصہ جب الٰہی جلالی تربیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روبزوال ہوئی۔ اور پرورش جمالی کا اظہار نمودار ہوا۔ تو اب وہ وقت آگیا کہ اللہ تعالےٰ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حنفی مذہب کو زیب و زینت بخشے۔ اور دین اسلام کو رواج ہو۔ ظلمت و بدعت اور کفر نگونسار ہوں۔ مذاہب اور سلاسل کی تمام کجیاں دور ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کو رونق اور فرحت ہو۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا۔ کہ جس کام کیلئے تم نے اپنے واسطے قید کو اختیار کیا تھا۔ وہ ہم نے اپنے فضل و کرم سے سرانجام کر دیا ہے اور جو تمہارا مقصود تھا۔ وہ ہم نے عطا کر دیا۔ اب اس قید سے اپنے آپ کو رہا کرو۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور یہ خوشخبری اپنے خلفا اور مریدوں کو سنائی۔ یہ سُنکر سب کے سب نہایت ہی خوش ہوئے بسبب اللہ تعالےٰ کا شکر بجالائے +

اسی اثنا میں ایک رات بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور خاص ندیم اور مخصوص یار حاضر تھے۔ اور مجلس عیش و نشاط گرم تھی۔ کہ اچانک بادشاہ نے اپنے ندیموں کو کہا۔ کہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آرہے ہیں۔ لوگوں نے متعجب ہو کر کہا کہ شیخ صاحب تو گوالیار میں ہیں۔ اور آپ کشمیر میں ان دونو شہروں کے درمیان کوئی دو مہینے کا رستہ ہے۔ بادشاہ نے کہا دیکھو ابھی آئے۔ اتنے میں آنحضرت رضی اللہ عنہ شاہی مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ آنحضرت کی تشریف آوری سے تمام حاضرین مجلس

حیران رہ گئے۔ حضرت قیوم اوّل رضے اللہ عنہ نے بادشاہی تخت مع بادشاہ اُٹھایا۔ اور بڑے زور سے زمین پر پٹک کر غائب ہو گئے۔ بادشاہ کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ لوگوں نے اٹھایا۔ دیر تک غشی کی حالت میں رہا۔ جب ہوش آیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ طرح طرح کی بیماریاں لاحق ہو گئی ہیں۔ چنانچہ بول بند ہو گیا۔ شاہزادہ شاہجہان نے باپ کو ملامت کی۔ کہ میں نے نہیں کہا تھا۔ کہ تم کسی بلائے عظیم میں گرفتار ہو گے۔ اس منحوس وزیر کی بدولت تمہیں اور بھی تکلیف اٹھانی ہو گی۔ بادشاہ سخت شرمندہ و پشیمان ہوا۔ اسی وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ جس میں اپنی خطاؤں کی بہت بہت معافی مانگی۔ اور عرض کر بھیجی کہ جناب قلعہ گوالیار سے لشکر میں تشریف لائیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے جواب میں لکھا۔ کہ میرا آنا چند شرطوں سے ہو گا۔ اگر وہ شرطیں تمہیں منظور ہوں۔ تو میں آؤنگا۔ ورنہ نہیں۔ اوّل یہ کہ سجدہ کرانا موقوف کرو۔ دوسرے یہ کہ ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں جو مسجدیں گرائی گئی ہیں انہیں از سر نو تیار کرواؤ۔ اور اپنے دربار عام کے دروازے پر ایک مسجد بنواؤ۔ تاکہ مسلمان آکر اُس میں نماز ادا کریں۔ تیسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرو۔ اور حکم دے دو کہ تمام ممالک محروسہ میں ہر گاؤ اور قصبہ میں گاؤ کشی ہو۔ چوتھے تمام اہل خدمات شرع مثلاً قاضی۔ محتسب مفتی وغیرہ مقرر ہوں۔ پانچویں کافروں سے جزیہ لیا جائے۔ چھٹے تمام احکام شریعت کو کما حقہ رواج ہو۔ اور باطل رسوم و آئین کو ترک کیا جائے۔ بدعت دور کی جائے۔ ساتویں تمام قیدی رہا کئے جائیں۔

ادھر بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ یہ تیرے امراض حضرت قیوم اول کی دعا کے سوا دور نہیں ہونگے۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کی توجہ کے بغیر تیری سلطنت بھی قائم نہیں رہیگی۔ اس واسطے بادشاہ نے ان تمام شرطوں کو منظور کیا۔ اور اپنے بہت سے عمدہ عمدہ امرا کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ تاکہ انہیں نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر شاہی میں لائیں۔ جب وہ پہنچے تو آنحضرت بھی امر الٰہی کے مطابق قلعہ سے باہر آئے۔ اور جو قیدی مدتوں سے اس قلعہ میں پڑے سڑ رہے تھے۔ انہیں بھی رہا کیا۔ انہوں نے عرض کی کہ اب اس کو چھوڑ کر اور کہاں جائیں۔ اس واسطے وہ بھی

آنجناب کے ہمراہ ہوئے۔ چنانچہ اب تک ان کی اولاد سرہند میں موجود ہے۔ ہندوستان کے باقی تمام قیدی بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق رہا کئے گئے۔ اثنائے راہ میں جس شہر قصبے یا گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں مسجدیں اور مدرسے تعمیر کراتے۔ اور اہل خدمات شرع مقرر فرماتے۔ اور جا بجا گاؤکشی کیلئے قصاب مقرر فرماتے۔ حسب الارشاد سرہند میں پہنچے۔ تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے خوشیاں مناتے۔ آنجناب کے استقبال کو آئے۔ اکثر شعرا نے اس خوشی میں مدحیہ قصائد بڑی خوش الحانی اور دلکش آواز سے پڑھے +

ایک روایت ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خود فرمایا۔ کہ ضرور پڑھو اور خوشی مناؤ۔ کیونکہ خوشی کا دن ہے۔ آنحضرت سرہند میں تین دن اور بقول بعض زیادہ دن رہکر شاہی لشکر کی طرف جو اس وقت کشمیر میں تھا۔ روانہ ہوئے۔ لیکن بڑے لڑکوں کو آنجناب رضؓ نے سرہند میں چھوڑا۔ بادشاہ نے آنجناب کے استقبال کے لئے اپنے بیٹے اور وزیر کو بھیجا۔ جو آنحضرت کو نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر میں لے آئے۔ بادشاہ بیماری کے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس میں اٹھنے کی بھی طاقت نہ تھی۔ جب آنحضرت رضؓ بادشاہ کے بستر کے قریب تشریف لے گئے۔ تو بادشاہ نے دعائے شفا کے لئے التماس کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تمہاری شفا شرعی کام کے اجرا پر موقوف ہے۔ عرض کی جو شرطیں جناب رضؓ نے فرمائیں تھیں۔ وہ تو میں نے قبول کر لیں +

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وضو کیلئے پانی منگایا۔ تاکہ نماز ادا کر کے بادشاہ کی شفا کیلئے دعا کریں۔ وضو کیلئے سنہری لوٹا اور تھال لائے۔ آنحضرت نے فرمایا سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے۔ بادشاہ نے پوچھا حرام کسے کہتے ہیں۔ آنجناب رضؓ نے فرمایا حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہو۔ بادشاہ کو دین اسلام سے یہ مناسبت کہ اتنا نہیں سمجھتے کہ حلال حرام کسے کہتے ہیں۔ بادشاہ کی بیگم نورجہان جو پس پردہ بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ کمال درجہ کی فہیمہ اور عقیلہ تھی۔ اس نے بلوری لوٹا اور تھال وضو کیلئے بھیجا۔ آنجناب نے وضو کر کے نماز ادا کی۔ اور نماز سے فارغ ہو کر بادشاہ کی شفا کیلئے تیار ہوئے تو بادشاہ کو فرمایا میں دعا کرتا ہوں! و تم رو دو۔ تاکہ حق تعالےٰ تم پر رحم کرے۔ بادشاہ نے

کہا مجھے رونا تو نہیں آتا۔ ہاں میں اپنے سر کو ننگا کرتا ہوں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا دعا کرنا تھا۔ کہ بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ اٹھ کر آنجناب کی خدمت میں ہو بیٹھا۔ اور توجہ کی۔ آنجناب نے اُسے اپنا مرید بنایا۔ اسی وقت بادشاہ نے قطعی حکم دیدیا کہ تمام ممالک محروسہ کے ہر شہر۔ قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں۔ اور کھلم کھلا بازاروں اور گلیوں میں گائے کا گوشت فروخت ہو۔ اور تمام شہروں میں قاضی اور محتسب مقرر ہوں۔ اور تاکیدی حکم دیا۔ کہ ہر قسم کی بدعت ملک سے دور کی جائے۔ کافروں سے لڑا۔ اور اپنے آپ کو سجدہ کرانے سے لوگوں کو منع کیا اور اس بُرے فعل سے توبہ کی۔ اور ایک گائے منگا کر اپنے ہاتھ سے اُسے ذبح کیا۔ باقی امیروں نے بھی دربار عام کے دروازے پر گاؤکشی کی۔ اور گائے کے گوشت کی کباب بادشاہ نے وزیروں سمیت لیکر کھائے۔ دربار عام کے دروازے کے قریب مسجد بنوائی۔ بادشاہ امرا سمیت اس مسجد میں آیا اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو امام بنا کر نماز باجماعت ادا کی۔ مسلمان خوش ہوئے۔ اور دین اسلام کو زیب و زینت حاصل ہوئی۔ شریعت کو رواج ہوا۔ رونق پائی۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچہ ہوا۔ ظلمت و بدعت مٹ گئی۔ ملک ہند کے تمام حامی اسلام باشندے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ممنون احسان ہوئے۔ اور اس نعمت عظمےٰ کا شکریہ بجالائے۔ اور حسب ذیل شعر گانے لگے ؎

بسیط روئے زمیں باز گشت آباداں — بلطف خارق آں قطب مصدر عرفاں

تو دادی منبر اسلام انشست صلیب — تو برگرفتی ناقوس را بجائے اذاں

زبازوے تو قوی گشت بازوے اسلام — کہ از تصادم کفار گشتہ بُد ویراں

تمثیل معارج النبوت اور اور کتابوں میں جو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات میں لکھی گئی ہیں مندرج ہے۔ کہ جب طنطنہ محمدی کا شہرہ تمام جہان میں ہو گیا۔ اور دن بدن دین اسلام کو ترقی اور رونق ہونے لگی۔ تو کفار قریش دیکھکر جلنے لگے۔ وہ دن رات اسی فکر میں تھے۔ کہ کسی قسم کی تکلیف جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائیں۔ چنانچہ ایک روز مسجد الحرام میں جمع ہو کر مشورہ کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی خاص جگہ قید کیا جائے

اور خرید و فروخت اور لین دین ان سے بند کر دیا جائے۔ اور شہر کے باقی آدمیوں کو بھی منع کیا جائے کہ ان سے لین دین نہ کریں۔ اور عرب کے تمام قبیلے ان سے صلہ رحم کو قطع کر دیں۔ اس بارے میں ایک کاغذ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکا دیا۔ اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو معہ بنی ہاشم اور دوسرے صحابہؓ کے شعب میں جسے شعب ابو طالب کہتے ہیں۔ نظر بند کر دیا۔ اور اس کے گرد نواح پہرہ بٹھا دیا۔ کہ اُن میں سے کوئی باہر نہ آنے پائے۔ ان میں سے اگر کوئی بیچارہ ضرورت کے واسطے نکلتا بھی تو اُسے بہت بہت تکلیفیں پہنچائی جاتیں۔ شہر کے کسی باشندے کو قدرت نہ تھی۔ کہ ان سے خرید و فروخت کرے۔ جب کوئی سوداگر آتا تو یہ شعب سے نکل کوئی چیز اُن سے خریدتے لیکن قریش مسلمانوں کو تکلیف دینے کیلئے۔ اس چیز کی چوگنی قیمت دیکر خرید لیتے۔ اور وہ بیچارے خالی ہاتھ واپس چلے جاتے مسلمانوں کے لئے بڑا نازک موقعہ تھا۔ ہفتے کے بعد بصد مشکل ایک آدمی کو ایک کھجور کھانے کیلئے ملتی۔ اور بسا اوقات یہ بھی ہاتھ نہ آتی۔ بیچاروں کے پاس لباس بھی نہ تھا۔ اور جو تھا بھی وہ بھی پھٹا پرانا اور میلا کچیلا۔ بھوک سے قریب المرگ ہو چکے تھے۔ تین سال یہی کیفیت رہی۔ بعثت کے ساتویں سال شعب میں داخل ہوئے۔ اور دسویں سال تک ان کے بعض رقیق القلب رشتہ دار چوری چوری ان کے لئے کھانا بھیجتے۔ جب دوسرے قریش مثلاً عمر ابن ہشام اور ابو جہل وغیرہ کو اس امر کی اطلاع ہو جاتی۔ کہ کسی نے کوئی چیز شعب میں بھیجی ہے۔ تو وہ اس سے لڑتے +

ایک روز حکیم بن حزام نے اپنے یار کو کہا۔ کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ ہم تو نعمت و راحت میں زندگی بسر کریں اور ہمارے بھائی۔ بہن۔ اور ماں۔ باپ شعب میں فاقہ مست ہوں۔ اس نے کہا میں بھی اس سے سخت ناراض اور رنجیدہ ہوں آؤ کسی اور کو بھی اس معاملے میں اپنا طرف دار بنا لیں۔ دونو متفق ہو کر ابو سفیان کے پاس آئے۔ اور یہ تجویز پیش کی۔ اس نے کہا اوروں کو بھی اس میں شریک کر لینا چاہیئے اتفاقاً ابو البختری نے بھی یہی تجویز پیش کی۔ یہ تینوں ملے اور مذکورہ بالا مشورہ کیا۔ اور آخر قرار پایا۔ کہ جس طرح ہو سکے کل وہ کاغذ پھاڑ دو۔ جو قطع صلہ رحم کے بارے میں کعبہ معظمہ کے دروازے پر ہے۔ ابن حزام نے کہا میں بات شروع کرونگا۔ اور تم نے میری

تائید کرنا۔ دوسرے دن جب قریش مسجد الحرام میں اکٹھے ہوئے۔ تو حکیم ابن حزام نے اپنی ساتھیوں میں سے ایک کو کہا۔ مَیں نے سُنا ہے تو نے اپنے رشتہ داروں کو شعیب میں کھانا بھیجا ہے۔ اُس نے کہا ہاں میں نے بھیجا ہے۔ پھر حکیم نے کہا تو نے خوب کیا۔ صلہ رحم کا حق ادا کیا۔ اتنے میں ابوجہل لعین بھڑک اٹھا۔ اور بڑے غصّے سے کہنے لگا۔ تو نے کیوں بھیجا حکیم ابن حزام اور ابو البختری نے کہا اس صلہ رحم سے کیونکر منع کرتے ہو بخدا ہم بھی ایسا ہی کرینگے۔ اور صلہ رحم بجالائینگے۔ اور اس کاغذ کے پُرزے پُرزے کر دینگے ابوسفیان نے بھی بہت سے قریش سے اُن کی مدد کی۔ اور ابوجہل سے مناظرہ کیا۔ ابوجہل نے کہا۔ تم یہ سارا منصوبہ پکا کر آئے ہو۔ اسی اثنا میں ابوطالب نے شعب میں سے آکر کہا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اس کے معبود نے خبر دی ہے۔ کہ یہ کاغذ جس میں صلہ رحم کی قطع کی بابت لکھا گیا ہے۔ اس پر ایک کیڑا مقرر کیا ہے۔ جو خدا کے نام کے سوا باقی تمام حروف کھا گیا ہے۔ اگر محمد اس خبر میں سچا ہے۔ تو اُسے معہ صحابہ رہا کر دو۔ اور اگر جھوٹا ہے۔ تو مَیں محمدؐ کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ جو تمہارے دل میں آئے کرنا۔ سب قریش اس بات کو مان گئے۔ اور اس کاغذ کو وہاں سے اتار کر کھولا۔ دیکھا تو واقعی بسمک اللھم "جو زمانہ جاہلیت کی بسم اللہ تھی" کے سوائے باقی تمام حروف کیڑا کھا گیا ہے اور کاغذ پر سیاہی کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ دیکھ کر قریش نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رہا کیا۔ چونکہ حکیم ابن حزام اور ابوسفیان وغیرہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رہائی میں مدد کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مدد کی خاطر انہیں مسلمان بنایا۔ اور وہ بھی آنحضرتؐ کے صحابہ میں شامل ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قدر تکلیف برداشت کی۔ تو آنجنابؐ کا دین تمام جہان میں پھیلا۔ اور مشرق مغرب۔ جنوب اور شمال کو گھیر لیا معراج بھی شعب سے نکلنے پر حاصل ہوا۔ چونکہ پروردگار کے قرب کا انتہائی درجہ اور کلی امتیاز و فضل ہے +

چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اکمل اور مظہر اتم ہیں۔ اس واسطے یہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے پوری ہوئی۔ یعنی نظر بند رہے۔ اور دین متین محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کمزور ہو گیا تھا۔ زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور بدعت و ظلمت کا قلع و قمع ہو گیا +

اللہ تعالےٰ کا یہ طریق ہے کہ ہزار سال بعد دین ضرور کمزور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہر ہزار سال بعد اولوالعزم پیغمبر صاحب شریعت تازہ مبعوث ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو رواج دیتا تھا۔ چونکہ حسب دستور ہزار سال بعد اس دین میں بھی کمزوری آئی۔ تو ضروری تھا کہ کوئی پیغمبر اولوالعزم پیدا ہوتا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کا مبعوث ہونا محال تھا۔ اس واسطے اسی امت میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے تھا۔ جو اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو اور ان علوم و معارف کو ظاہر کرے۔ جو ذات بحت حق تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ گذشتہ انبیا کرتے آئے ہیں۔ اور انہیں علوم کے سبب تمام گذشتہ انبیا سے افضل شمار ہوتے آئے ہیں۔ سو اس کام کیلئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مبعوث ہوئے اور وہ تمام علوم و معارف آنجناب پر منکشف ہوئے۔ اور یہ علوم و معارف اس ہزار سال کے اندر جتنے اولیا گذرے ہیں۔ ان کے علوم و معارف کے علاوہ ہیں۔ اُن میں سے کسی پر بھی ان کا کشف نہیں ہوا۔ کیونکہ گذشتہ اولیا کو جن علوم و معارف کا کشف ہوا۔ وہ صفات الٰہی کے ظل ظلال کے متعلق ہیں جو امور شرعی کے خلاف ہیں۔ اور جو آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ پر منکشف ہوئے۔ یہ خاص انبیا کے علوم و معارف ہیں۔ جو ذات بحت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان علوم کا خاصہ ہے کہ جس پر منکشف ہوتے ہیں۔ اس پر شریعت کی حقیقت کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ انبیا پر ہوتے آئے ہیں۔ انہیں کی وجہ سے انہوں نے شریعت کو ترتیب دیا۔ بلکہ انبیا محض شریعت پر مبعوث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے انہیں علوم و معارف سے دین متین کو زینت اور تر و تازگی بخشی۔ چونکہ انبیائے اولوالعزم صعوبتیں۔ اور تکلیفیں برداشت کرتے آئے ہیں۔ اس لئے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی تکلیف گوارا فرمائی۔ اور جو حدیث جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" میری امت کے اولیا بنی اسرائیل کے انبیا کا رتبہ رکھتے ہیں"۔ وہ بھی آنجناب پر صادق آتی ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں مبعوث ہوئے +

القصہ جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ قید سے رہا ہوئے

اور دین اسلام کو رونق ہوئی۔ مسلمانوں کی حالت آسودہ ہوگئی۔ اور بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ تو بادشاہ نے بڑی منت وسماجت سے آنجنابؒ کو اپنے پاس ہی رکھا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ اس سے جدا ہو جائینگے۔ تو وہ ہلاک ہو جائیگا۔ ادھر اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھی آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ لشکر میں ٹھیرنے پر مامور تھے تاکہ اہل لشکر کو ہدایت اور ارشاد نصیب ہو۔ اس واسطے آنحضرت کچھ عرصہ وہیں رہے۔ بادشاہ گذشتہ گستاخیوں کی بابت بہت شرمندہ تھا۔ ہر روز اپنے خاتمہ بالخیر اور مغفرت کیلئے آنجنابؒ سے التجا کرتا۔ آنحضرتؒ فرماتے کہ خاطر جمع رکھو۔ میں اس وقت بہشت میں داخل ہونگا جب تمہیں اپنے ساتھ لیلونگا +

اسی اثنا میں ایک روز حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ کیا دیکھتا ہوں کہ حشر قائم ہے۔ لوگ جزع وفزع کر رہے ہیں۔ اتنے میں چند آدمیوں کو میں نے دوزخ میں دیکھا۔ کہ طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ اور آگ کی بیڑیاں اور طوق انہیں پہنائے ہوئے ہیں۔ اور انہیں کھینچے لیجا رہے ہیں۔ دوزخ کے سانپ بچھو انہیں کاٹے کھا رہے ہیں۔ الہام ہوا کہ یہ آپ کی تجدید اور قیومیت کے منکر ہیں۔ میں نے عذاب کے فرشتوں سے پوچھا کہ ہمارا بادشاہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا دوزخ میں مجھے ایک گڑھا دکھلایا جسمیں ایک صندوق تھا صندوق کو منگا کر دیکھا تو اس میں ایک چوہا تھا۔ فرشتوں نے کہا یہی آپکا بادشاہ ہے۔ اسے اللہ تعالےٰ نے آپ کی خاطر اس عذاب میں گرفتار کر رکھا ہے۔ میں نے اسے صندوق سے نکال بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اے پروردگار! میں نے اسے معاف کر دیا ہے اب تو بھی اسے بخش۔ بعد ازاں حق تعالےٰ نے اسے بخش دیا +

جب بادشاہ نے آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ خوشخبری سنی۔ تو بہت خوش ہوا۔ اور بہت سا روپیہ فقراء ومساکین کو بانٹا۔ جب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تجدید الف اور قیومیت کے منکروں کو دوزخ میں دیکھا ہے۔ تو شیطان نے بعض کے دل میں وسوسہ ڈالا +

اسی اثنا میں میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضے اللہ تعالےٰ عنہ کھڑے فرماتے ہیں کہ محمد نعمان! لوگوں کو کہدو۔ کہ جو شخص شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا مقبول ہے وہ ہمارا مقبول ہے۔

اور جو ہمارا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ جو شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا مردود ہے وہ ہمارا بھی مردود ہے۔ اور جو ہمارا مردود ہے وہ مردودِ خدا ہے۔ میر نعمان نے کہا اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ میں تو آنجناب کا مقبول ہوں۔ اتنے میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو تمہارا مقبول ہے وہ شیخ احمد کا مقبول ہے۔ اور جو تمہارا مردود ہے وہ شیخ احمد کا بھی مردود ہے۔ اور لوگوں نے بھی اس بارے میں مختلف خواب دیکھے۔ کہ جو شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا منکر ہے۔ اسے ضرور دوزخ میں عذاب ہوگا۔ کیونکہ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ اور حدیث کا انکار گویا اسلام کے دوسرے رکن کا انکار ہے +

اسلام کے چار رکن ہیں۔ اوّل قرآن دوسرے حدیث۔ تیسرے اجماع چوتھے قیاس +

علاوہ احادیث کے مشائخ امت کے اقوال آنجناب رضؓ کی بزرگی کے بارے میں متواتر پہنچے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ایک یہ ہے۔ کہ منصب قیومیت کمالات نبوت کی انتہا ہے۔ اور کمالات نبوت کا انکار گناہ کبیرہ ہے۔ جو سراسر دوزخ کے لائق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنجناب کا منکر دوزخ میں جھونکا جائیگا۔ اگر کوئی پوچھے کہ یہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ منصب قیومیت کمالات نبوت میں داخل ہے۔ تو اُس کا جواب یہ ہے:۔

کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ میری بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں آنجناب کے پیر و آپ کے مرید ہوئے قطب ستارہ دشق ہوا۔ اور اس میں سے حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ نمودار ہوئے۔ اور حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی قیومیت اور تجدید الف کے معترف ہوئے۔ اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا +

علاوہ ازیں مولوی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی جو اپنے زمانہ میں تمام علما کے سردار تھے۔ آنجناب رضؓ کے مرید ہوئے۔ پس آنجناب کا فرمان کلی سند ہے۔ اور خلقت کیلئے واجب ہے کہ آنجناب رضؓ کے ارشاد کی تعمیل کریں +

ذکر و بیان

سال شمار دہم از تجدید الف ثانی و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ طلبیدن نور اللہ شستری را کہ سرآمد علمائے شیعہ بود از برائے ابتلائے سلطان و قتل کردن سلطان نور اللہ را بارشاد آنحضرت رضی اللہ عنہ

جب دین اسلام کو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی توجہ شریف سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رواج ہوا۔ اور ظلمت و بدعت نابیا میٹ ہوئی۔ اور مذہب کو پورا پورا رواج ہوا۔ اور حق اپنے مرکز پر آ ٹھیرا جیسا کہ آیہ کریمہ سے ظاہر ہے "قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا"، تو ہر ایک شہر قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے گئے۔ اور ہر ایک مسجد میں ہزارہا لوگ عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ بادشاہی لشکر کے ہزارہا آدمی آنجناب کے مرید بن گئے۔ اور وہ تقلیدی لباس اُتار پا بہ تحقیق سے مشرف ہوئے۔ ہر صبح و شام کوئی بیس ہزار سے زیادہ آدمی آنجناب کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ دین متین کی خوب گرم بازاری ہوئی۔ اور رشد و ارشاد کو ترقی ہوئی۔ یہ حالت دیکھ کر وزیر ابلیس نظیر جلا بھنا جاتا تھا۔ لیکن اس بارے میں اُس کی کوئی پیش نہ گئی۔ چنانچہ اس کے گذشتہ سب منصوبے خاک میں ملگئے۔ اس واسطے اس نے مجبور ہو کر علمائے شیعہ کے سردار نور اللہ شستری کو ایران سے بڑا روپیہ دے کر منت و سماجت سے منگوایا۔ جب وہ لشکر کے قریب آیا۔ تو وزیر نے بادشاہ کو کہا کہ اس لشکر میں ایک آدمی آرہا ہے۔ جو ظاہر اور باطنی علوم میں اپنے زمانے کا سردار ہے۔ میں نے بڑی منت و سماجت سے اُسے ایران سے منگایا ہے۔ اس کی اس قدر تعریف کی کہ بادشاہ اس کا معتقد ہو گیا۔ وزیر لشکر سمیت اس کے استقبال کے لئے گیا اور بڑی عزت کے ساتھ اُسے لایا بادشاہ بھی نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ لیکن جس مجلس میں بادشاہ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ ہوتے وہاں نہ جاتا۔ مگر بادشاہ کے پاس عموماً رہتا۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سننے سے نور اللہ پر ایسا اعتقاد ہوا۔ کہ جو کچھ وہ دینی معاملات میں کہتا بادشاہ اُسے بطور سند جانتا۔ جب نامبارک وزیر نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ کے دل پر گہرا اثر کرتی ہے۔ تو

اس نے منصوبہ باندھا۔ کہ کل بادشاہ جس وقت خوشی کی حالت میں ہوگا۔ تو اس وقت مذہب شیعہ کے رواج کے لئے اس سے حکم لکھوا لینگے۔ کہ تمام ممالک محروسہ میں اس کا رواج ہونا چاہیئے۔ حضرت قیوم اول کا ایک خاص مرید اس وقت وزیر کے پاس موجود تھا۔ اُس نے وزیر کا یہ منصوبہ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنحضرتؓ نے اپنے ایک مرید کو جسے بادشاہ کو لباس پہنانے کی خدمت سپرد تھی۔ فرمایا۔ کہ کل جس وقت بادشاہ لباس پہنے تو اس وقت ہماری طرف سے یہ پیغام دینا۔ کہ ہماری ملاقات کئے بغیر دربار عام نہ کرے۔ بلکہ کسی کو بھی اپنے پاس نہ آنے دے۔ بادشاہ کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر خوشی میں ہوتا تو سفید لباس پہنتا۔ اور لوگوں کو انعام واکرام دیتا۔ اور اگر ناراض ہوتا تو سُرخ لباس پہنکر لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا۔ اور ظلم وستم کرتا۔

جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید لباس پہنانے کو واسطے گیا۔ تو بادشاہ نے سفید لباس طلب کیا۔ اس مرید نے ٹھنڈا سانس لیا۔ بادشاہ نے پوچھا آج تو خوشی کا دن ہے۔ تم کیوں غمگین ہو۔ اُس نے کہا اس سے بڑھکر اور کیا غم ہوگا۔ کہ آج ہمارا بادشاہ دین حق سے منحرف ہوکر دین باطل کو اختیار کرتا ہے تیمور صاحب قرآن کے مذہب کو چھوڑکر شاہ عباس کا مذہب اختیار کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا ذرا اُس کی مفصل کیفیت تو سمجھاؤ اُس نے وزیر کا نوراللہ شستری سے مشورہ بیان کیا۔ اور آنحضرتؓ کا پیغام پہنچایا۔ بادشاہ اسی وقت آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تخلیہ میں حاضر خدمت ہونے کی وجہ پوچھی۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ وزیر نے نوراللہ کو ایران سے محض اس خاطر منگوایا ہے۔ کہ تمہیں اس دین حق سے منحرف کرکے اس باطل مذہب میں لیجائے۔ یہ ساری کیفیت مفصل بیان فرمائی۔ سلطان سنتے ہی سخت طیش میں آیا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت سے جاکر فوراً سُرخ لباس پہنا۔ دربار عام کیا۔ اور نوراللہ شستری کو بلوایا۔ اور مست ہاتھی منگواکر اس کے پاؤں تلے روندوا ڈالا۔ اور جو لوگ نوراللہ کے ساتھ ایران سے آئے تھے سب کو قتل کروادیا۔ وزیر اس وقوعہ کے بعد سخت پریشان ہوا۔ اور جل بھن گیا۔ شیطان نے اُسے ورغلایا۔ اور اُس نے اپنی کوتہ اندیش عقل پر بھروسہ کرکے دین محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف کیا۔ اور اپنی سُبکی کو دور کرنے کیلئے لوگوں کو کہا کہ لوگ مجھے ناحق شیعہ کہتے ہیں۔ اگر امام حسینؓ

کو میرے سامنے ذبح کریں۔ تو مجھے رحم نہ آئے۔ لیکن جب کبھی اسلام کے متعلق کوئی بات ہوتی۔ تو اپنے آپ کو شیعہ ہی کا طرف دار ظاہر کرتا۔ اس چال سے ناکام رہکر اُس نے عیسائیوں کو یورپ سے منگایا۔ تاکہ ان کی شعبدہ بازی سے بادشاہ دین اسلام سے منحرف ہو جائے +

ذکر دیدن مناظرہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ با نصاریٰ

فرنگ دین اسلام والزام دادن آنحضرت آں شقیا را و بقتل رسانیدن آنہارا

جب نور اللہ شستری مارا گیا۔ تو وزیر غم و غصہ اور رنج والم اور بے عزتی دیکھی کی وجہ سے اسلام سے منحرف ہوا۔ اور اس نے یورپ کے پادریوں کو بلوایا۔ تاکہ بادشاہ بھی دین حق سے پھر جائے۔ جب پادری لوگ آئے۔ تو وزیر نے بادشاہ سے ان کی بڑی تعریف کی۔ اور بڑی عزت سے ملاقات کرائی۔ انہوں نے ایسی شعبدہ بازی اور سحر بازی کی۔ کہ بے وقوف بادشاہ بے اختیار ان کا شیفتہ و فریفتہ ہو گیا۔ اور منسوخ شدہ دین و ملت کی تصدیق کی اور کینہ پن چاہا۔ کہ نصرانی دین قبول کرے۔ چنانچہ ایک روز اس نے ٹھان لی۔ کہ اب نصاریٰ کا دین اختیار کرنا چاہیئے۔ اور اسی کا رواج کرنا چاہیئے +

جب یہ خبر آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سُنی۔ تو سخت ناراض ہوئے اور آکر بادشاہ کو فرمایا تیری حالت پر سخت افسوس ہے۔ یہ کیسی شقاوت انگیز عقل ہے سخت گمراہی کی بات ہے۔ کہ تو منسوخ شدہ دین کو اختیار کرنے پر مائل ہے۔ ابھی وہ بُرائیاں جو باپ سے تو نے سیکھی وہ دور نہیں ہوئیں۔ اور گذشتہ برائیوں کی تلافی نہیں کی کہ ایک اور برائی کرنے لگا ہے۔ اور گناہ پر گناہ کرنے کیلئے آمادہ ہوا ہے۔ یہ بدبختی کی راہ طے کرنا عقل سے بعید ہے ؎

چہ دین ہست اینکہ کفرش رہنمون شد ۔۔۔ چہ غفلست اینکہ سر شار جنون شد

ہم اب تک بارگاہ الٰہی میں دعائیں مانگتے ہیں۔ کہ تمہیں معاف کیا جائے۔ اور تم پھر زبردستی ایسی مصیبت میں پھنستے ہو۔ جس سے رہائی محال ہے۔ بادشاہ نے عرض کی انہوں نے مجھے کرامات دکھائی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ یہ کرامت نہیں۔ بلکہ شعبدہ بازی اور سحر سازی ہے۔ جو سب کا سب استدراج ہے۔ اب انہیں بلاؤ۔ دیکھوں

اُن سے کیونکر کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ان پادریوں کو بلایا۔ آنحضرتؐ نے ان کی ساری شعبدہ بازی سلب کر لی۔ پادریوں نے کہا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آپ بھی مانتے ہیں اور ہم بھی۔ فرق اتنا ہے کہ آپ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ اور ہم نہیں مانتے۔ پس ایسے دین کو جسے دونو فریق مانتے ہیں وہ سچا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم یہودی دین اور توریت مانتے ہو۔ اور یہود تمہارے دین کو اور تم انجیل کو نہیں مانتے ہیں۔ پس جو جواب یہودی تمہیں دے سکتے ہیں۔ وہی ہمارا جواب ہے۔ پادریوں نے کہا اللہ تعالےٰ نے ہمارے پیغمبر کو ایسا معجزہ عطا کیا۔ کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکتا تھا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے ہزار سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اب اس وقت اس امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے غلام موجود ہیں۔ کہ اگر کہیں تو ایک اشارہ سے آسمان زمین پر آگرے۔

میرے (مصنف کتاب ہٰذا) والد بزرگوار نے اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے جد امجد حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے سُنا۔ جو فرماتے تھے کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے اس وقت فرمایا۔ کہ مجھے قیومیت کا اس قدر جوش آیا ہے۔ کہ اگر یہ پادری کہیں تو میں آسمان کو زمین پر پھینک دوں۔ بادشاہ ڈرا کہ ایسا ہونے سے ہم پر طرح طرح کی مصیبتیں نازل ہونگی۔ آپ کی کرامات و خوارق عادات و تصرفات میں کسی کو کلام نہیں۔ جو کچھ بھی آپ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ ہمیں ایسی کرامات سے معاف فرمایا جاوے۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے آدھے پادریوں کو اپنے پاس بلا کر نگاہ غضب سے انہیں دیکھا۔ تو سب کے سب زمین پر گر گئے اور مر گئے۔ باقی کے پادریوں کو آنجناب نے فرمایا کہ دیکھو یہ مردہ ہیں یا زندہ۔ جب انہوں نے دیکھا بھالا۔ تو کہا مردہ ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ اگر تم چاہو تو میں پھر انہیں بحکم خدا زندہ کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر قم باذن اللہ فرمایا سب زندہ ہو گئے۔ لیکن اپنی نصرانیت پر اڑے رہے۔ باقی دوسروں سے بھی ایسا ہی معاملہ کیا۔ پہلے مردہ کیا اور پھر زندہ لیکن وہ باوجود ایسی کرامت دیکھنے کے راہ راست پر نہ آئے۔ بلکہ اُسی اپنے مذہب پر اڑے رہے۔

یہ دیکھکر بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ سب کو تیغ بے دریغ سے قتل کیا گیا اور قطعی حکم دے دیا۔ کہ ممالک محروسہ میں کوئی عیسائی نہ رہنے پائے۔ باقی عیسائی جو ہند میں تھے۔ بعض مسلمان ہو گئے۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مرید بنے۔ بعض نے آنحضرت کی پناہ لی۔ اور عرض کی کہ اس بارے میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ جن کا تھا انہوں نے اُس کا خمیازہ اُٹھا لیا۔ آنحضرتؒ نے ان کی حالت پر رحم فرما کر چھوڑ دیا۔ لیکن اُن سے عہد و پیمان لیا۔ کہ آیندہ کسی کو اور بالخصوص مسلمان کو اپنے مذہب میں شامل نہ کرینگے خواہ وہ عیسائی ہونے پر قائل ہی کیوں نہ ہو +

اس بات کو میں (مصنف) نے معتبر عیسائیوں سے تحقیق کیا ہے۔ بالکل ٹھیک ہے اس وقوعہ کے بعد وزیر سخت شرمندہ ہوا۔ اور پھر ایسی حرکت نہ کی۔ بادشاہ نے بھی توبہ کی۔ اور آنجناب سے معافی مانگی۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے بھی اُس کی خطائیں معاف فرمائیں اور درگاہ الٰہی سے بھی اس کے لئے التماس کی جو مقبول ہو گئی +

ذکر دبیان

سال نوزدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ لشکر کشی کردن شاہزادہ شاہجہان بر پدر خود و ہزیمت یافتن او و استدعا کردن شاہزادہ و مرید شدن از حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ برائے سلطنت خود و بشارت دادن آنحضرت بسلطنت شاہ جہان ا

اس سال شاہزادہ شاہجہان بعض فتنہ برپا کرنے والے آدمیوں کے بہکانے پر باپ سے باغی ہو گیا۔ اور بہت سا لشکر جمع کر کے آمادہ جنگ ہوا۔ بادشاہ نے بھی ادھر خوب تیاری کے ساتھ جنگ کی۔ آخر سخت معرکہ کے وقت بادشاہی فوج اور بہت سے امیر شاہزادے سے جا ملے۔ قریب تھا کہ بادشاہ کو سخت نقصان پہنچے۔ کہ بادشاہ بے اختیار حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نہایت عاجزی سے التماس کی۔ کہ اس کام میں اللہ توجہ فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے۔ آنحضرتؒ نے فرمایا۔ یہ عیسائیوں کے اخلاص کی شامت ہے۔ جو تو نے اُن کے حق میں کہا۔ بادشاہ نے کہا میں اپنے

کیئے سے پچھتاتا ہوں۔ شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں ؎

کنوں در توبہ ام باصد ندامت قیامت دیدہ ام پیش از قیامت

جب بادشاہ نے حد سے زیادہ آہ و زاری اور منت و سماجت کی۔ تو آنحضرتؓ نے فرمایا خاطر جمع رکھو۔ کہ ہم نے اللہ تعالےٰ سے عہد کر لیا ہے۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں۔ تو ہی ہند میں بادشاہ رہیگا۔ ہم کسی اور کو سلطنت نہیں کرنے دینگے۔ جاؤ مخالف کی فوج پر حملہ کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہیں فتح دیگا +

بادشاہ نے آنحضرت رضے اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق رہی سہی فوج کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا۔ شاہزادہ بھاگ گیا۔ اور اس نے دوبارہ لشکر جمع کر کے بزرگوں اور مشائخ سے اس کام کے لئے توجہ کی التماس کی۔ سب نے فتح کی خوشخبری دی۔ بعدازاں حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی۔ کہ مجھے تمام بزرگوں نے اپنی اپنی کشف کے ذریعہ فتح کی خوشخبری دی ہے۔ آنجناب کی نظر عنایت اس بندے پر شروع سے ہے۔ امیدوار ہوں کہ اس معاملہ میں بھی توجہ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائینگے۔ تاکہ دین کے دشمن اور راہ یقین کے مخالف رسوا ہوں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ ان لڑائیوں میں شاہزادہ کی فتح تو نظر نہیں آتی۔ لیکن کام کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہے۔ شاہزادہ نے دوسرے مشائخ کے کہنے پر بھروسہ کر کے باپ سے لڑائی شروع کر دی۔ بادشاہ نے بھی دوسرے شاہزادوں کو اس کے مقابلے پر بھیجا۔ کئی سخت معرکے ہوئے جن میں شاہجہان کو ہی نیچا دیکھنا پڑا +

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں لکھتے ہیں۔ کہ شکست کے وقت جب شاہجہان نے سنا کہ اس گرد و نواح میں ایک درویش صاحب خوارق و کرامات رہتا ہے۔ اور اس کی کشف نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ تو اس نے جا کر اس سے پوچھا کہ وجہ کیا ہے کہ باوجود ایسے بھاری جرار لشکر کے مجھے فتح نہیں ہوتی۔ حالانکہ میرے باپ کے اکثر امیر بھی مجھ سے ملے ہوئے ہیں۔ اس شیخ نے اس بارے میں توجہ کی۔ اور کشف و فراست کے بعد فرمایا۔ کہ اس ملک میں چار شخص ہیں۔ جن کے مشورے پر یہ کام منحصر ہے تین تو تمہاری فتح پر راضی ہیں۔ لیکن چوتھا جو سب سے بزرگ ہے اس بات پر راضی نہیں۔ پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ تمہاری سلطنت

پر راضی نہیں۔ شہزادے نے رات کو چوری چوری آکر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں قدیم الایام سے جناب کا غلام ہوں۔ چنانچہ ایام حبس میں میں آنجناب کے مخالفوں سے لڑتا بھڑتا رہا۔ اور باپ سے کئی مرتبہ ناراض ہوا۔ تعجب ہے کہ آنجناب میری سلطنت پر راضی نہیں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالےٰ سے عہد و پیمان کر لیا ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں تیرے باپ کی سلطنت رہیگی۔ سو اب میری عمر کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ قریب ہے کہ میں اس دار فانی سے کوچ کر جاؤں۔ اور قیومیت محمد معصومؓ کو دے جاؤں۔ خاطر جمع رکھو میرے بعد سلطنت تمہارے ہاتھ ہی آئیگی۔ باطنی سلطنت محمد معصومؓ کے ہاتھ ہوگی۔ اور ظاہری تمہارے ہاتھ بلکہ تمام ہند کی سلطنت باطنی میری اولاد میں رہیگی۔ اور ظاہری تمہاری اولاد میں۔ لیکن خبردار میری اولاد اور طریقہ کی عزت و حرمت اور ادب آداب اسی طرح ملحوظ رکھنا۔ شاہجہان اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور آداب بجالا کر اسی وقت مرید ہوا۔ شاہجہان نے آنحضرتؓ سے متبرک کے طور پر کچھ مانگا۔ آنحضرتؓ نے اپنی دستار مبارک عنایت فرمائی آج تک وہ دستار شاہان ہند کے خزانوں میں موجود ہے۔ دوسرے عرض کی کہ آنجناب کوئی ایسی علامت فرمائیں۔ جسے میں اپنی سلطنت میں رائج کروں۔ تاکہ بطور یادگار باقی رہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنے سرخ جھنڈوں کو سبز کر دو اور خیموں کو سرخ۔ اس سے پیشتر شاہان ہند کے خیموں میں سرخ اور سفید رنگ دھاریوں میں ہوتے تھے۔ ہم نے تمہارا نام شاہجہان رکھا۔ اصل نام شاہزادہ خرم ہے۔ بعد ازاں آنحضرتؓ نے شاہجہان مقرر فرمایا۔ اب تک ہندوستان کی سلطنت اسی کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ اور جہاں کی قطب الاقطابی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں ہے اور قطبیت زمانہ کا منصب آنحضرتؓ کی خوشخبری کے بموجب انشاء اللہ آنحضرتؓ کی اولاد میں قیامت تک رہیگا +

شاہجہان کے عہد سلطنت میں اس کے بڑے بیٹے دارا شکوہ نے بہتیرا چاہا۔ کہ کسی طرح حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تکلیف پہنچائے۔ لیکن شاہجہان کی وجہ سے کوئی پیش نہ گئی۔ جب وہ اس بارے میں شاہجہان سے مشورہ کرتا تو وہ سخت ناراض ہو کر اسے منع کرتا +

اسی سال مکتوبات کی دوسری جلد ختم ہوئی۔ اور تیسری شروع ہوئی۔ تیسری جلد کے شروع میں آنحضرت رضے اللہ عنہ نے توقف فرمایا۔ کہ میں جو اس قدر علوم و معارف لکھ رہا ہوں۔ آیا مرضی حق بھی ہے یا نہیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا۔ کہ تمہارے تمام علوم و معارف ہم نے ہی لکھے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ان میں ہماری مرضی ہے۔ ایسے بلند معارف لکھو +

نیز آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان علوم و معارف کے لکھتے وقت تو شیطانوں کو دور کر دیتی تھے۔ کہ کہیں ان معارف میں غمازی نہ کریں۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد میں آنحضرت نے خود تحریر فرمایا ہے +

اسی سال حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے اپنے معزز فرزندوں حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی۔ اور حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالےٰ عنہما کو سرہند سے طلب فرمایا +

ذکر دبستان

سال بستم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ بسیر آنحضرت ہمراہ سلطان ہند و واقعاتے کہ دراں سیر واقع شدہ

خواجہ ہاشم برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ بادشاہ ہند کے ساتھ آنحضرت کا بعض شہروں قصبوں اور گاؤں سے گذر ناحکمت سے خالی نہ تھا۔ کیونکہ وہاں کے باشندے آنجناب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر آنجناب کی نظر کیمیا اثر کی برکات سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک سفر کا واقعہ ہے۔ جس میں میں بھی آنجناب کی خدمت میں تھا۔ کہ ایک روز بادشاہی لشکر دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں پہنچا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے خادموں نے اس گاؤں کے قریب خیمے لگائے۔ اتنے میں میں نے آنجناب کو دیکھا کہ اکیلے پیادہ پا اس گاؤں کے کوچے میں آئے۔ میں آنجناب کے پیچھے دوڑا۔ جب مجھے دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ دل میں آتا ہے۔ کہ اس گاؤں میں کوئی مسجد ہو گی۔ وہاں چلکر تازہ وضو کریں۔ اور نماز ادا کریں۔ ابھی چند قدم نہ گئے تھے۔ کہ ایک نہایت مصفا مسجد نمودار ہوئی۔ آنحضرت نے وہاں وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اس گاؤں کے ایک فقیر نے

مجھ سے پوچھا۔ کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ میں نے بتایا تو وہ دوڑ گیا۔ اور ایک ضعیف العمر آدمی کو جو وہاں کا نمبردار تھا۔ اور مسجد کے پاس ہی اس کا مکان تھا۔ بلا لایا۔ اگرچہ اُس میں چلنے کی طاقت نہ تھی۔ لیکن آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے اوصاف سنکر شتیاق زیارت سے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جناب کے قدموں پر سر رکھ دیا ؎

ہمے لے اوج سعادت بدام ما افتد اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

اس رات اس نے آنحضرتؓ کی معہ تمام مریدوں کے ضیافت کی اور معہ تمام متعلقین مرید ہوا اس گاؤں میں آنحضرت کی مبارک توجہ سے صاحب حضور و آگاہی ہوئے۔ رخصت کی وقت ایک منزل تک وہ سب آنحضرت کو وداع کرنے آئے +

جب حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ لاہور پہنچے۔ تو اس شہر کی قطبیت شیخ طاہر کو عنایت فرمائی۔ اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شاہی خیمے سرہند میں نصب ہوئے۔ تو حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے بادشاہ کی ضیافت کی۔ کھانا کھانے کے بعد بادشاہ نے کہا کہ ایسا لذیذ کھانا میں نے کبھی نہیں کھایا۔ پھر آنجنابؓ سے التماس کی کہ جناب اپنے باورچیوں کو فرمائیں۔ تاکہ وہ ہمارے باورچیوں کو کھانا پکانے کی تعلیم کریں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ تمہارے باوچیوں سے ایسا کھانا نہیں پک سکیگا۔ پھر التماس کی کہ اگر یہ نہیں ہو سکتا۔ تو جناب میرے لئے کھانا اپنے باورچی خانہ سے عنایت فرمایا کریں۔ یہ بات آنجنابؓ نے منظور فرمائی۔ اور آنجناب کے باورچی خانے سے ہر روز بادشاہ کیلئے کھانا جانے لگا +

ایک روز بادشاہ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے در دولت سے اٹھ کر لشکر سمیت واپس آرہا تھا۔ رستے میں لوگوں کے مکانوں کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ گھر کیسے بیجا واقع ہوئے ہیں۔ ہمارے شیخ صاحب کی سواری کی آمد و رفت میں دقت ہوتی ہوگی۔ ان مکانوں کو گروا دو۔ چنانچہ اسی وقت مکان گرائے گئے۔ جب آنجناب کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو بادشاہ کو بہت جھڑکا۔ کہ ہم درویش اور غریب آدمی ہیں۔ ہمیں آمد و رفت میں کوئی تکلیف نہیں۔ یہ دقت تو بادشاہوں کو ہوا کرتی ہے۔ بادشاہ نے آنجناب کی خاطر مکانات کے مالکوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ تاکہ کسی اور جگہ مکان بنالیں +

جہاں گیر بادشاہ کی طبیعت کی افتاد بھی عجیب تھی۔ چونکہ سوداوی مزاج تھا

اس سے کام بھی سودائیوں کے سے ظہور میں آتے تھے چنانچہ انہیں دنوں سرہند میں ایک دفعہ آدھی رات کے وقت حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ بادشاہی مجلس سے اٹھ کر اپنے دولت خانہ کی طرف تشریف لیجا رہے تھے۔ کہ آنجناب نے اثنائے راہ میں دیکھا کہ شہر سرہند کے دو رئیسوں کو ننگے سر پس پشت ہاتھ باندھے لیجا رہے ہیں۔ آنجناب نے پوچھا انہیں ایسی بے عزتی سے کہاں لئے جاتے ہو۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ انہیں سخت بے عزتی سے قتل کرو۔ اب ہم قتل کیلئے لیجا رہے ہیں۔ آنحضرت نے انہیں وہیں ٹھیرایا۔ اور خود بادشاہ کی طرف لوٹ گئے۔ بادشاہ بیگم سمیت ننگا اپنے بستر پر پڑا تھا۔ کہ آنجناب نے جاکر خوابگاہ کا پردہ ہلایا۔ بادشاہ نے پوچھا کون ہے؟ جو اس وقت پردے کو ہلاتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا میں ہوں احمد، بادشاہ حیران رہگیا۔ کہ آنحضرت کیونکر تشریف لائے۔ عرض کی کہ جناب تو ابھی یہیں تشریف فرما تھے اس وقت تکلیف کا موجب کیا ہے۔ آنحضرت نے ان دو رئیسوں کی سفارش کی۔ بادشاہ نے عرض کی کہ یہ دونو میرے استقبال کیلئے نہیں آئے تھے۔ اس واسطے میں نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ لیکن ابھی تک میرا کوئی حکم نہیں ٹلا۔ آنحضرت نے فرمایا انہیں معاف کردو۔ بیگم نے جو آنحضرت کی معتقد تھی۔ بادشاہ کو کہا۔ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ جلدی معاف کردو۔ نہیں تو اور مصیبت میں پھنسو گے۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے جناب کی خاطر انہیں بخشا۔ لیکن ان کے ہاتھ ضرور کاٹنے چاہئیں۔ تاکہ میرا حکم خالی نہ جائے۔ آنحضرت نے فرمایا معاف کر۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے یہ بھی معاف کیا۔ لیکن سو سو کوڑے ضرور لگوائے جائیں۔ آنحضرت نے فرمایا ایسی باتیں مت کہو۔ بالکل معاف کردو۔ عرض کی میرا حکم کبھی رد نہیں کیا گیا۔ لیکن جناب کی خاطر انہیں بالکل معاف کرتا ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا وہ شہر میں معزز تھے۔ تم نے انہیں بے عزت کیا۔ اب انہیں خلعت اور زر دو۔ تاکہ پھر انہیں عزت حاصل ہو۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے آنجناب کے حکم سے انکی جان بخشی کی اب ان کے لئے آنجناب اور چیزوں کے لئے فرماتے ہیں۔ اس وقت خزانوں اور خلعتوں کا تحویلدار معلوم نہیں کہاں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو خاص خلعتیں خوابگاہ میں موجود ہیں یہ دیدو۔ اور تم بادشاہ ہو جس وقت چاہو اور منگا لینا۔ بیگم نے بادشاہ کو کہا جو کچھ بھی آنجناب فرماتے ہیں جلدی دیکر رخصت

کرو۔ کہ کہیں اور آفت نہ آئے۔ بادشاہ بھی ڈرا ہوا تھا۔ جو کچھ آنجناب نے فرمایا۔ فوراً مہیا کیا۔ دو خاص خلعتیں اور دو ہزار روپے دئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ خلعتیں اور روپیہ لیکر جہاں سپاہیوں کو کھڑا کر آئے تھے۔ پہنچے۔ اور دونو رئیسوں کو رہا کیا۔ اور خلعت اور روپیہ دے کر بڑی عزت سے شہر میں لائے ✤

جب بادشاہ نے سرہند سے دہلی جانا چاہا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اب سرہند ہی رہنے دو۔ بادشاہ نے عرض کی۔ میں جناب سے جدا نہیں ہو سکتا لیکن جناب کی خاطر اور تھوڑا عرصہ شہر سرہند میں بسر کرلیتا ہوں۔ چنانچہ چار مہینے شہر سرہند میں رہا۔ بعد ازاں دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ اور آنحضرت کو بھی ہمراہ لیا۔ چنانچہ آنحضرت نے بناس تک بادشاہ کے ساتھ سیر کی۔ جس گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں کے لوگ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہو کر مرید ہوتے۔ اور فنا۔ بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے ✤

ایک روز شاہی لشکر دریائے گنگا پر پہنچا۔ آنجناب نے فرمایا کہ اس دریا کا پانی ہمارے استعمال کے واسطے نہ لانا۔ کیونکہ یہ ہندوؤں کا معبد گاہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اس گردونواح میں کوئی کنواں نہیں۔ فرمایا جہاں سے بھی ہو سکے کنوئیں کا پانی لاؤ۔ بڑی جستجو کے بعد معلوم ہوا۔ کہ لشکر سے نو میل کے فاصلے پر کنواں ہے۔ چنانچہ وہاں سے آنجناب کی خاطر پانی لایا گیا۔ اور جب تک شاہی لشکر وہاں رہا۔ اسی کنوئیں سے پانی لاتے رہے۔ یاروں کو بھی منع فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے اس دریا کے پانی کو تم بھی استعمال نہ کرو۔ بعد ازاں بادشاہ اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ اور اجمیر ہی میں تھا کہ آنجناب اس سے رخصت ہوئے ✤

ذکر دربیان

سال بست و پنجم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ سوال کردن شیخ نور الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بہ سرگرفتاری حضرت یعقوب علیہ السلام بحضرت یوسف علیہ السلام و بشارت دادن پیغمبر علیہ الصلوٰت والسلام حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ را کہ چندیں ہزار عالم بشفاعت تو بروز قیامت در بہشت داخل خواہند شد و مریدان

شیخ آدہ بنوی علیہ الرحمۃ و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اس سال اپنے معزز و محترم فرزندوں حضرت عروۃ الوثقےٰ رح اور خازن الرحمت رح کو سرہند رخصت فرمایا۔ لیکن زاد راہ دینا بھول گئے۔ جب دو منزلے پہلی منزل پر جا کر اُترے۔ تو انہیں معلوم ہوا کہ زاد راہ نہیں لائے حیران تھے کہ کیا کریں۔ اسی اثنا میں ایک خادم نے آکر خبر دی کہ اس شہر کے باہر شاہی لشکر پڑا ہے۔ دو نو مخدوم زادے حیران رہ گئے۔ کہ بادشاہ کا لشکر یہاں کیونکر آگیا لیکن سمجھ گئے۔ کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا تصرف ہے۔ دو نو بھائی اپنے والد بزرگوار کی زیارت کو گئے۔ اس وقت آنحضرت وضو کر رہے تھے۔ آنحضرت رح نے فرمایا کہ تم تمہیں زاد راہ دینا بھول گئے۔ یہ لو زاد راہ۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ زاد راہ لیکر آنجناب کے حکم کے مطابق منزل پر آئے۔ اور فوج غائب ہو گئی +

اسی سال شیخ عبد الحق دہلوی رح کے بیٹے شیخ نور الحق نے جو دہلی کے علمائے کبار سے تھے اپنے باپ کے کہنے سے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ سے حضرت یعقوب ع کا حضرت یوسف ع پر اس قدر مبتلا ہونے کا بھید پوچھا۔ آنحضرت ایک گھڑی خاموش رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ انشاء اللہ عنقریب ہی یہ بھید ظاہر ہو جائیگا۔ اور میں مفصل لکھ دونگا +

خواجہ ہاشم برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ جب شیخ نور الحق مجلس سے اٹھے۔ تو آنحضرت رضے اللہ عنہ نے مجھے فرمایا۔ کہ یاروں نے بارہا یہ بات مجھ سے پوچھی ہے لیکن چونکہ مکشوف نہیں ہوا اس واسطے میں خاموش رہا۔ جب اس جوان نے سوال کیا۔ تو توجہ ادھر ہوئی اور یہ بھید ظاہر ہو گیا۔ سو کاغذ قلم دوات موجود رکھنا۔ اس دوسرے روز آنجناب نے قلم دوات اور کاغذ منگا کر فرمایا۔ کہ آج رات تہجد کے بعد اس کی مفصل کیفیت مجھ پر منکشف ہوئی اب دل سے زبان پر اور زبان سے قلم پر آتا ہے۔ یہ فرما کر لکھنے میں مشغول ہوئے۔ اور صحیفہ کو بوستان بنا دیا۔ چنانچہ وہ مکتوب دوسری جلد کے اخیر میں ہے +

جب وہ رسالہ سائل کو دیا۔ تو ایک مخلص نے مجھے کہا کہ اس مکتوب میں اعلےٰ پائے کے حقائق مندرج ہیں اور نیز اس میں آنحضرت کے اعلےٰ خصائص بھی درج ہیں اور شیخ نور الحق آنجناب کے مخالفوں سے میل ملاپ رکھتا ہے ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کو سنا دے جو بعد میں قیل و قال کا موجب ہو۔ میں نے یہی بات آنجناب سے عرض کی۔

آنحضرت نے پوچھا وہ کونسی معرفت ہے جو میرے دل میں نہیں۔ کوئی ایسا راز تو میں نہیں لکھ بیٹھا۔ میں نے عرض کی۔ کہ قصہ نحلہ یعنی خمیر طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم جو آنجناب نے اپنے لئے فرمایا ہے آنحضرت نے مسکرا کر فرمایا البتہ اس کا ذکر یہاں ہوا ہے۔ پھر مراقبہ کے بعد یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا ؎

یارب آں غنچہ خنداں کہ سپردی بمنش ۔۔۔ مے سپارم بتو از چشم جہو دچمنش

یہ مکتوب مختلف مخالفوں میں پھرا لیکن اس معرفت کے بارے میں کسی نے بات نہ کی +

جب یہ مکتوب شیخ نور الحق نے اپنے باپ شیخ عبد الحق کو دکھایا۔ تو اس کے مطالعہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا بہت معتقد ہو گیا! اسی اثنا میں شیخ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت جمع ہیں۔ اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ چند عورتوں کو توجہ دے رہے ہیں۔ اور تمام اولیائے امت آنجناب سے توجہ دعا کیلئے التماس کرتے ہیں صبح کو شیخ حیران و پریشان ہو کر حضرت قیوم اول کی خدمت میں حاضر ہوا! اور آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت کو تسلیم کیا +

انہیں دنوں شیخ مذکور نے حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ حسام الدین کی طرف ایک مکتوب لکھا۔ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شیخ مذکور آنجناب کی تجدید اور قیومیت کا معترف ہے +

مکتوب شیخ عبد الحق دہلوی (یہ مکتوب حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے خلف الرشید حضرت خواجہ کلاں کے کلیات سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ ان مکتوبات میں سے ہے جو خواجہ حسام الدین کی طرف مختلف اشخاص نے لکھے۔ اور حضرت خواجہ کلاں نے جمع کئے) اس مکتوب کا اردو ترجمہ یہ ہے "اللہ تعالےٰ آپ کو زندہ اور سلامت رکھے۔ اور محبین کے سر پر آپ کا سایہ عاطفت رہے۔ آپ نے ان دو دنوں میں اپنے حالات کی اطلاع نہیں بخشی۔ یا تو اس واسطے کہ بشریت کا تقاضا ہے۔ یا اس واسطے کہ آلائش ضعف سے پاک رہیں۔ امید ہے کہ آنجناب اپنی صحت و عافیت سے مطلع فرما کر مسرور و مشکور فرما دینگے۔ آج کل محبت کی آنکھ حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد رضے اللہ عنہ کے فرحت آثار اخبار کے وصول ہونے کی منتظر ہے امید ہے کہ محبوں کی دعا قبول ہو کر اثر عظیم پیدا کریگی۔ ان دنوں آنحضرت سے مجھے بدرجہ غایت محبت ہے

اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے طفیل صفائی باطنی بھی حاصل ہے۔ بشریت کا کوئی پردہ اور حیولہ کا کوئی حجاب درمیان نہیں رہا۔ مجھے معلوم نہیں یہ بات کیوں اور کہاں سے نصیب ہوئی۔ طریقہ کے لحاظ سے قطع نظر کرکے بھی دیکھا جائے۔ تو عقل سلیم یہی کہیگی کہ ایسے عزیزوں اور بزرگوں کے حق میں بدظن نہیں ہونا چاہیئے۔ میرے باطن میں ذوق وجدان اور غلبہ حال میں سے کچھ ایسی پڑگئی۔ جس کو زبان پورے طور پر ادا نہیں کرسکتی۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرنے والا اور احوال کو بدلنے والا پاک ہے۔ ممکن ہے کہ بعض ظاہر بین کوتاہ اندیش اس بات کو دور از عقل سمجھیں لیکن مجھے معلوم ہے کہ اصلی حالت کیا ہے اور کیونکر ہے۔ زیادہ کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ حقیقت احوال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے" +

خواجہ ہاشمؒ لکھتے ہیں کہ آنحضرتؒ نے اسی سال کے ماہ رمضان کے آخری عشرے میں فرمایا۔ کہ آج عجب معاملہ ہوا۔ کہ میں اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ مجھے محسوس ہوا۔ کہ اسی تخت پر میرے ساتھ کوئی اور آکر بیٹھ گیا ہے کیا دیکھتا ہوں۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جو فرماتے ہیں۔ کہ میں تمہارے واسطے اجازت نامہ لکھنے کیلئے آیا ہوں۔ جو آج تک میں نے کسی کے واسطے نہیں لکھا۔ میں نے دیکھا کہ اس اجازت نامے کے متن میں وہ الطاف عظیم درج تھے۔ جو اس جہان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس کی پشت پر وہ عنایات کثیرہ رقم تھیں جو عالم آخرت کے متعلق ہیں۔ چنانچہ یہ امر آنحضرتؒ نے مکتوبات کی تیسری جلد میں تحریر فرمایا ہے +

نیز اسی سال حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی۔ کہ قیامت کے دن آپ کے طفیل ہزار در ہزار مخلوقات بخشی جائیگی۔ اور آپ کا سلسلہ بسبب کثرت و فضل دوسرے اولیائے امت سے زیادہ ہوگا اور حق تعالیٰ میری امت آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل کریگا۔ حضرت قیوم اول نے جب یہ خوشخبری سنی۔ تو شکرانہ میں آنحضرت کی نیاز کے طور پر طعام پکایا۔ اور یہ خوشخبری لوگوں کو بھی سنائی۔ اور یہ بات عام لوگوں میں بھی مشہور ہوگئی +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک عالم نے مجھے کہا کہ واللہ! ایسا بڑا معاملہ ضرور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ مہدی موعود کے واسطے واقع ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ایک حدیث واقع ہوئی ہے۔ لیکن تمہیں ہر حدیث کا علم کہاں اُس نے کہا ملا جلال سیوطی کی کتاب جمع الجوامع جو انہوں نے احادیث میں لکھی ہے میرے پاس ہے۔ اس نے کوئی شاذ و نادر ہی حدیث چھوڑی ہے ورنہ سب کی سب اس میں ہیں۔ آؤ دیکھیں کہ اس امت کے فضائل میں کیا کچھ لکھا ہے۔ اس عالم نے کتاب ہاتھ میں لیکر کہا اے پروردگار! اگر یہ آدمی جو اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی خریتہ الرحمت اور صاحب قیومیت و ولیت محمدی کہتا ہے۔ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اس کے حق میں کوئی حدیث نکلے۔ یہ کہکر اس نے کتاب کھولی۔ صفحہ کے شروع میں ایک حدیث نکلی۔ جو مدعا پر دلالت کرتی تھی۔ اور وہ یہ تھی "یَکُوْنُ رَجُلٌ فِیْ اُمَّتِیْ یُقَالُ لَہٗ صُلَۃٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَکَذَا" کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ کہینگے اور جس کی شفاعت سے اتنے آدمی جنت میں داخل ہونگے۔ میں نے کہا کہ آنجناب آپ کو صلہ کہتے ہیں۔ یعنی آنجناب رضی نے شریعت اور طریقت کو ایک کر دیا ہے۔ دوسرے صلہ اس واسطے کہ ملاحت اور صباحت کو ملایا ہے۔ جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب ذکر کیا جائیگا۔ میں نے اس عالم سے کہا کہ یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے اُس نے بھی اس بات کو مان لیا۔ کہ واقعی یہ آنجناب کے حق میں ہے ✦

اسی مجلس میں ایک اور عالم بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ شیخ بزرگوار نے مکتوبات اور رسائل لکھے ہیں۔ لیکن میرے دیکھنے میں ابھی تک نہیں آئے۔ میں (خواجہ ہاشم رح) نے وہ مکتوب نکال کر اُسے دیا جس میں آنحضرت رضی نے لکھا ہے۔ کہ حقیقت و طریقت دونو شریعت کی خادم ہیں۔ جب اس عالم نے پڑھا تو نہایت لطف اٹھایا۔ اور آسمان کی طرف رخ کر کے دونو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ اللّٰھم سلّم ھذا الشیخ المعظم اے پروردگار! اس شیخ معظم کو سلامت رکھیو! اور مجھے کہنے لگا۔ کہ اکثر مشائخ کے کلام اور رسائل کو سُنکر جو رنگ میرے دل کو لگا تھا۔ وہ جناب کے کلام بلند سے دور ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دل میں سے وہ رنج والم جاتا رہا۔ واقعی یہ مرد مجدد الف ثانی رضی ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے۔ سب سچ اور حق ہے۔ اس مجلس کے تمام حاضرین حضرت قیوم اول کے معتقد ہو گئے۔ اور آنجناب رضی کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن گئے ✦

اسی سال شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ جو آنحضرتؒ کے بڑے خلفا میں سے ہیں۔ آنحضرتؒ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ آپ شروع میں شاہی لشکر میں ملازم تھے۔ اتفاقاً شاہی فوج کافروں کے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئی۔ آپ بھی اس وقت شامل فوج تھے۔ وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کر دیا گیا۔ آپ اُن کے معبد میں گئے۔ اور اسے مسمار کرنا چاہا۔ تو دیکھا وہاں بت کے سامنے ایک شخص پرستش میں مشغول ہے۔ اور ایسا مستغرق ہے۔ کہ اسے قتل کا کوئی خوف و ڈر نہیں آپ نے اس کے سامنے ہو کر اُسے تلوار دکھائی۔ اور کہا۔ کہ یا تو مسلمان ہو جاؤ نہیں تو ابھی سر اڑا دونگا۔ اُس نے آپ کی بات کی ذرا پروانہ کی۔ حتےٰ کہ آپ نے اُسے قتل کر دیا۔ اُس وقت سے آپ نے متنبہ ہو کر ملازمت شاہی ترک کی اور فقرا کی خدمت اختیار کی اس زمانے کے بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت کی۔ لیکن کسی سے باطنی کشائش نصیب نہ ہوئی۔ حتےٰ کہ ایک روز آپ نے ایک گوشہ نشین فقیر سے پوچھا کہ سبب کیا ہے میں کوشش تو بہتیری کرتا ہوں۔ لیکن یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اس نے کہا تمہارا نصیبہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں ہے۔ جو اس وقت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ انہیں سے تمہیں کشائش باطنی نصیب ہو گی۔ اور انہیں کی توجہ سے بہت سی نعمتیں حاصل ہونگی۔ آپ نے یہ خوشخبری سنکر حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی عالم پناہ بارگاہ کا رخ کیا۔ اثنائے راہ میں حضرت قیوم اول کے خلیفہ حاجی حضرہؒ سے ملاقات ہوئی۔ آپ کو چونکہ خواہش بدرجہ غایت تھی۔ اس واسطے انہیں سے طریقہ علیہ کے خواستگار ہوئے۔ اور کچھ مدت حاجی حضرہؒ ہی کی خدمت میں رہے۔ اور مقامات عالیہ سے مشرف ہوئے۔ چونکہ آپ کی استعداد کہیں بڑھکر تھی۔ اس لئے حاجی صاحب سے پوری تسکین نہ ہوئی۔ تو حاجی صاحب نے آپ کو اجمیر میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنحضرت نے آپ کو قبول کیا۔ اور توجہ اور اپنی نسبت خاصہ کے القا سے مشرف فرمایا۔ جس سے شیخ صاحبؒ کی بالکل تسلی و تشفی ہو گئی۔ اور اس طریقہ کی فنا و بقا سے مشرف ہوئے +

چنانچہ "نکات الاسرار" میں شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ کی آخری توجہ

ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے اسی نے ہمیں قرب پروردگار کے انتہائی مقامات پر پہنچایا۔ آنحضرتؒ نے فرمایا کہ تجھ پر اللہ تعالےٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے۔ کہ تو ان کمالات کو پہنچ گیا۔ آج کل شاذ و نادر ہی کوئی ایسے مقامات پر پہنچا ہے۔ یہ جو کچھ ہے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی توجہ کی برکت سے ہے۔ اجمیر میں مجھے آنجنابؒ نے محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدمت پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآن کی بھی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور سرہند میں خلافت سے مشرف فرمایا۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ اور ہم مہجوروں کے سینوں پر داغ ہجرت دے گئے +

غسل کے وقت آنجناب سے کرامت ظاہر ہوئی۔ وہ یہ کہ اکثر یاروں نے آنحضرتؒ کو وصال کے وقت نماز میں دیکھا۔ میں (ملا ہاشم) دو سال آنحضرت رضے اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر رہا۔ اور کمالات کا تتمہ وہیں سے حاصل کیا +

ایک دفعہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے شیخ صاحب (شیخ بنوریؒ) کو مخدوم زادوں کے لئے بہت سے تحفے دے کر سرہند بھیجا۔ اور احتیاطاً اپنے مرید دریا خاں کے سو سوار شیخ صاحب کے ساتھ کئے۔ جب شیخ صاحب سرہند سے واپس آئے تو شیخ صاحب کی گرمئے مجلس کا اثر ان لوگوں پر ہوا۔ گو وہ مرید نہ ہوئے تھے لیکن مجلس میں بالکل خاموش بیٹھے۔ وہ شیخ صاحب کے بہت معتقد ہو گئے۔ اور دریا خاں سے شیخ صاحب کی بڑی تعریف کی۔ چنانچہ دریا خاں بھی شیخ صاحب کا معتقد ہو گیا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے شیخ صاحب کو لوگوں کی تربیت کے قابل پایا۔ تو خلافت سے مشرف فرمایا۔ پہلے پہل جو شیخ صاحب کے مرید ہوئے۔ وہ وہی سو سوار تھے۔ شیخ صاحب زیادہ تر دریا خاں کے لشکر میں رہتے۔ چونکہ ان دنوں دریا خاں پٹھانوں کا سردار تھا۔ جو پٹھان وطن سے آتے وہ دریا خاں کے پاس آتے۔ اور دریا خاں شیخ صاحب کا معتقد تھا۔ اس لئے وہ بھی شیخ صاحب کے معتقد ہو جاتے۔ اور مرید بنجاتے۔ اور انکی دیکھا دیکھی اور پٹھان بھی مرید ہوتے۔ اور شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ بادشاہ نے ڈر کر شیخ صاحب کو لشکر سے نکال دیا۔ جیسا کہ انشاء اللہ حسب موقع ذکر کیا جائیگا۔ اس سے پہلے شیخ صاحب کا نام ادہ خاں تھا۔ جب حضرت قیوم اول

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عنایت فرمائی۔ تو خانی کو حذف کر کے شیخ آدم مقرر فرمایا +

ذکر دربیان

سال بست و دوم از تجدید الف و قیومیت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عرض داشت کردن اکابر علما مشائخ ماوراء النہر و خراسان و بدخشان کہ مشتمل بود بر قبول تجدید و قیومیت وغیرہ کمالات آنجناب و ارادت آوردن آنہا بحضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

ملا بدر الدین اور خواجہ ہاشم روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت کے بعض مخلص حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد بدخشان خراسان اور ماوراء النہر میں لے گئے۔ اگرچہ پہلے دفتر میں بمقابلہ دوسرے دفتروں کے ابتدائی حالات درج ہیں۔ لیکن پھر بھی آنجناب کا کلام بمقابلہ دیگر مشائخ امت بدرجہا اعلیٰ و افضل ہے

آسمان نسبت عرش آمد فرود ورنہ بس عالیست پیش خاک تو

اس وقت وہاں کے علما و مشائخ اپنے وقت کے سردار تھے۔ اور ابھی تک آنجناب کے مرید نہ ہوئے تھے۔ جب انہوں نے مکتوبات کی پہلی جلد کا مطالعہ کیا۔ تو بہت کچھ دعا و ثنا کی۔ اور معتقد اور مرید ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ سبحان اللہ و بحمدہ کہ ہندوستان کے ملک میں اس قسم کا بزرگ جو مشائخ امت کا سردار ہے ظاہر ہوا ہے اور منصفانہ یہ مصرعہ پڑھا۔ ع

بتاریکی دراں آب حیات است

اس ملک کے مشائخ اکابر مثلاً ارشاد و سیادت پناہ میر کشاہ شیخ المشائخ کبروی میر محمد۔ مومن بلخی۔ اور علمائے جید مثلاً مولانا ربانی محسن قنادانی اور افضل القضاۃ مولانا نوئک نے ایک صالح مرد کے ہاتھ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نیازمندانہ عرضیاں بھیجیں۔ اس صالح مرد نے وہ عرضیاں اجمیر میں آنحضرت کی خدمت میں پیش کیں اور ان بزرگوں کی طرف سے وفور محبت و عقیدت

کا اظہار کیا۔ ان بزرگوں نے عرض کر بھیجا تھا۔ کہ اگر بعض امور۔ کبر سنی۔ ضعف بدنی اور بُعد مسافت مانع نہ ہوتے۔ تو آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر باقی عمر جناب کے در دولت پر ہی بسر کرتے۔ اور ان انوار و حالات سے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا۔ اقتباس کرتے +

چونکہ مذکورہ بالا رکاوٹیں سد راہ ہیں۔ اس لئے التماس یہ ہے کہ ہم نیاز مندوں کو اپنے مخلصوں اور مریدوں میں شمار کر کے غائبانہ افاضت سے ان مجبوں کے احوال پر توجہ فرمائیں۔ گو ہم لوگ بظاہر مہجور ہیں لیکن بباطن حضور ہیں۔ اس مرد صالح نے زبانی عرض کی۔ کہ مجھے ان بزرگوں نے اس مطلب کے لئے بھیجا ہے۔ کہ اُن کے لئے جناب سے انکی ارادت کا اظہار کروں۔ چنانچہ وہ ہر ایک کی طرف سے آنجناب کی خدمت میں مرید ہوا۔ رخصت ہوتے وقت التماس کی۔ کہ وہاں کے بزرگوں نے آنجناب کے بلند معارف سُن کر مکتوبات کے دوسرے دفتروں کے بارے میں التماس کی ہے۔ کہ اگر کوئی مکتوب مشتمل بر حقائق عالی ارسال فرمائیں۔ تو عین عنایت ہوگی۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے دست مبارک سے چند دعائیہ کلمات تحریر فرمائے۔ اور مکتوبات کی تیسری جلد کی ایک جزو اس مرد صالح کو عنایت فرمائی +

اس ملک کے بعض بزرگ جو بعد میں ہندوستان آئے وہ کہتے تھے کہ جس وقت آنحضرت رضے اللہ عنہ کے معارف وہاں پہنچے۔ ہم سید قدوۃ العرفا شیخ المشائخ وعلما میر مومن وغیرہ مشائخ اور علما کی خدمت میں تھے۔ ان کے مطالعہ سے حضرت میر وغیرہ مشائخ اور علما ذوق و خوشی میں آکر رقص کرنے لگے۔ اور فرمایا کہ اس مرد بزرگ کی قدر آج کے لوگوں کو کیا ہے۔ اگر سلطان العارفین بایزید بسطامی اور سید الطائفہ جنید بغدادی وغیرہ تمام اولیائے امت اس وقت ہوتے۔ تو آنجناب کی غلامی اختیار کرتے۔ اور جان و دل سے مرید ہو جاتے +

سید میر کشاہ سمرقندی علیہ الرحمۃ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے قدسی آیات مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا۔ جب میں اس مکتوب پر پہنچا۔ جو آنجناب نے ان اولیا کے بارے میں لکھا ہے جو اس ہزار سال میں ہوئے اور توحید وجودی کے قائل تھے۔ آنجناب ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان بیچاروں کو

اصل حقیقت کیونکر معلوم ہو۔ کیونکہ یہ تاریکی کے بھنور سے نکلکر ساحل پر پہنچے ہی نہیں۔ یہ مطالعہ کرکے حسب ذیل شعر خود بخود دل سے زبان پر آئے ؎

مجدد شیخ ما سرشار عرفاں — کہ سلطان ہزاراں بایزید است
مریدان مریدان مریداں — جنید و شبلی و شیخ فرید است
خمیر طینتش ذاتی کہ از چیست — باوازِ سید عالم رسید است
کمینہ صونیانے چرخ نیلی — کہ حق دل آفتابش آفرید است

آسی سال ایک خدا طلب حق پرست صالح مرد جس نے بہت سے بزرگوں کی زیارت کی تھی! دران سے فوائد حاصل کئے تھے آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ جیسے وہ خود بتاتا ہے۔ کہ میں اکبرآباد میں تھا۔ کہ بعض عورتوں نے کہا کہ فتح پور سیکری میں ایک درویش آیا ہے۔ جو کبھی غایب ہو جاتا ہے اور کبھی نمودار اب مدت بعد ظاہر ہوا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ چلو اس بزرگ کی خدمت میں چلکر طلب حق کریں۔ چند اور اہل مروت عورتیں میرے ساتھ ہولیں۔ ہم شام کے وقت اس باغ میں پہنچے۔ جہاں وہ بزرگ رہتے تھے۔ میں نے عورتوں کو کہا کہ تم جوان ہو ایسا نہ ہو تم سے کوئی بے ادبی ہو جائے۔ جس سے بجائے فائدے کے نقصان ہو۔ جب ہم وہاں گئے تو دیکھا۔ کہ سیاہ لباس پہنے بیٹھا ہے۔ اور دو تین خادم ہمراہ ہیں۔ ہم سلام کرکے دور بیٹھ گئے۔ اور میں ان عورتوں سے بھی فاصلے پر ہو بیٹھا تاکہ اگر وہ ہنسیں بھی تو فقیر مجھ پر اعتراض نہ کر سکے ایک گھڑی گذرنے نہ پائی تھی۔ کہ ان عورتوں نے آپس میں اس کے سیاہ لباس کا اشارہ کیا۔ اس نے دور سے ہی سخت ناراض ہو کر کہا۔ کہ فقیروں سے ہنسی مخول ٹھیک نہیں۔ وہ حیران رہگئیں۔ کہ تاریک رات میں دور بیٹھے ہوئے کیونکر سمجھ لیا۔ سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہ ہوا۔ کہ اس نے بذریعہ کشف معلوم کیا ہے۔ ڈر سے نیم جان ہی ہو گئیں۔ درویش کا غصہ تھما۔ تو میں نے خدا طلبی کا اظہار کیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ قطب وقت قیوم زماں اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جب تو انکی خدمت میں حاضر ہو کہ سمندر سے سیراب ہوا۔ تو چھوٹی ندیوں سے کیونکر ہو گا۔ میں نے دیدہ و دانستہ کہا۔ کہ بے شک وہ بزرگ ہیں۔ میں نے بڑی تعریف سنی ہے۔ اور زیارت کا ارادہ بھی ہے لیکن ابھی تک

حاضر خدمت نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ فلاں مقام فلاں دن دوپہر کے وقت تم آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ یہ باتیں ہوئیں۔ جو کچھ ہم میں گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے لفظ بلفظ دہرائی۔ حالانکہ جس وقت مجھ میں اور آنحضرت میں گفتگو ہوئی ہوئی تھی۔ اس وقت کوئی شخص تیسرا پاس نہ تھا۔ اس واسطے میں نے اقرار کیا۔ کہاں میں آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس بزرگ نے کہا۔ میں نے اس اولیا کے سردار کی زیارت کی ہے۔ اور انشاء اللہ ایک دفعہ اور کرونگا۔ جو شخص اعتقاد سے آنجناب کی زیارت کرتا ہے۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ تم بھی آنجناب کی خدمت میں جاؤ۔ جو تمہارا مدعا ہے حاصل ہو جائیگا۔ جو عورتیں اس بزرگ کے ساتھ تھیں انہوں نے بھی ہاجرا اسی طرح لفظ بلفظ سنایا۔ بعد ازاں وہ شخص صدق اعتقاد سے آنجناب کا مرید ہوا +

ذکر دربیان و بعہد کردن حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ

حضرت عروۃ الوثقےٰ معصوم بانی رضے اللہ عنہ را و خلعت قیومیت پوشانیدن و نشانیدن بر مسند ارشاد قائم مقام خود و بشارت دادن محبوبیت ذاتی و طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم

اس سال حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ اپنے فرزندوں کے فراق میں جو کہ سرہند میں تھے۔ بارہا مضطرب ہو کر انہیں یاد فرماتے +

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں آنجناب کی خدمت میں تھا۔ میں نے بارہا اس بات کا مشاہدہ کیا۔ کہ جب کبھی کوئی اعلےٰ درجے کی نعمت یا معرفت جناب کو حاصل ہوتی۔ تو بڑے شوق سے اپنے ان دونو فرزندوں کو یاد فرماتے۔ انہیں دنوں آنجناب نے حسب ذیل کلمات جو میرے قول کی تائید کرتے ہیں۔ اپنے فرزندوں کی طرف لکھے :-

مکتوب - الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ - میرے پیارے بیٹو! بیشک تم بھی ہماری صحبت کے مشتاق اور خواہاں ہو گے لیکن اس دوری میں بھی تمہارے دیکھنے کا آرزومند ہوں۔ لیکن کیا کروں ساری آرزوئیں کبھی پوری نہیں

ہوئیں۔ اس لشکر میں بے خبر ہوں۔ یہاں پر ایک گھڑی رہنے کو اس جگہ پر کی گئی ٹھیرنے پر ترجیح دیتا ہوں۔ کیونکہ جو کچھ یہاں میسر ہے معلوم نہیں کہ کسی اور جگہ کچھ ہو۔ اس مقام کے علوم معارف ہی جدا ہیں۔ اور یہاں کے مواجید و مقامات کسی مجھ کو نرالا ہے۔ بادشاہ جو جانے سے منع کرتا ہے۔ اس میں اپنے مولا کی رضامندی اور عنایت کا دریچہ خیال کرتا ہوں۔ اور اس حبس کو دو نو جہان کی خوش قسمتی جانتا ہوں۔ خصوصاً ان پراگندگی کے دنوں میں کاروبار کچھ عجیب ہی ہے۔ اور ان تفرقہ کے دنوں میں عجیب و غریب غمزے اور اشارے ہوتے ہیں۔ دن بدن جو تازہ اور عجیب نعمت حاصل ہوتی ہے۔ اس وقت فرزندوں کا خیال آجاتا ہے۔ اور ان کے نہ پانے سے جگر کباب ہو جاتا ہے۔ میرا شوق تمہارے شوق کی نسبت زیادہ ہے۔ کیونکہ امر مسلمہ ہے۔ کہ جس قدر باپ کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے۔ اتنی بیٹے کو باپ سے نہیں ہوتی۔ گو اصل اور فروع کے لحاظ سے معاملہ برعکس ہے۔ کیونکہ جڑھ کو شاخوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن شاخوں کو جڑھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن مشیت ایزدی اسی بات کی مقتضی ہے۔ اور شوق اگر بدرجہ غایت ہو جائے۔ تو اصل کو بھی کھینچ لیتا ہے۔ واقعی

مصرعہ ۔ ورخانہ یکدست خدائی ماند ہمہ چیز والسلام

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو نو فرزندوں کو لکھا۔ کہ اب عمر ختم ہونے آئی لیکن فرزند دور ہیں

نیز اسی سال آنجناب نے اپنے دو نو فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم ثانی غرۃ الو رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد سعید خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ کی طرف حسب ذیل مکتوب لکھا

دل ہمیشہ تمہارے احوال کی طرف متوجہ اور تمہارے کمال کا خواہاں رہتا ہے۔ کل صبح کی نماز کے بعد میں خاموش بیٹھا تھا۔ کہ ظاہر ہوا۔ کہ یہ خلعت (قیومیت) جو میں پہنے ہوئے ہوں۔ مجھ سے جدا ہو گئی ہے۔ اور خلعت مجھے عطا ہوئی ہے۔ دل میں خیال آیا کہ دیکھئے یہ خلعت زائد کسی کو ملتی ہے یا نہیں۔ میری دلی آرزو تھی کہ یہ خلعت زائد میرے فرزند ارجمند محمد معصوم کو ملے۔ ایک لمحہ بعد میں نے دیکھا۔ کہ میرے فرزند کو مرحمت ہوئی اور وہ ساری کی ساری خلعت اُسے پہنائی گئی۔ اس خلعت زائد سے مراد منصب قیومیت ہے۔ جو بلحاظ تربیت اور تکمیل تمام جہان سے متعلق ہے

اور اسی کی وجہ سے میں اس عرصہ مجتمع سے مربوط رہا۔ اور جب یہ خلعت جدید کا معاملہ اخیر کو پہنچ جائیگا۔ تو یہ اثر جانے کی مستحق ہو جائیگی۔ جو بعد اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے میرے پیارے فرزند محمد سعید کو عطا فرمائیگا۔ میں نے اس بارے میں التجا کی جو منظور ہو گئی۔ میں دونو فرزندوں کو اس منصب کے قابل پاکر انہیں آمادہ کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالے کا شکر بجالائیں۔ لکھا ہے۔

قولہ تعالیٰ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۔ اے آل داؤد شکر کرو۔ حال یہ ہے۔ کہ میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت کم ہیں ۔ ۲۲ ع ۸

اس مکتوب کے پہنچتے ہی دونو مخدوم زادے حضرت قیوم اول کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے۔ شرف زیارت سے مشرف ہونیکے چند روز بعد دونو صاحبزادوں کو خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ اب مجھے اس جہان سے کسی قسم کی وابستگی اور نظر نہیں رہی۔ اور یہ منصب قیومیت محمد معصوم کو عطا ہوا ہے۔ اب مجھے اس جہان میں جانا چاہیئے۔ اب چلنے کی علامتیں بھی نمایاں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں اس مجلس کا حال یوں تحریر فرمایا ہے:۔

مکتوب جس وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے اس بندہ کو خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ اس وقت آنحضرت اور ہم دو بھائی موجود تھے۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس مجمع گاہ سے میل جول کا باعث قیومیت تھی جو تجھے عطا ہوئی ہے۔ اب سب تمام خط و کتابت دینی و دنیاوی معاملہ میں تمہیں سے ہوگی۔ اس لئے اب اس جہان میں میرے رہنے کی کوئی ضرورت مجھے معلوم نہیں ہوتی۔ جب میں نے آنجناب کی زبان مبارک سے آپکے اس جہان سے وادی قرب میں کوچ کر جانے کی بابت سنا۔ تو گو مجھے آنجناب رضے نے قیومیت کی خوشخبری دی تھی لیکن وہ خوشی فوراً زائل ہو گئی۔ جگر کباب ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور بڑے غم کے زبان بند ہو گئی۔ سننے کی طاقت زائل ہو گئی۔ جب آنحضرت رضے نے میری طبیعت میں یکایک تبدیلی دیکھی تو از راہ لطف و کرم فرمایا کہ غم مت کرو اللہ تعالے کا طریقہ ہی یوں ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلاتا ہے دوسرے کو اس کی جگہ قائم مقام کرتا ہے۔

جب جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیق رضے اللہ عنہ جانشین ہوئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضؓ اُنکے بعد حضرت عثمان رضؓ اور اُن کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔ چونکہ بندہ اپنے آپ میں اس کام کی قابلیت نہیں پاتا تھا۔ اور علاوہ بریں رنج وغم کا بڑا سخت اثر ہوا تھا۔ اس واسطے کچھ بول نہ سکا۔ اور جو جو امورات آنجناب سے پوچھنے تھے۔ اس وقت ان میں سے ایک بھی نہ پوچھ سکا۔ واقعی کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

وحشی گذشتہ یا کہ نکردہ حکایتے ۔۔۔ اے خانماں خراب زبانِ تو بستہ بود

آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تیری قیومیت پر میری قیومیت کی نسبت زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ جب آنحضرت رضے اللہ عنہ نے دیکھا کہ میرا رنج والم بدرجہ غایت ہے۔ تو فرمایا ابھی میرے کوچ میں کچھ عرصہ ہے لیکن دیکھتا ہوں کہ قلق کیا ہے۔ ایک لمحہ کی توجہ کے بعد فرمایا کہ بات یہ ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں تمہارا قیام مجھ سے ہے۔ اور افراد عالم کا قیام تم سے اس سے میرے غمزدہ دل کو گونہ تسلی ہوئی ✤

اس واقعہ کے ایک سال تین ماہ اور چند روز بعد آنجناب رضؓ کا وصال ہوا۔ کیونکہ یہ معاملہ ماہ ذالحجہ سنہ ۱۰۳۲ ہجری کے پہلے عشرے کا ہے۔ اور آنجناب کا وصال ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو ہوا۔ منصب قیومیت کی تعریف اس سے پہلے لکھی گئی ہے۔ یہاں پر اس کی بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ قیومیت کیلئے ضروری شرط طینت پیغمبری ہے۔ یعنی حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری بھی عنایت فرمائی۔ یہ منصب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سے پہلے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ شرط ہو چکی تھی۔ کہ قیوم ہزار سال بعد ہوگا۔ یہ شرط اولوالعزم پیغمبر کی ہے۔ اس کے قیام کے بعد پھر اسی قیومیت پر اور انبیاء اور رسول آئے۔ چونکہ آنحضرت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع تھے۔ اس واسطے انہیں یہ مقام نصیب ہوا۔ دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو ایسا کام درپیش تھا۔ جو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر خلوت کے متعلق تھا۔ جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب بیان ہوگا۔ اس واسطے آنجناب نے یہ منصب اپنے فرزند کو عنایت فرمایا ✤

ایک اور وجہ یہ ہے کہ چونکہ قیامت نزدیک ہے۔ اس لئے جو چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ اسے زیادہ مضبوط کرتے ہیں۔ اس واسطے دین متین کو مضبوط کرنے کیلئے پے در پے چار قیوم ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تسلی کیلئے خلفائے راشدین کے اسما نقل فرمائے۔ اس سے مراد یہ تھی۔ کہ پے در پے چار قیوم ہونگے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پے در پے چار خلیفہ ہوئے +

مختصر یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خلعت قیومیت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو پہنائی۔ اور محبوبیت ذاتی بھی جو طینت محمدی پر موقوف ہے عنایت فرمائی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ محبوبیت ذاتی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ یا ان کے فرزندوں کے کسی ولی کو عنایت نہیں فرمائی +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ معصوم زمانی رضی اللہ عنہ کو اپنے حضور میں خود مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور تمام خلیفوں اور مریدوں کو حکم دیا۔ کہ ان سے بیعت کریں۔ سب نے حسب الارشاد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ خانقاہ کے تمام معاملات آپ کے سپرد ہوئے۔ اور خلیفے اور مرید بھی اُن کے حوالے کئے گئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام خاص و عام یاروں کو حکم دیا۔ کہ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ جو شخص حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے آتا۔ آپ اُسے قیوم ثانی کی خدمت میں بھیج دیتے۔ خود مرید نہ کرتے +

جب سرہند شریف میں آئے تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خلوت مطلق اختیار فرمائی سالکوں کو توجہ دینا۔ خلقت کا ارشاد کرنا۔ خانقاہ کی امامت کرنا۔ سب کچھ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بذات خود سرانجام فرمایا کرتے آنحضرت صرف جمعہ کے روز خانقاہ میں تشریف لایا کرتے۔ تاکہ لوگ آنجناب رضی اللہ عنہ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوں۔ باقی دنوں میں کسی کو مجال نہ تھی۔ کہ خلوت میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو۔ صرف فرزندوں کو اجازت تھی۔ باقی تمام مرید اور خلفا حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ اور جو سلوک حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کیا کرتے تھے۔ وہ اب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بجا لاتے +

ذکر و بیان

سال بست و سوم از تجدید الف ثانی قیومیت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مراجعت آنحضرت از لشکر سلطان ہند بدار الارشاد و خلوت اختیار کردن آنجناب از خلق و امتزاج ملامت و صباحت کہ خلق ابراہیمی و محبوبیت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہست و بشارت دادن آنحضرت سعید عصر خلیل و خازن الرحمت رانجلعت خلت و ضمنیت خود تقسیم نمودن آنحضرت خدمات الٰہی را بر فرزندان خویش

جب آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سن شریف باسٹھ سال ہوا۔ تو لوگوں کو فرمایا کہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی۔ سو اس حساب سے زندگی کا ایک سال اور باقی ہے۔ اس واسطے آنجناب اس بات کی کوشش کرتے تھے۔ کہ بادشاہ سے رخصت ہو کر سرہند تشریف لیجائیں۔ اتفاقاً ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کے روضہ مبارک کی زیارت کیلئے گئے ہوئے تھے۔ دیر تک مرقد مبارک کے محاذی مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ جب وہاں سے اٹھے تو فرمایا کہ خواجہ صاحب نے حق مہمانی ادا کیا۔ اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں۔ اور بہت سی اسرار کی باتوں کا ذکر ہوا +

چنانچہ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ مجھے فرمایا کہ اس لشکر سے جانے کیلئے اتنی محنت نہ کرو۔ اُسے اللہ تعالےٰ کی رضامندی پر چھوڑ دو۔ جب چاہیگا۔ خود ہی یہاں سے رخصت ملجائے گی۔ اتنے میں اس مزار کے خادموں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کا متبرک قبر پوش جو ہر سال نیا چڑھایا جاتا تھا اور پرانا بادشاہوں کو دیا جاتا تھا۔ جسے وہ جواہرات کی طرح صندوقوں میں رکھتے تھے۔ آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ اور عرض کی کہ آپ سے اچھا اس قابل اور کون ہوگا۔ آنحضرت نے قبول کیا اور اُسے اپنے خادم کے سپرد کر کے آہ سرد بھری اور فرمایا۔ چونکہ اس سے اچھا کوئی لباس بارگاہ میں نہ تھا۔ اس واسطے مجھے عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ اسے ہمارے کفن کیلئے سنبھال کر رکھو +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک رات تہجد کے وقت میں آنجناب کے حجرہ خاص کے نزدیک آکر کھڑا ہوا۔ تو مجھے اندر سے رونے کی آواز حزیں سنائی دی۔ جب حجرہ کے سوراخ پر کان رکھ کر سنا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بڑی درد سے حسب ذیل شعر پڑھ رہے ہیں۔ اور رو رہے ہیں ؎

باد از زندگی جانے شد سیر از عمرت — چہ خوش بودے کہ عمر جاودانی یافتی

آخر بڑی کوشش کے ساتھ بادشاہ سے رخصت لی۔ بادشاہ نے بھی مجبور ہو کر آنجناب کو وطن جانے کی رخصت دی۔ جب اس سفر سے دار الارشاد سرہند میں تشریف لائے۔ تو وہاں کے رہنے والوں نے آنجناب کا استقبال کیا اور مارے خوشی کے جامہ میں نہ سمائے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے تھے ؎

دیوار و درش سجود کردند — شکرانہ ایں ورد کردند

اس سرزمین کے رہنے والے "العود احمدا" ہی پکارتے تھے۔ اپنے دردولت کے قریب ایک عمدہ جگہ اپنی خلوت کیلئے اختیار فرمائی۔ جس سے سوائے جمعہ کی نماز کے باہر تشریف نہ لاتے۔ اس خلوت میں سوائے فرزندوں اور دو تین مخصوص خادموں کے اور کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ شیخ کریم الدین حسن ابدالی اور خواجہ ہاشم کو بھی خدمت کیلئے اس خلوت میں جانے کی اجازت تھی۔ باقی ہنگام ارشاد خلق مرید کرنا۔ سالکوں کو توجہ دینا۔ خانقاہ کی امامت کرنا حضرت عروۃ الوثقیٰ معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا۔ آنحضرت نے اپنے تمام مریدوں کو حکم دے دیا۔ کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ اور انہیں کے حلقہ میں بیٹھا کریں چونکہ بعض کمالات ان سے باقی رہ گئے۔ اس واسطے آنحضرت نے فرمایا کہ محمد سعید! تم امامت کیا کرو۔ تاکہ میں تمہیں کمالات الٰہی کے انتہائی مقام پر پہنچا دوں۔ خلوت کے شروع میں ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا۔ کہ جب بوعلی دقاق رح کا مشرب بہت عالی ہو گیا۔ تو اس کی مجلس کو خلقت سے خالی کر دیا گیا ؎

خواجہ ہاشم "برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ آخری عمر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشرب اس قدر عالی ہو گیا تھا۔ کہ آنجناب کے بڑے بڑے اور کامل سے کامل خلفا اور اصحاب بھی نو وارد طالبان الٰہی سے مل گئے تھے ان دنوں جو بعض

دوستوں کی طرف کثرت سے لکھتے۔ تو اُن میں دنیا دی بیزاری کا اندراج فرماتے۔ اور بعض مکتوبات میں تو صریحاً تحریر فرماتے کہ اب عمر آخر ہونے پر آئی۔ دیکھئے کیا پیش آئے۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کی کہ ملک دکن میں آج کل سلطنت کے امور میں سخت بدنظمی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنے بال بچے کو لے آؤں آنجناب نے چار و ناچار اجازت عنایت فرمائی۔ پھر میں نے عرض کی۔ کہ جناب دعا فرمائیں تاکہ پھر آستان بوسی جلدی نصیب ہو۔ فرمایا ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ آخرت میں اکٹھے ہونگے تب سے خواجہ ہاشم کو اس دنیا میں آنجناب کی زیارت نہ ہوئی۔ کیونکہ خواجہ صاحب کے رخصت لینے کے سات مہینے بعد آنحضرت رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو رات کے وقت حضرت امام معصوم ثانی کی والدہ نے دعائے استغاثہ اور اس رات کی برکت کیلئے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے التجا کی۔ اچانک زبان مبارک سے نکلا کہ آج کی رات اجل و امید کی ہے۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ کس کا نام دفتر ہستی سے مٹایا گیا ہے اور کس کا قائم رکھا گیا ہے۔ جب آنحضرت نے یہ سنا تو فرمایا کہ تم تو شک و شبہ میں یہ بات کہتی ہو۔ اس شخص کی کیا حالت ہو گی۔ جو بچشم خود دیکھتا ہو۔ کہ اس کا نام صفحہ ہستی سے مٹایا گیا ہے۔ اور ٹھنڈی سانس لی۔ بعض مخصوص محرموں اور متعلقین نے التماس کی کہ آنجناب کے خلوت اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا کہ اب اس جہان سے کوچ کر جانے میں بہت تھوڑا عرصہ باقی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے قطع تعلق کر کے تنہائی اختیار کروں۔ اور استغفار میں مشغول ہو جاؤں۔ اور یہ کہ ہر ایک دم ظاہری اور باطنی عبادت میں صرف کرنا از بس ضروری اور لازمی ہے۔ اور یہ کہ عام مجمع میں نصیب نہیں ہو سکتی۔ پس تم مجھ سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور مجھے اللہ تعالےٰ کے سپرد کرو۔ لیکن وہ اصل خلوت اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ملاحت و صباحت کو بالا نتخا۔ صباحت یہ مطلب ہے کہ انسان خوش شکل ہو۔ یعنی آنکھ، ابرو، ہونٹ، ناک وغیرہ عمدہ ہوں۔ باقی اعضا متناسب اور پسندیدہ ہوں۔ رنگ سرخی لئے سفید ہو۔ اور ملاحت یہ ہے کہ مذکورہ بالا صفات نہ ہوں۔ بلکہ کوئی ایسی چیز ہو۔ جو نے اختیار دلوں کو مائل و گرویدہ بنا لے۔ نتیجہ یہ ہے کہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں۔ کہ گو کیسے ہی خوش شکل ہوں لیکن دلربا نہیں ہوتے۔

بہت سے ایسے ہیں کہ خوش شکل نہیں ہوتے لیکن دلربا ہوتے ہیں پس صباحت سے ملاحت بدرجہا بہتر ہے۔ لیکن اگر دونو مجتمع ہوں تو نور علیٰ نور ہے ؎

از اں انبوں کہ ساقی در مے افگند حریفاں را نہ سر ماند نہ دستار

ملاحت کو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت سے مناسبت ہے اور صباحت کو خلت ابراہیمی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے +

چنانچہ حدیث شریف ہے "انا املح واخی یوسف اصبح" میں سب سے ملیح ہوں اور میرے بھائی یوسف صبیح ہیں +

حضرت ابراہیم کی صباحت کا مظہر حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صباحت کو طلب فرمایا ہے +

چنانچہ امت کیلئے حکم کیا ہے کہ نماز میں درود کے وقت کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ پڑھیں اور یہ بات خلوت پر موقوف تھی۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہزار سال تک خلوت میسر نہ ہوئی۔ کیونکہ ہر ایک اولوالعزم قیومیت کی خاطر ہزار سال رو بخلق رہتا ہے۔ ہزار سال بعد جب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ تو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منصب قیومیت اور مخلوق کے متعلقہ باقی خدمات مثلاً شفاعت۔ رحمت وغیرہ سب آنجناب کو عنایت فرمائیں اور اس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلوت خاص حاصل ہوئی۔ اور یہ مقام جو خلوت پر موقوف تھا حاصل ہوا۔ علاوہ بریں بعض کمالات الٰہی اسم آخر کے متعلق تھے ان کمالات میں جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک سیر کرتی تھی۔ وہ سیر ہزار سال کے عرصہ میں ختم ہوئی +

نیز یہ ضروری تھا۔ کہ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ایسا شخص ہو جس پر ان تمام کمالات کا ظہور ہو۔ سو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ پر ان کمالات کو ختم کیا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کو تمام کمالات الٰہی کا مظہر اتم بنایا۔ صفات کا اجمال جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے۔ اور ان صفات کی تفصیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مناسبت رکھتی ہے۔ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیلی اجمال طلب

فرمائی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت تفصیل سے اوپر ہے۔ جس سے نیچے آنا معلوم۔ پس امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہئے تھا۔ جو حقیقت اور تحت تفصیل ہو۔ تاکہ تفصیل کے کمالات اس پر ختم کئے جائیں۔ اور ان کمالات کو تحت سے فوق تک پہنچائے۔ پس حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے لیکر ہزار سال تک کمالات تفصیل جو اسم آخر کے مناسب تھے ظاہر ہونے لگے۔ اور وہ ہزار سال بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ نے پورے کئے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے ان کمالات کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ جنہوں نے دنیا و آخرت کے تمام مقدمات مثلاً قیومیت، شفاعت، رحمت وغیرہ سب کچھ آپ کے سپرد کیا۔ اور حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے یہ خدمت اپنے فرزندوں کے سپرد کی۔ اور خود جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت خاص سے مشرف ہوئے۔ اور یہی وجہ تھی جناب نے خلوت اختیار کی۔

کشف الحقائق مقامات قیومیت میں ملاحت و صباحت کی آمیزش اور تمام سوال و جواب مفصل درج ہیں۔ اس مقام پر مفصل درج کرنے کی گنجائش نہیں۔

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید عصر اور خلیل دہر کو خوشخبری دی۔ کہ قیامت کے دن جو شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ اس کے کاغذ پر تمہاری مہر ہوگی جبتک تمہاری مہر نہ ہوگی بہشت میں داخل نہ ہو سکیگا۔ اسی واسطے جناب کا خطاب خازن الرحمۃ ہوا۔ اور باقی تمام خدمات مثلاً قیومیت۔ گنہگاروں کو دوزخ کی آگ سے بچانا۔ پلصراط پر سے آسانی کے ساتھ گزارنا۔ حساب میزان وغیرہ سب حضرت امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے سپرد کیں۔ اسی واسطے آنحضرت کو عروۃ الوثقےٰ کا خطاب دیا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے حضرت خازن الرحمت کو وہ خلعت پہنچائی۔ جو آپ نے قیومیت کے بعد پہنی تھی۔ اور ساتھ ہی خوشخبری دی کہ تمام کمالات الٰہی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھ پر مرحمت فرمائے۔ ان سب کے انتہائی مقام پر میں نے محمد سعید رضے اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا دیا۔ اور پوری قوت دیدی اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام کمالات الٰہی بالاصالت عنایت

فرمائے۔ اور اسالت طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے +

ذکر و بیان بعضی کرامات و خوارق عادات حضرت قیوم اول

خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی ذات مبارک اس سے بہت اعلے و ارفع ہے کہ آنجناب کی کرامات اور خوارق عادات بیان کر کے جناب کا وصف کیا جائے۔ لیکن چونکہ مورخوں کی عادت ہے۔ کہ اولیا اور انبیا کے احوال میں ایک علیحدہ فصل میں اُن کے معجزات اور کرامات بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے میں بھی آنجناب کی چند ایک کرامات اور خوارق عادات جو آنجناب سے کے معتبر تابعین سے سنیں اس کتاب میں لکھتا ہوں۔ درحقیقت تو کرامت یہی ہے۔ کہ مرید کو ایک حالت سے دوسری حالت میں لیجائیں۔ اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچا دیں۔ سو اس قسم کی ہزارہا کرامتیں آنحضرت کے سلسلہ کے مریدوں اور خلیفوں سے اب تک ظاہر ہو چکی ہیں۔ اور انشاء اللہ قیامت تک ان کا ظہور اسی طرح ہوتا رہیگا۔ دوسری قسم کرامات کی جو کونیات سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ کرامت اور دلالت میں داخل نہیں بلکہ ریاضت اور مجاہدے پر موقوف ہے۔ کیونکہ سچ اور جھوٹ دونو شامل ہیں۔ چنانچہ یونان کے حکما اور ہند کے برہمنوں سے بھی ایسی باتیں بطور استدراج ظہور میں آتی ہیں۔ اولیا۔ اللہ سے جو کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ آخری عمر میں وہ اس ظہور کرامات کی بابت بڑے شرمسار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقولہ ہے۔ کہ انبیا علیہم السلام کا عذاب وحی کا بند ہونا اور اولیا کا عذاب کرامات کا ظاہر ہونا اور مومن کا عذاب اطاعات میں کوتاہی اور کمی کرنا ہے۔ صحابہ کرام رضے اللہ عنہ سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی۔ حالانکہ ان کی ولایت باقی اولیا کی ولایت سے کہیں بڑھ کر ہے +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی سعد الدین سے سنا۔ جو فرماتے تھے۔ کہ میں چند روز حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی عالم پناہ خانقاہ میں رہا۔ آنحضرت کی صحبت شریف کی برکت سے نہایت عجیب و غریب احوال منکشف ہوئے۔ بسا اوقات سجدہ کی حالت میں زمین و آسمان کے طبقات کی حالات

اور ان میں کا سب کچھ دکھائی دیتا +

اسی اثنا میں اتفاقاً خیال آیا۔ کہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے بڑے بزرگ ہیں۔ لیکن کوئی کرامت یا خوارق جو عالم کون کے متعلق ہو۔ آنجناب سے ظاہر نہیں ہوا۔ یہ خیال آتے ہی میرے احوال میں قبض اور بستگی سی آگئی۔ جب میں قبض سے عاجز آگیا۔ تو میں سمجھا کہ یہ اس خیال فاسد کی شامت ہے میں نے توجہ کی اور اپنی پگڑی گلے میں ڈالکر آنحضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آنحضرت نے میرا سر اٹھا کر فرمایا۔ تم طلب کرامت کرتے ہو۔ اور یہ فلاں شخص کی صحبت کا نتیجہ ہے +

یاروں کو واضح رہے کہ جو شخص اس قسم کی کرامات کی توقع رکھتا ہے وہ کسی اور شیخ کی تلاش کرے۔ اور جو شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت فنا و بقا کا اقتباس اور ذات و صفات کی معرفت کا خواہاں ہے۔ وہ چند روز میرے پاس گذارے نیز فرمایا کہ کرامت بھی ایک طرح سے پیغمبر کے معجزے ہیں۔ اولیاء اللہ بھی کرامات کے اظہار پر مامور ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ دین کو تقویت ہو۔ اور ایسے وقت میں جب دشمن اسلام کا غلبہ ہو۔ اور پھر بھی ولایت کے ظاہر کرنے پر فخر کرنے کے واسطے نہیں۔ بلکہ کافروں کو معتقد بنانے کے واسطے +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ قدرت عطا فرما رکھی ہے کہ اگر اس خشک لکڑی پر توجہ کروں تو ایک جہان اس سے منور ہو جائے اور فیض حاصل کرے۔ لیکن اب زمانہ ہے۔ نہ پروردگار کی رضی۔ اور نہ ہی میرا دل اسکے ظاہر کرنے کو چاہتا ہے۔ جوں جوں قیامت نزدیک آتی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیا کو چھپاتا جاتا ہے۔ اور کرامت اظہار ولایت کا سبب ہو جاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ صاحب عشرت بھی اپنے آپ کو گوشہ نشینوں کی طرح چھپاتے ہیں لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں کیونکہ اگر وہ گوشہ نشینی نہ اختیار کریں تو بہت سی خلقت کو معرفت الٰہی حاصل ہو سکتی ہے آج کل کی معرفت بہت اعلیٰ و اشرف ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق ذات بحت سے ہے۔ جو چیز اعلیٰ درجہ کی ہوگی وہ بہت کم شخصوں کو ملا کرتی ہے۔ اور ایسی معرفت میں کرامت بہت کم ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ انبیاء سے جو اس معرفت کے اہل ہیں۔ معدودے چند معجزات

ظہور میں آئے +

چنانچہ حق تعالےٰ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی شان میں جو کہ انبیا میں سے سب سے بڑے ہیں فرماتا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ" یعنی ہم نے موسےٰ کو نو ظاہر نشانیاں دیں یعنی نو معجزے عنایت فرمائے +

لیکن جو ولایت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پہلے اولیا کو حاصل تھی۔ اس کا تعلق اسما و صفات کے ظلال (سایہ) سے تھا۔ اس لئے اس میں اکثر کرامات کا ظہور ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ عام اولیا کی نسبت مشہور ہے۔ ہزارہا لوگ ظلال کے کمالات سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور جو چیز عام ہوا کرتی ہے۔ وہ بہت سے لوگوں کو ملتی ہے اور خاص نعمت چند ایک آدمیوں کو عنایت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزار سال سے پہلے اولیا نے بہت کچھ ظہور کیا۔ اور ہزار سال بعد کم۔ اب یہاں ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی چند ایک کرامات کا ذکر کرتے ہیں +

کرامت۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پہلی کرامت تو آنجناب کا کلام ہے کہ اس میں جناب نے ذات و صفات الٰہی کے معارف و حقائق تازہ اور نئے بالکل شریعت کے مطابق بیان فرمائے ہیں۔ جو گذشتہ اولیا کے بیان کردہ حقائق و معارف سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ یہ بھی سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہ آنحضرت ؐ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ جس وقت جس چیز کا زور ہو۔ اسی قسم کا معجزہ انبیا کو عطا کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس مروجہ شے پر غالب آجائے +

چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے عہد میں جادو کا بہت رواج تھا۔ سو اللہ تعالےٰ نے موسےٰ علیہ السلام کو عصا عنایت فرمایا جس نے اس وقت کے تمام جادوؤں کو ٹھپ کر لیا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وقت میں طبیبوں کا بڑا زور تھا۔ چنانچہ تمام حکیم مثلاً افلاطون۔ اوسطاطالیس اور جالینوس وغیرہ اس زمانے میں تھے۔ اس لئے حکیم مطلق نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عنایت فرمایا۔ جس سے وہ حکیم عاجز آگئے +

حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں فصاحت و بلاغت کا بڑا دور دورہ تھا۔ چنانچہ عرب کے شعرا نے اپنے اپنے قصائد کاغذ پر لکھ کر کعبہ کے آستانہ پر

چشم پاں کر دئے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف جو فصاحت و بلاغت کی کمالیت کا نمونہ ہے۔ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا جسے دیکھکر تمام شاعروں نے اپنے قصائد کے تمام کاغذ پھاڑ ڈالے ✦

اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے وقت میں حقائق و معارف کا عام رواج تھا۔ چنانچہ مشائخ زمانہ کی مجلسوں میں انہیں کا تذکرہ رہتا۔ اور اسی علم کی کتابیں بکثرت تصنیف ہوتیں۔ سو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ پر سنت نبوی کے مطابق و موافق وہ وہ حقائق و معارف منکشف فرمائے جو ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی اللہ سے ظہور میں نہیں آئے تھے۔ یہی حقیقت شریعت ہے۔ جس کے لئے انبیا مبعوث ہوئے۔ اور یہی کلام مجید کی معرفت ہے جو اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر ظاہر فرمائی۔ برخلاف اس کے دوسرے اولیا کے حقائق و معارف سراسر شریعت کے مخالف ہیں۔ چنانچہ وہ وحدت وجود کے قائل تھے ✦

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی تصنیفات دربارہ حقائق و معارف تین جلد مکتوبات اور سات رسالے ہیں۔ پہلی جلد میں انبیا کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ ۳۱۳ مکتوب ہیں۔ دوسری جلد میں اسماء حسنےٰ کے شمار کے موافق ننانوے ۹۹ ہیں۔ اور تیسری جلد میں قرآن شریف کی سورتوں کے عدد کے برابر ایک سو چودہ مکتوب ہیں۔ رسالے سات ہیں۔ اوّل مبداء و معاد دوم معارف لدنیہ سوم مکاشفات غیبیہ چہارم اثبات نبوت پنجم رد شیعہ ششم تہلیلیہ شرح کلمہ طیبہ۔ ہفتم شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز ✦

کرامت۔ ایک رات حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی توجہ سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اور لوگوں کی درخواست کے مطابق اس میں سے حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ نمودار ہوئے۔ اور لوگوں میں تشریف لے آئے۔ جنہیں حاضرین نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور آنحضرت کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کیا۔ اور پھر قطب ستارے کی طرف واپس تشریف لے گئے۔ اور قطب اپنی اصلی جگہ پر آگیا۔ جیسا کہ تجدید کے پندرھویں سال میں اس کا مفصل ذکر لکھا گیا ہے ✦

کرامت میرے (مولف کتاب) والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ

ایک کیمیاگر مرد خدا حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اکسیر کا ٹکڑا بل نکال آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کیا۔ کہ اس سے اس قدر سونا بن سکتا ہے۔ جو ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ کے لگان کے برابر ہو۔ یہ خانقاہ کے یاروں کے اخراجات کے کام آئیگا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک کام تجھے بتاتا ہوں۔ بشرطیکہ تو کرے پھر میں تجھ سے یہ بل لے لونگا۔ اس نے عرض کی قربان جاؤں جناب یہ حکم کیوں نہ بجالاؤں۔ حضرت قیوم اوّل نے خادم کو حکم دیا۔ کہ جس وقت ہم بیت الخلا (ٹٹی) سے باہر نکلیں۔ تو ہمارا بول و براز سب کچھ اس شخص کو دے دینا۔ اور اسے کہنا کہ شہر سے باہر جاکر دیکھے۔ اس نے حسب الارشاد بلا کراہت وہ بول و براز بغل میں لے لیا۔ اور جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہر سے نکل کر اسے دیکھا۔ تو تمام خالص سونا تھا۔ یہ دیکھکر حیران ہوا۔ آنجناب کا مرید ہوگیا اور باقی عمر آنجناب ہی کی خدمت میں بسر کر دی۔

کرامت۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سید مرد رحمت اللہ نام کا بیان ہے "میں نے ملک دکن میں ایک بتخانہ دیکھا۔ ایک روز میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی زبان مبارک سے سنا تھا۔ کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے بتوں کی توہین کرے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اسے اہ خدا میں غازیوں کا سا ثواب ملیگا۔ اس نصیحت پر عمل کرنے کے لئے میں اس بتخانے میں آیا۔ اور سارے بتوں کو توڑا۔ اتنے میں جیسلمیر کا ایک ہندو جاٹ نے دیکھا۔ اور بتخانہ کے عابدوں کو اطلاع دی۔ اطلاع کا دینا تھا۔ کہ ایک ہزار آدمی اوزار ہاتھوں میں لئے میرے مارنے کیلئے نکلے۔ میں حیران رہگیا۔ اب وہاں سے بھاگنا بھی دشوار تھا۔ میں نے شہید ہونے کی ٹھان لی۔ اور باطن میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی طرف توجہ کی۔ کہ میں نے جناب کے فرمان کے مطابق یہ کام کیا ہے۔ اب آپ مجھے ان کافروں سے بچائیں دلوائیں۔ اسی آہ و زاری میں میرے کان میں آواز پڑی (جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی تھی) کہ خاطر جمع رکھو۔ دیکھو ابھی تمہاری حمایت کیلئے لوگ آتے ہیں۔ جب کافر نزدیک آپہنچے۔ تو ایک ٹیلہ پر سے چالیس سوار نمودار ہوئے۔ جنہوں نے گھوڑوں کو ایڑی لگا کر ان موذیوں کو پسپا کر دیا۔ وہ ان سواروں کو دیکھتے ہی دُم دبا

بھاگ گئے ۔

کرامت خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص مرید سید جمال نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک وادی میں شیر میرے سامنے آیا۔ جسے دیکھکر میں بہت ڈرا۔ مجبوراً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی۔ میرا التجا کرنا ہی تھا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے آئے۔ اور پوری طاقت سے اس شیر کو عصا مارا۔ جس سے وہ شیر لومڑی کی طرح دم دبا بھاگ اُٹھا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ بھی نظر سے غائب ہو گئے ۔

نوٹ۔ واضح رہے۔ کہ جن کرامات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی مولفہ کتاب "برکات الاحمدیہ" میں سے لی گئی ہیں ۔

کرامت۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز میں ایک دوست کی منت و سماجت سے ایسے شیخ کی قبر کی زیارت کو گیا۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ناراض تھے۔ کیونکہ اس سے بعض باتیں خلاف شرع ظہور میں آئی تھیں۔ جانے کو تو میں گیا۔ لیکن دل آنجناب کی طرف سے ڈرتا تھا۔ مگر یار کی موافقت بھی لازمی تھی۔ آخر جب میں نے اس شیخ کی تربت پہنچکر مراقبہ کیا۔ تو فی الفور ایک غضبناک شیر مجھے دکھلائی دیا۔ جو میری طرف بڑے غضب کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جب میں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی آنکھیں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی سی ہیں۔ پھر ہوتے ہوتے اس شیر کا تمام چہرہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا سا ہو گیا۔ اور بڑے قہر سے میری طرف متوجہ ہوا۔ میں نے ڈر کر مراقبہ چھوڑ دیا۔ اور جلدی اٹھ کر توبہ کی ۔

کرامت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک یار کو مرض جذام (کوڑھ) کا غلبہ ہوا۔ لوگوں نے اس سے ملنا۔ جلنا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا ترک کر دیا اور کنارہ کشی کی۔ حتےٰ کہ ایک روز اس کے ایک مخصوص یار نے بھی کھانے سے صاف انکار کیا۔ جس سے وہ سخت شرمسار ہوا۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں التجا کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے از راہ لطف و کرم توجہ فرمائی

اور وہ بیماری اس سے زائل کر کے اپنے پر لے لی چنانچہ اس مرض کا داغ آنجناب کے پاؤں پر نمودار ہوا۔ لیکن اس شخص پر نام و نشان بھی نہ رہا۔ یاروں اور فرزندوں نے یہ حالت دیکھکر غمزدہ ہو کر اس مرض کے دفعیہ کے لئے عرض کی۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ چھوڑ دو مجھے مجذوم ہونے دو۔ جب لوگوں نے بہت منت و سماجت کی۔ کہ برائے خدا اس مرض کو اپنے آپ سے دفع فرمائیں۔ تو آنحضرت نے ان کی خاطر یہ بیماری ایک درخت کفار پر ڈالی۔ جس سے وہ خشک ہو گیا +

کرامت۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ جنگل اور بیابان کی سیر کیلئے تشریف لیگئے اثنائے راہ میں گرمی کی شدت۔ لو۔ گرد و غبار اور پیاس کا غلبہ آنحضرت کے بزرگ فرزندوں عالی مرتبہ یاروں اور باقی لوگوں پر ہوا جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیادہ پا جا رہے تھے۔ لیکن بسبب ادب کوئی شخص عرض کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اتنے میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خود ہی مولانا محمد یوسف سمرقندی سے فرمایا کہ دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت یاروں کو تکلیف دے رہی ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ جب آنجناب پر خود روشن ہے۔ پھر کسی کے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے مسکرا کر گوشہ چشم سے آسمان کی طرف دیکھا اور لبوں میں کچھ پڑھا۔ ابھی چند ایک قدم گئے ہونگے کہ بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور آنجناب اور اصحاب کے برابر آکر سایہ کیا اور صرف اس قدر بارش ہونے لگی۔ جس سے غبار بیٹھ جائے۔ نہ کہ کیچڑ ہو جائے۔ پھر شمالی معتدل ہوا چلنی شروع ہوئی۔ حالانکہ یہ کوئی برسات کا موسم تھا +

کرامت ایک نوجوان سید نے بیان کیا۔ کہ مجھے ان آدمیوں سے سخت دشمنی تھی۔ جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ کی۔ خصوصاً معاویہ سے۔ ایک رات حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کر رہا تھا۔ وہاں پر لکھا دیکھا۔ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ اور یہ کہ جو عذاب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ وہی حضرت معاویہ کو برا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ میں یہ نقل

دیکھ کر سخت ناراض ہوا۔ اور کہا کہ یہ کیسی بے مزہ نقل ہے جو اس شخص (حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ) نے یہاں بیان کی ہے۔ میں نے مکتوبات کو زمین پر پھینک دیا۔ اور سرہانے پر سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بڑے غضبناک ہو کر تشریف لائے ہیں۔ اور میرے دونوں کان پر بیٹھ کر فرماتے ہیں۔ اے نادان لڑکے! تو ہمارے لکھے ہوئے پر اعتراض کرتا ہے۔ اور ہمارے کلام کو زمین پر پھینکتا ہے۔ اگر یہ بات میرے کہنے سے تجھے دل میں کھبی۔ تو آ تجھے تیری جد حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے پاس لیچلوں۔ کہ تو غلطی سے ان کے بھائیوں کا منکر و دشمن ہے آنحضرت رضی اللہ عنہ مجھے کھینچکر ایک باغ میں لیگئے جہاں ایک نورانی صورت مرد بیٹھا تھا۔ آنحضرت نے اس نورانی مرد سے کچھ کہا۔ تو دونو نے میری طرف دیکھا اور اشارہ کیا۔ بعد ازاں آنجناب مجھے اس بزرگ کے نزدیک لیگئے۔ اور فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ ہیں۔ ان سے سنو کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ آنحضرت کرم اللہ وجہہ نے زبان گوہر فشان سے فرمایا۔ کہ خبردار۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا منکر و دشمن نہ ہونا نہ زبان سے انہیں ملامت کرنا۔ ہم جانیں اور ہمارے بھائی۔ کہ ہم نے کس نیت سے تنازع کیا۔ پھر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک لیکر فرمایا۔ کہ ان کے فرمان سے بھی سر نہ پھیرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس سید نے مجھے بیان کیا۔ کہ باوجود نصیحت کے میرے دل سے دشمنی نہ گئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ بات معلوم کر کے سخت ناراض ہو کر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ ابھی اس شخص کا دل صاف نہیں ہوا۔ پھر مکا مارنے کا اشارہ کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر میرے گردن پر ایک مکا رسید کیا۔ مکا کھا کر میں نے کہا کہ اب ان کی عداوت میرے دل سے نکل گئی ہے۔ جب میں جاگا تو مکے کا نشان میری گردن پر موجود تھا۔ بعد ازاں میں نے اس عقیدے سے توبہ کی۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہو گیا +

کرامت۔ ایک امیر کبیر نے جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ جب سنا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وزیر کے گھر تشریف لے گئے ہیں۔ تو دل سے کڑھا۔ اور

کہنے لگا۔ کہ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے لئے مناسب نہیں کہ دنیا داروں کے گھر تشریف فرما ہوں۔ آنحضرت رضے کے ایک مخلص درویش نے جو موجود تھا۔ کہا کہ وہ مسلمانوں کی کسی بہتری کے واسطے تشریف لے گئے ہونگے۔ یا کوئی اور نیت ہوگی۔ لیکن تیرا اعتراض بہرحال اچھا نہیں۔ وہ خاموش ہوگیا۔ اس دولتمند جوان نے خواب میں دیکھا۔ کہ بہت سے کوتوال سخت ناراض ہوکر اسے لپٹ گئے ہیں۔ جیسا کہ کوئی گنہگاروں اور مجرموں پر آگرتا ہے اور چھری نکالکر اس کی زبان کاٹنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے۔ اس نے بڑی عاجزی سے معافی مانگی اور توبہ کی +

کرامت۔ بڑے جید عالم حاجی عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں علماء کی ایک مجلس میں موجود تھا۔ اس میں کسی تقریب سے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا ذکر ہوا۔ اس عالم نے آنحضرت کے حق میں ملامت آمیز باتیں شروع کیں۔ میں نے اُسے کہا کہ میں اس عزیز کی خدمت میں حاضر ہو چکا ہوں۔ علاوہ ازیں میں نے بہت سے اولیا اور عارفوں کو دیکھا ہے۔ اور کتابوں میں ان کے حالات پڑھے ہیں۔ جو صفائی اور پیروی نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آنجناب میں دیکھی ہے۔ وہ کسی اور میں نہ دیکھی نہ سُنی۔ میرے خیال کے مطابق تو یہ مرد خدا ہے۔ یہ سُنکر اس عالم نے بڑے طول طویل مقدمات بیان کئے۔ بہت قیل وقال کے بعد میں نے کہا۔ کہ یہ رہا قرآن شریف آؤ ہم تم وضو کرکے دوگانہ ادا کرکے قرآن شریف کھولیں۔ جو آیت صفحہ کے شروع میں نکلے وہی اس شخص کے حال کی گواہی ہوگی۔ اس نے بھی مان لیا۔ چنانچہ ہم دونو نے وضو کرکے دوگانہ ادا کیا۔ اور قرآن شریف کھولا۔ تو صفحہ کے شروع میں یہ آیت نکلی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ "اللہ تعالےٰ کے ایسے بندے بھی ہیں۔ جن کو تجارت خرید و فروخت یاد الٰہی سے باز نہیں رکھ سکتی"۔ یہ دیکھ کر وہ عالم حیران رہ گیا۔ اور صدق دل سے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کا معتقد ہوگیا +

کرامت۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی مدح میں رباعی کہی۔ جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ع

اے آنکہ ملائک مگس قند تو اند

تو آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ کسی تعریف میں دوسرے کی مذمت نہیں

ہونی چاہیئے۔ فرشتوں کو گڑ کی مکھی کہنا ترک ادب ہے۔ کیونکہ فرشتے عالم خاص کے نزدیک انسانوں سے خواہ وہ اولیا ہی کیوں نہ ہوں۔ بہرحال افضل ہیں۔ اس وقت مجھے مولانا رومؒ کا حسب ذیل شعر یاد آیا ؎

بے عنایت حق وخاصان حق گر ملک باشد سیاہ ستیش ورق

لیکن بسبب ادب عرض نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس میں بھی ترک ادب تھی۔ یہ خیال آتے ہی آنجناب رضؓ نے فرمایا کہ تم نے مولانا رومؒ کے شعر پر بھروسہ کیا۔ یا تو میں اور مولوی صاحب خاصان حق اور انبیا سے ہونگے۔ یا مولوی صاحبؒ نے از روئے شکر فرمایا ہوگا ؎

کرامت۔ ایک سفر کی اثنا میں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے باطنی نگاہ کر کے فرمایا۔ کہ مجھے دکھائی دیا ہے۔ کہ آج بلائے عظیم نازل ہوگی۔ دوبارہ فرمایا کہ باقی یاروں کو اطلاع دے دو۔ کہ یہ دعا پڑھیں۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم وبکلمات المقامات من شر ما خلق۔ اور بار بار پڑھیں تاکہ تمہارا دل وجان اس بلا سے محفوظ رہیں۔ دو تین گھڑی بعد بعض گھروں میں آگ لگی۔ اور اس قدر بھڑکی کہ لوگ اُسے بجھا نہ سکے۔ اور اکثر آدمیوں کے گھر معہ مال اسباب جلکر خاکستر ہو گئے۔ جو آگ سے بچا وہ چوری ہو گیا۔ آنجناب کے مخلص مولانا عبدالرحمن کا اسباب بھی جل گیا۔ وہ بڑی مشکل سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب رضؓ نے فرمایا کہ تم نے دعائے مذکورہ کیوں نہ پڑھی۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے کسی نے اطلاع نہ کی۔ آنجناب رضؓ نے یاروں کو سرزنش فرمائی۔ کہ تم نے اسے کیوں اطلاع نہ کی۔ جس جس نے وہ دعا پڑھی وہ بفضل خدا صحیح وسلامت رہا ؎

کرامت۔ ایک فقیر دکن میں رہا کرتا تھا۔ ابھی وہ آنحضرت رضؓ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا۔ لیکن قدمبوسی کا اشتیاق بدرجہ غایت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں اپنے اشتیاق کی مفصل کیفیت عرض کی۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کی طرف لکھا۔ تمہارا خط مطالعہ کرتے وقت تمہارے اردگرد بہت نورانی انبساط دکھائی دیا۔ آنحضرت

کا یہ مکتوب دیکھ کر حاضر خدمت ہوا۔ اور تھوڑی مدت خدمت میں رہا۔ آنحضرت نے اُسے خلافت عنایت کر کے رخصت فرمایا۔ اس گردنواح میں اس سے ہزارہا لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور فنا و بقا حاصل کی۔ اس کے نور سے تمام گردنواح منور ہو گیا۔ اور آنحضرت کا قول حرف بحرف سچ نکلا +

کرامت۔ خان خانان جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کا مخلص مرید تھا۔ مدت سے دکن کا حاکم تھا۔ اچانک وزیر کے ناراض ہو جانے سے وہاں سے معزول ہوا۔ وہ شیطان سیرت وزیر خان خانان اور اس کے فرزندوں کے حق میں بدگمان ہو گیا۔ خطرہ تھا۔ کہ کہیں قتل نہ کرا دے۔ اس بارے میں اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سے مدد کیلئے التماس کی۔ آنجناب نے جواب میں لکھا کہ خاطر جمع رکھو تمہارا کام پہلے سے بھی اعلےٰ ہو جائیگا۔ خان خانان نے میر محمد کو جو اس کے پاس ہی تھے۔ کہا۔ کہ عقل نہیں مانتی۔ کہ بادشاہ کے غضب سے بچ جاؤں۔ کیونکہ وزیر کے کہنے سننے سے چاروں طرف سے لوگوں نے چغلیاں کھائیں۔ لیکن شان الٰہی دیکھو۔ کہ ایک ہی ہفتہ کے اندر آنحضرت کی توجہ سے ملک دکن کی سرداری کا حکم شاہی خان خانان کے نام صادر ہوا۔ اور بادشاہ نے پہلے کی نسبت بڑھکر اس پر مہربانیاں کیں +

کرامت ایک سجادہ نشین شیخ دور کی راہ طے کر کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب کا طریقہ تھا۔ کہ ہر ایک وضیع و شریف پر مہربانی کرتے لیکن اس سجادہ نشین پر ذرا توجہ نہ کی۔ لوگوں نے عرض کی کہ وہ تو بڑے مشائخ سے ہے۔ اور جناب کی بہت سی مہربانی کا امیدوار ہے۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا واقعی ایسا ہی ہے۔ لیکن کیا کروں۔ اس کی پیشانی پر جلی قلم سے لفظ انکار لکھا ہے تمام یار حیران رہ گئے۔ کچھ مدت وہ خانقاہ میں رہا۔ بعد ازاں منکر ہو گیا اور آنجناب کا مرید نہ ہوا۔ اور آنجناب کی کشف حرف بحرف درست نکلی +

کرامت۔ ایک فقیر نے جو ابھی آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف نہیں ہوا تھا۔ ایک عریضہ آنجناب کی خدمت میں ارسال کیا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں تمام اولیا سے افضل ہو جایا کرتے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس کا جواب ہم نشینی پر موقوف ہے

جب وہ حاضر خدمت ہوا۔ تو اس نے کہا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہلی دفعہ حاضر ہونے سے مجھ پر وہ حالت طاری ہوئی۔ جو بیان سے باہر ہے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہارے خط کا جواب ہے۔ اب سمجھ گیا ہے۔ میں نے سر جناب کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور عرض کیا کہ سمجھ گیا +

کرامت۔ ایک دن ایک صاحب دل سید حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا قلبی ذکر اس قدر جاری تھا۔ کہ جو شخص اس کے پاس بیٹھتا۔ اس کے ذکر کو سنتا۔ اس نے اکثر مشائخ سے خلافت حاصل کی تھی۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت سے بھی اس بات کی امید رکھتا تھا۔ لیکن حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا یہ غلبہ ذکر اور مشائخ کی خلافت دینا اس کے لئے غرور کا باعث ہو گیا ہے۔ جس سے اس کی ترقی کی راہ بند ہو گئی ہے پہلے اس کے ذکر قلبی کو سلب کرنا چاہیئے۔ اگر آنجناب سلب کرتے تو وہ شکایت کرتا۔ اور یہ مصرعہ کہتا۔ ع

ہر چہ اندر خانہ بود آں طرہ طرار بُرد

جب چند روز گذر گئے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اسے بلا کر مخفی بلند احوال سے مشرف فرمایا۔ اور نصیحت کی کہ باطنی معاملہ مخفی ہونا چاہیئے +

کرامت۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی شیخ محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ کسی کام کی خاطر قندھار گئے۔ انہیں دنوں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے کہ جب میں محمد مسعود کے احوال کی طرف متوجہ ہوا تو بہتیرا ڈھونڈا لیکن نہ پایا۔ بلکہ تمام روئے زمین پر نہ دیکھا۔ جب پھر توجہ کی۔ تو اسکی قبر مجھے دکھلائی دی۔ چند روز بعد اُس کے ہمراہیوں نے آکر خبر دی کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے +

کرامت۔ جن دنوں آنحضرت رضی اللہ عنہ اجمیر میں تھے۔ رمضان مبارک موسم برسات میں آیا۔ آنحضرت حسب عادت قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ پہلی رات تراویح کے وقت بسبب بارش مسجد کے اندر نماز ادا کی ہوا کی گرمی اور تعفن کی وجہ سے آنحضرت رضی اللہ عنہ اور یاروں کو بڑی تکلیف ہوئی۔